امہات المومنین
رضی اللہ عنہن

مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری

مصطفیٰ برادرز
۲۰۲ ذوالقرنین چیمبرز ◎ گنپت روڈ ◎ لاہور

Marfat.com

امہات المومنین رضی اللہ عنہن

مولانا مفتی الحاج محمد عاشق الٰہی بلند شہری

مصطفیٰ برادرز
۲۰۲ ذوالقرنین چیمبرز ◎
گنپت روڈ ◎ لاہور

Marfat.com

297-9921
17
114850

نام کتاب امہات المومنین رضی اللہ عنہن

مولف حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری

ناشر مصطفٰے برادرز' 202 ذوالقرنین چیمبر' گنپت روڈ' لاہور

کمپوزنگ شبیر کمپوزنگ سنٹر' اردو بازار' لاہور

قیمت مجلد 60/-

ملنے کا پتہ:

لاہور اکیڈمی

205۔ سرکلر روڈ' اردو بازار' لاہور

Marfat.com

حسن ترتیب

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
تفریظ مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب	8	مولف کی گزارش	9
عرض ناشر	12		

حضرت خدیجہؓ 13

حرم نبوت میں کیونکر آئیں	13	حضرت خدیجہؓ کا اسلام لانا	16
شعب ابی طالب میں رہنا	21	اسلام کے فروغ میں حضرت خدیجہؓ کا مال بھی لگا	21
نماز پڑھنا	22	حضور اقدس ﷺ سے حضرت خدیجہؓ کی اولاد	23
فضائل	25	وفات	27

حضرت عائشہؓ 28

نکاح	28	ہجرت	30
رخصتی	32	مصاحبت رسول اللہ سے خوب فائدہ اٹھایا	34
آنحضرت سے سوالات	35	آنحضرت کو حضرت عائشہؓ سے محبت	39
تربیت کا خاص خیال	40	مختلف نصائح	41
کلمات حکمت وموعظت	42	نشر العلوم	44
زہد وفقر اور گھر کے احوال	49	مشورہ لینا	52
فضائل ومناقب	53	کثرت عبادت	55
احکام اسلامیہ کو بلا چوں وچرا ماننا	56	نزول آیت تیمم	57
شعر اور طب	58	سخاوت	59
خوف خدا اور فکر آخرت	6	ایک بہت بڑا بہتان اور اللہ کی طرف سے برات کا اعلان	62

Marfat.com

وفات	72		

حضرت سودہؓ 73

ہجرت	75	قدوقامت	75
عبادت اور آنحضرت کی فرمانبرداری	75	ظرافت	76
سخاوت	76	ازواج مطہرات میں حشر ہونے کی تمنا	76
نزول حجاب	77	وفات	79

حضرت حفصہؓ 80

حرم نبوت میں آنا	80	مصاحبت رسول اللہ ﷺ	82
ایک واقعہ	83	واقعہ طلاق اور رجوع	84
ایک دل لگی کا واقعہ	84	عبادت	85
وفات	85		

حضرت زینب بن حزیمہؓ 86

وفات	86		

حضرت ام سلمہؓ 87

قبول اسلام اور نکاح اول	87	ہجرت	87
مدینہ منورہ میں سکونت	89	حضرت ابو سلمہؓ کی وفات	89
حرم نبوت میں آنا	90	دانشمندی	93
آنحضرت ﷺ کی مصاحبت سے خوب فائدہ اٹھایا اور علوم حاصل کیے	95	حضرت ام سلمہؓ کے بچوں کی پرورش	99
صدقہ کرنے کی ہدایت	100	امر بالمعروف	100
وفات	100		

حضرت زینب بن جحشؓ 101

پہلا نکاح	101	حرم نبوت میں آنا	103
ولیمہ	106	نزول حجاب	1085
فائدہ	109	عبادت اور تقویٰ	110

Marfat.com

صدقہ	111	حج بیت اللہ	112
وفات	113	وصیت	113

حضرت جویریہؓ بنت الحارث 114

حرم نبوت میں آنا	115	حرم نبوت میں آنے سے پوری قوم کا بھلا ہونا	117
سید عالم کو چھوڑ کر باپ کے ساتھ جانے سے انکار	117	والدہ کا مسلمان ہونا	118
تبدیلی نام	119	ذکر الٰہی	119
وفات	120		

حضرت ام حبیبہؓ 121

ہجرت حبشہ	121	حرم نبوت میں آنا	121
حبشہ سے مدینہ منورہ پہنچنا	123	آنحضرت ﷺ کا احترام	124
اتباع حدیث	125	فکر آخرت	126
وفات	126		

حضرت صفیہؓ 127

حرم نبوت میں آنا	127	ولیمہ	129
مدینہ منورہ پہنچنا	130	سخاوت	131
اخلاق و عادات	131	آنحضرت ﷺ سے بے انتہا محبت	131
حضرت عثمانؓ کی خدمت	133	زہد و عبادت	133
وفات	133		

حضرت میمونہؓ 134

حرم نبوت میں آنا	134	مصاحبت رسول اللہ ﷺ	135
حضرت عائشہؓ کا تعریف کرنا	135	ایک واقعہ	136
وفات	136		
آخری کلام	137	رحمت العالمین کیلئے تعدد ازواج کی حکمت	139

Marfat.com

تاثرات گرامی حضرت مفتی نظام الدین شامزی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و سلم علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

رب کائنات نے نبی اکرم ﷺ کو ساتھی اور صحابہ' ازواج مطہرات' اہل بیت ایک ایسے منتخب عطا فرمائے کہ تاریخ اسلام ان پر ناز کرتی ہے۔ قرآن کریم میں ان کو "رضی اللہ عنھم ورضواعنہ" کے خطاب سے سرفراز فرمایا گیا۔ ان میں ازواج مطہراتؓ کا درجہ اپنی جگہ بہت زیادہ اہم ہے کیونکہ خلوت وجلوت اور معاشرتی زندگی کی گواہی جتنی زیادہ گھر والے دے سکتے ہیں اور کوئی نہیں دے سکتا اور جتنا زیادہ اور بہتر کام گھر والوں سے لیا جا سکتا ہے کسی اور سے نہیں لیا جا سکتا۔ ازواج مطہراتؓ کی فضیلت کے لئے اس سے بڑی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے دو جگہ سورہ مریم اور چار مرتبہ سورہ احزاب میں انہیں "ازواج النبی" فرمایا۔ ایک جگہ قرآن کریم میں فرمایا گیا: "تم اور عورتوں جیسی نہیں ہو" یہی وجہ ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ازواج مطہرات کو اختیار دیا کہ وہ اگر دنیا چاہتی ہیں تو علیحدہ ہو جائیں اور اگر آخرت چاہتی ہیں تو حضور ﷺ کے ہمراہ رہیں تو حضور ﷺ نے سب سے پہلے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا آپؓ نے جواباً فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ اور آخرت کی طلبگار رہوں۔ باقی تمام ازواج مطہراتؓ نے بھی اسی طرح جواب دیا۔

ام المومنین حضرت خدیجہؓ کی پوری زندگی کا ایک ایک لمحہ اور مال و دولت ہر چیز نبی اکرم ﷺ کے دین پر قربان ہو گئی۔ اسی لئے حضور ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کی وفات کے سال کو "عام الحزن" قرار دیا۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے اپنے والد محترم اور خاندان کی طرح قربانیوں کی عظیم مثال قائم کی اور دین کا سب سے زیادہ فائدہ امت کو حضرت عائشہؓ کے علمی ذخیرہ اور احادیث کے

Marfat.com

ذریعہ عطا ہوا۔ اسی طرح دیگر امہات المومنین نے اپنی اپنی حیثیت اور علمی مرتبہ کے اعتبار سے دین کو جو نفع پہنچایا وہ تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔ ازواجی زندگی کے زیادہ تر مسائل ان ازواج مطہراتؓ کے ذریعہ ہی امت کو حاصل ہوئے۔ اسی بناء پر امت کے سیرت نگاروں اور مورخین نے ازواج مطہراتؓ کے سوانحی زندگی اور علمی میراث کو محفوظ کیا تاکہ ہر دور میں امت اس سے راہنمائی حاصل کرتی رہے۔ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب مہاجر مدنی سابق استاد حدیث دارالعلوم کراچی نے ازواج مطہراتؓ کے حیات طیبہ پر ایک بہترین کتاب مرتب فرمائی جس کے کئی ایڈیشن شائع ہو کر علماء امت سے دادو تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

اور آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو امت کے لئے نافع بنائے۔

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه محمد و آله و صحبه اجمعین○

(مفتی) نظام الدین شامزی
شیخ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی
رکن مجلس شوری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، کراچی

Marfat.com

تقریظ

از حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مفتی اعظم پاکستان بانی وصدر دار العلوم کراچی

حبی و محبی جناب مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری نے بہت سے عنوانات کے تحت کثیر تعداد میں مختلف دینی کتابیں لکھی ہیں جو عوام و خواص میں بہت مقبول ہیں اور مختلف اداروں سے طبع ہوتی رہتی ہیں۔

موصوف نے عورتوں کی اصلاح کے لئے بھی چند کتب لکھی ہیں اور اس موضوع سے آپ کو خاص شغف ہے۔ دینی بے فکری اور آخرت سے غفلت جو عورتوں میں دن بدن بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے اس کی روک تھام کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ انہیں قرآن وسنت کے احکام اور نصائح و مواعظ اور آداب و اخلاق سے آگاہ کیا جائے اور عہد نبوت کی مستورات یعنی حضور اقدس ﷺ کی ازواج مطہراتؓ اور بنات طاہراتؓ اور دیگر صحابیاتؓ کے اوصاف حمیدہ اور احوال سعیدہ سے واقف کرایا جائے۔

مولانا ممدوح نے اس سلسلہ میں دو کتابیں تالیف فرمائیں ہیں۔ اولاً ''امت مسلمہ کی مائیں'' دوئم ''رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں'' اول الذکر میں ازواج مطہراتؓ کے حالات لکھے ہیں ورثانی الذکر میں سردار دوجہاں ﷺ کی صاحبزادیوں کے مفصل حالات تحریر فرمائے ہیں۔ یہ حالات بہت سبق آموز ہیں۔ ہر گھر میں ان کو سنانے کی ضرورت ہے۔ مکتب دار العلوم کراچی ان دونوں کتابوں کو شائع کر رہا ہے۔ تمام مسلمانوں سے گزارش ہے کہ ان کتابوں کو زیادہ سے زیادہ پھیلائیں۔ اب الحمد للہ مصطفےٰ برادرز بھی ایسی بے شمار کتب شائع کر چکا ہے اور کر رہا ہے۔

مولانا موصوف کی کتاب ''مسلم خواتین کے بیس سبق'' کے نام سے بھی معروف ومشہور ہے۔ مذکور دونوں کتابوں کے ساتھ اس کا مطالعہ بھی کرائیں۔

اللہ جل شانہ مولانا کی مساعی کو قبول فرمائیں اور بگڑے ہوئے معاشرے کی اصلاح کا ذریعہ بنائیں۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ
۴ ذی الحج ۱۳۹۳ھ

Marfat.com

مولف کی گذارش

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ وَ لَا یَزَالُ حَیًّا سَمِیْعًا قَادِرًا بَصِیْرًاo
اَشْھَدُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اُکَبِّرُہٗ تَکْبِیْرًا وَ
اُوْمِنُ بِاَنَّ سَیِّدَنَا وَ سَنَدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ الَّذِیْ اُرْسِلَ
اِلٰی کَافَّۃِ النَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا
مُّنِیْرًا o صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ اَزْوَجِہٖ وَ
بَارَکَ وَ سَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًاo

امابعد! اس کتاب میں احقر نے سید عالم ہادی ثقلین محبوبِ ربُّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیبیوں کے حالات لکھے ہیں جس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان عورتیں اور مسلم بچیاں اپنی زندگی گزارنے میں ان مطہر بیبیوںؓ کی زندگی کو نمونہ بنائیں جن کو اللہ رب العزت نے اپنے مقدس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کے لئے چنا تھا اور جنہوں نے نبوت کے گھرانے میں رہ کر اپنی زندگی دین سیکھنے سکھانے اور مولائے حقیقی سے لو لگانے اور اپنے دلوں میں آخرت کی فکر بسانے کے لئے وقف کر دی تھی۔

اس کتاب میں خصوصیت کے ساتھ ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالی علیھن کے ایسے حالات لکھے گئے ہیں جن کا اتباع کرنا اور اتباع کے لئے تیار رہنا ہر مسلم عورت کے لئے ضروری ہے۔ کتاب پڑھتے پڑھتے کسی بیویؓ کی ہجرت کا دردناک واقعہ سامنے آئے گا اور کسی بیوی کے تذکرہ میں ملے گا کہ انہوں نے دین کے لئے دو مرتبہ ہجرت کی اور حرم نبوت میں رہنے والی برگزیدہ خواتین کے حالات میں کثرت نماز اور کثرت ذکر کا تذکرہ ملے گا۔

حضرت خدیجہؓ کے تذکرہ میں دین کے لئے مال قربان کر دینا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور تسلی اور ڈھارس بندھانے کی خدمت انجام دینا ملے

Marfat.com

گا۔ حضرت عائشہؓ صدیقہ کے حالات میں علم وافر' تفقہ کامل اور اشاعت علوم دینیہ میں زندگی خرچ کر دینا نظر آئے گا۔ حضرت زینبؓ بنت خزیمہ اور حضرت زینب بنت جحش اور حضرت عائشہؓ کے حالات میں عظیم الشان سخاوت ملے گی۔ حضرت زینبؓ محنت کر کے پیسہ حاصل کرتیں اور پھر صدقہ کرتی تھیں۔

ایک بہت بڑی بات ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیھن کے حالات میں یہ ملے گی کہ انہوں نے آپس میں سوکن ہونے کے باوجود ایک دوسری کی علمی عظمت برقرار رکھی اور جب کسی نے ایک سے مسئلہ پوچھا تو خود کو معلوم نہ ہوا تو دوسری کے پاس سائل کو بھیج دیا۔ نیز ان مقدس بیویوںؓ کی یہ بات بھی بہت زیادہ قابل تقلید ہے کہ سوکن ہوتے ہوئے بھی دوسری سوکن کے اخلاق حمیدہ اور اچھی خصلتوں کی تعریف کرتی تھیں۔ بعض بیویوں کے حالات میں آپ پڑھیں گے کہ وفات کے وقت اپنی سوکن سے کہے سنے کی معافی مانگی اور حقوق العباد سے پاک ہو کر عالم بالا کا سفر کیا۔

آج کل بیاہ شادی کے لئے ایسے طریقے اور ایسی رسمیں ایجاد کر رکھی ہیں جو سنت نبوی ﷺ سے ہٹی ہوئی ہونے کی وجہ سے مصیبت اور وبال بنی ہوئی ہیں۔ لوگ پریشان نظر آتے ہیں کہ جوان بیٹی بیٹھی ہے اس کی شادی کیسے کریں؟ روپیہ کہاں سے لائیں۔ بیٹا بیاہنے جانا ہے سینکڑوں رسمیں برتنا ہیں۔ روپیہ نہیں زیور نہیں' کسی کی بیٹی لینے کیسے جا کھڑے ہوں؟

ان مصیبتوں سے چھٹکارہ کی صرف یہی ایک شکل ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے طریقہ پر بیاہ شادی کرنے لگیں جو سادگی کی اصل تصویر ہے اور جس میں مصیبت و پریشانی کا نام نہیں ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے حضور اقدس ﷺ کی گیارہ شادیوں کے حال معلوم ہوں گے۔ ان کی سادگی امت کے لئے نمونہ ہے۔ امت کو چاہیے کہ اس طرز پر اپنے بیٹوں' بیٹیوں کی شادی کریں۔ حضرت میمونہؓ اور حضرت صفیہؓ کے حالات آپ پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ سید عالم ﷺ ان بیبیوں سے سفر ہی میں نکاح کیا اور سفر ہی میں پہلی ملاقات ہوگئی اور

Marfat.com

وہیں ولیمہ ہوگیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بیاہ شادی مصیبت بنانے کی چیز نہیں ہے۔ سادگی کے ساتھ ایک مرد وعورت کا رشتہ شرعی ایجاب وقبول کرا کے جوڑ دینا ہی کافی ہے۔ اس کے لئے گھر پر مقیم ہونا بھی ضروری نہیں پھر بھلا رسموں اور ریا ونمود کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ؀

اس کتاب سے معلوم ہوگا کہ حضور اقدس ﷺ نے جن بیبیوں سے شادی کی وہ حضرت عائشہؓ کے علاوہ سب بیوہ تھیں۔ اور بعض ایسی تھیں جو آپ سے پہلے دوشوہروں کی زوجیت میں رہ چکی تھیں۔ بعض قوموں میں جو یہ رواج ہے کہ عورت کی دوسری شادی کو عیب سمجھتے ہیں یہ گناہ کبیرہ ہے اور عقیدہ کی خرابی ہے۔ جس چیز کو خدائے وحدہ لاشریک لہ کے مقدس رسول ﷺ نے خود کیا اس کو برا سمجھنا ایمان والوں کا طریقہ نہیں ہوسکتا۔

محمد عاشق الٰہی بلندشہری عفا اللہ عنہ

دہلی ۱۳۷۳ھ

Marfat.com

عرض ناشر

مصطفےٰ برادرز امہات المومنین اور دوسری اسلامی و مفید کتابوں کو خوبصورت انداز میں طبع کررہا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی کو قبول فرمائیں اور اس طرح دینی کتابوں کی اشاعت کرنے کی ہمت اور طاقت عطا فرمائیں اور اس کتاب کو امت محمدیہؐ کے لئے نافع بنائے اور انہیں دینی کتابیں پڑھنے اور سمجھ کر ان کو دل و دماغ سے قبول کرنے اور پھر عمل کرنے توفیق عطا فرمائیں تاکہ اس بگڑے ہوئے معاشرے میں ہماری اصلاح ہوسکے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ اس کتاب کی تیاری میں جن دوستوں اور بھائیوں نے میری مدد کی، خصوصی دعاؤں میں انہیں بھی یاد رکھیں اور میرے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اسی طرح دینی کتب شائع کرنے کی ہمت اور حوصلہ عطا کرے۔

ناظرین سے درخواست ہے کہ احقر کو اور احقر کے والدین اور اساتذہ کو اپنی مقبول دعاؤں میں ضرور یاد فرماویں۔

اور آخر میں خصوصی طور پر میرے والدین اور تمام مسلمان مرد اور عورتوں جو کہ اب اس دنیا میں نہیں ہیں کے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سب کے درجات بلند فرمائیں اور میرے والدین کی قبروں کو نور سے روشن و منور فرمائیں۔ (آمین)

ناشر

محمد منیر خان

Marfat.com

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس کی سب سے پہلی بیوی ہیں جو حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی والدہ اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نانی تھیں۔ ان کے والد کا نام خویلد' دادا کا نام اسد اور والدہ کا نام فاطمہ اور نانی کا نام زاہدہ تھا۔ نسبتاً قریشیہ تھیں۔ چالیس سال کی عمر میں حضور ﷺ سے شادی کی۔ اس وقت جناب رسالت مآب ﷺ کی عمر شریف پچیس سال تھی۔ (از استیعاب واصابہ ۱۲)

سید عالم ﷺ کے نکاح میں آنے سے پہلے یکے بعد دیگرے دو شوہروں سے نکاح کر چکی تھیں اور ہر ایک سے اولاد بھی ہوئی تھی ایک شوہر ابو ہالہ اور دوسرے عتیق بن عائذ تھے۔ اس میں سیرت نگاروں کا اختلاف ہے کہ ان دونوں میں اول کون تھے اور دوم کون؟ صاحب استیعاب اس اختلاف کو نقل کرنے کے بعد ابو ہالہ کو اول اور عتیق کو دوم قرار دینے کو ترجیح دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی (پہلا قول ہی زیادہ صحیح ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ!)

حرم نبوت میں کیونکر آئیں:

جب حضرت خدیجہؓ کے دونوں شوہر یکے بعد دیگرے فوت ہو گئے تو ان کی شرافت اور مالداری کی وجہ سے مکہ کا ہر شریف اس کا متمنی ہوا کہ حضرت خدیجہؓ سے عقد کرے لیکن ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت خدیجہؓ کو اشرف الخلائق ﷺ کے نکاح پر فلاح میں آنا نصیب ہوا اور ام المومنین کے مکرم لقب سے نوازی گئیں۔

Marfat.com

سید عالم ﷺ کی عمر شریف جب پچیسویں برس کو پہنچی تو آپؐ کے چچا ابو طالب نے کہا کہ میں مالدار آدمی نہیں ہوں جو میں تم کو مال دے کر تجارت کراؤں اور چونکہ یہ دن سختی سے گزر رہے ہیں اس لئے کسب معاش میں لگنے کی ضرورت ہے۔ لہذا تم ایسا کرو کہ جس طرح تمہاری قوم کے دوسرے لوگ حضرت خدیجہؓ کا مال لے جا کر بیچتے ہیں اور اس میں نفع کماتے ہیں اسی طرح تم بھی ان کا مال شام لے جا کر فروخت کر کے نفع حاصل کرو۔

جب حضرت خدیجہؓ کو اس کی خبر لگی کہ محمد بن عبداللہ الامین کو ان کے چچا میرا مال شام لے جا کر فروخت کرنے کو فرما رہے ہی تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی دیانت و امانت داری اور معاملہ کی راست بازی کی وجہ سے خود ہی آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپؐ میرا مال لے جائیں...... دوسروں کو جو نفع دیتی ہوں آپ کو اس سے دوگنا نفع دوں گی۔ چنانچہ آپؐ نے منظور فرمایا اور اسباب تجارت لے کر شام کو روانہ ہوئے۔ حضرت خدیجہؓ نے اپنا ایک غلام بھی آپؐ کے ساتھ کر دیا جس کا نام میسرہ تھا۔ آپؐ نے نہایت دانشمندی اور حضرت خدیجہؓ کے مال کی تجارت کی جس کی وجہ سے ان کو گذشتہ پچھلے سالوں کی نسبت اس سال بہت زیادہ نفع ہوا۔

راستہ میں میسرہ نے آپؐ کی بہت باتیں دیکھیں جو عام آدمیوں کی نہیں ہوتی ہیں جن کو عربی میں خوارق العادۃ کہتے ہیں اور یہ بات بھی پیش آئی کہ جب آپؐ نے شام کے سفر میں ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا تو وہاں ایک راہب بھی موجود تھا۔ اس نے میسرہ سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ میسرہ نے کہا یہ مکہ کے باشندہ ہیں اور قریشی نوجوان ہیں۔ راہب نے کہا یہ نبی ہوں گے جس کی وجہ یہ تھی کہ اس راہب نے آپؐ کے اندر نبی آخرالزماں کی وہ علامتیں دیکھ لی تھیں جو پہلی کتابوں میں لکھی ہوئی تھیں۔

Marfat.com

شام سے واپس ہو کر جب مکہ میں داخل ہو رہے تھے تو دوپہر کا وقت تھا۔ اس وقت حضرت خدیجہؓ اپنے بالا خانے میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کی نظر آنحضرت ﷺ پر پڑی تو دیکھا کہ دو فرشتے آپؐ پر سایہ کیے ہوئے ہیں اس کے علاوہ انہوں نے اپنے غلام میسرہ سے بھی (اسی قسم کے) عجیب عجیب حالات سنے اور راہب کا یہ کہنا بھی میسرہ نے سنا دیا کہ یہ نبی آخر الزماں ہوں گے۔ لہذا حضرت خدیجہؓ نے خود ہی نکاح کا پیغام آپؐ کی خدمت میں بھیج دیا۔ یعلی بن امیہ کی بہن نفیسہ نامی پیغام لے کر گئیں۔ چنانچہ آپؐ نے منظور فرمایا اور آپؐ کے چچا حضرت حمزہؓ اور ابو طالب نے بھی بخوشی اس کو پسند کیا۔

نکاح کے لئے حضرت حمزہؓ اور ابو طالب اور خاندان کے دیگر اکابر حضرت خدیجہؓ کے مکان پر آئے اور نکاح ہوا۔ اس وقت حضرت خدیجہؓ کے والد زندہ نہ تھے وہ پہلے ہی مر چکے تھے۔ ہاں اس نکاح میں ان کے چچا عمرو بن اسد شریک تھے۔ اور ان کے علاوہ حضرت خدیجہؓ نے اپنے خاندان کے دیگر اکابر کو بھی بلایا تھا۔ عمرو بن اسد کے مشورے سے ۵۰۰ درہم مہر مقرر ہوا اور حضرت خدیجہؓ ام المومنین کے مشرف خطاب سے ممتاز ہوئیں۔ (الاصابہ، اسد الغابہ وغیرہ)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں مکہ والوں کی عورتیں ایک خوشی کے موقع پر جمع ہوئیں۔ ان میں حضرت خدیجہؓ بھی موجود تھیں۔ اچانک وہاں ایک شخص ظاہر ہو گیا جس نے بلند آواز سے کہا کہ اے مکہ کی عورتو! تمہارے شہر میں ایک نبی ہو گا جسے احمد کہیں گے۔ تم میں سے جو عورت ان سے نکاح کر سکے ضرور کر لے۔ یہ بات سن کر دوسری عورتوں نے بھول بھلیوں میں ڈال دی اور حضرت خدیجہؓ نے گرہ باندھ لی اور اس پر عمل کر کے کامیاب ہو کر رہیں۔ (الاصابہ ۱۲)

Marfat.com

حضرت خدیجہؓ سب سے پہلے اسلام لائیں اور اسلام کے فروغ میں پوری طرح حصہ لیا

حضرت خدیجہؓ کو یہ منقبت حاصل ہے کہ وہ سب سے پہلے مسلمان ہوئیں۔ یعنی حضور اقدس ﷺ کی دعوت اسلام تمام انسانوں سے پہلے انہوں نے قبول کی۔ ان سے پہلے نہ کوئی مرد اسلام لایا نہ عورت نہ بوڑھا نہ بچہ۔ صاحب مشکوۃ الاکمال فی اسماء الرجال میں لکھتے ہیں۔

وَھِیَ اَوَّلُ اٰمَنَ مِنْ کَافَّۃِ النَّاسِ ذَکَرِھِمْ وَاُنْثَاھُمْ

تمام انسانوں سے پہلے حضرت خدیجہؓ اسلام لائیں۔ تمام مردوں سے بھی اور تمام عورتوں سے بھی پہلے۔

وَمِثْلُہٗ فِی الْاِستیعاب حیث قَالَ نَاقِلاً عَنْ عُرْوَۃَ اَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ خَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیلد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ البدایہ میں محمد بن کعب سے نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔:

اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَۃِ خَدِیْجَۃُ وَ اَوَّلُ رَجُلَیْنِ اَسْلَمَا اَبُوْبَکْرٍ وَ عَلِیٌّ

(یعنی امت میں سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ نے اسلام قبول کیا اور مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہا ہیں) ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا۔

وَقَدْ اٰمَنَتْ بِیْ اِذْ کَفَرَبِیَ النَّاسُ وَ صَدَّقَتْنِیْ اِذْ کَذَّبُوْنِیْ وَانْسَتْنِیْ

Marfat.com

بِمَا لِهَا اِذْ حَرَمَنِیَ النَّاسُ وَ رَزَقَنِیَ اللّٰہُ وَ لَدَهَا اِذْ حَرَمَنِیْ اَوْلَا دَالنِّسَاءُ (البدایہ والنہایہ لابن کثیر)

''وہ مجھ پر ایمان لائیں جب لوگ میری رسالت کے منکر تھے اور انہوں نے میری تصدیق کی جبکہ لوگوں نے مجھے جھٹلایا اور انہوں نے اپنے مال سے میری ہمدردی کی جبکہ لوگوں نے مجھے اپنے مالوں سے محروم کیا۔ اور ان سے مجھے اللہ نے اولاد نصیب فرمائی جبکہ دوسری عورتیں مجھ سے نکاح کر کے اپنی اولاد کا باپ بنانا گوارہ نہیں کرتی تھیں۔''

اسلام کے فروغ میں حضرت خدیجہؓ کا بہت بڑا حصہ ہے۔ نبوت سے پہلے حضور اقدس ﷺ تنہائی میں عبادت کرنے کیلئے غار حرا میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور حضرت خدیجہؓ آپؐ کے لئے کھانے پینے کا سامان تیار کر کے دے دیا کرتی تھیں۔ آپؐ حرا میں کئی کئی راتیں رہتے تھے۔ جب خوردونوش کا سامان ختم ہو جاتا تو آپؐ تشریف لاتے اور سامان لے کر واپس چلے جاتے تھے ایک دن حسب معمول آپؐ حرا میں مشغول عبادت تھے کہ فرشتہ آیا اور اس نے کہا ''اقرا'' یعنی پڑھیے آپؐ نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتہ نے آپؐ کو پکڑ کر اپنے سے چمٹا کر خوب زور سے بھینچ کر چھوڑ دیا اور پھر کہا ''اقرا'' (پڑھئے) آپؐ نے وہی جواب دیا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتہ نے دوبارہ آپؐ کو اپنے سے چمٹا کر خوب زور سے دبا کر چھوڑ دیا اور پھر پڑھنے کو کہا۔ آپؐ نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتے نے پھر تیسری مرتبہ آپ کو پکڑ کر اپنے سے چمٹایا اور خوب زور سے دبا کر آپ کو چھوڑ دیا اور خود پڑھنے لگا۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ج عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ○

Marfat.com

یہ آیات سن کر آپؐ نے یاد فرمالیں اور ڈرتے ہوئے گھر تشریف لائے۔ حضرت خدیجہؓ سے فرمایا زملونی زملونی (مجھے کپڑا اڑھادو مجھے کپڑا اوڑھادو)

انہوں نے آپ کو کپڑا اڑھادیا اور کچھ دیر بعد وہ خوف کی طبعی کیفیت جاتی رہی۔ اس کے بعد آپؐ نے حضرت خدیجہؓ کو اپنا سارا واقعہ سنا کر فرمایا۔ لَقَدْ خَشِیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ (مجھے اپنی جان کا خوف ہے)

عورتیں کچی طبیعت کی ہوتی ہیں اور مرد کو گھبرایا ہوا دیکھ کر اس سے زیادہ گھبرا جاتی ہیں لیکن حضرت خدیجہؓ ذرا نہ گھبرائیں اور تسلی دیتے ہوئے خوب جم کر فرمایا۔

کَلَّا وَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَ تَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَ تَقْرِیُ الضَّیْفَ وَ تُعِیْنُ عَلٰی نَوَاءِبِ الْحَقِّ

خدا کی قسم! ہرگز نہیں ایسا ہوسکتا کہ اللہ تمہاری جان کو مصیبت میں ڈال کر تم کو رسوا کرے۔ آپ کی صفات بڑی اچھی ہیں۔ ایسی صفات والا رسوا نہیں کیا جاتا آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور مہمان نوازی آپ کی خاص صفت ہے۔ آپ بے بس و بے کس آدمی کا خرچ برداشت کرتے ہیں۔ اور عاجز محتاج کی مدد کرتے ہیں اور مصائب کے وقت حق کی مدد کرتے ہیں۔"

اس کے بعد حضرت خدیجہؓ آپ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور ان سے کہا اے بھائی! سنو یہ کیا کہتے ہیں ورقہ بن نوفل بوڑھے آدمی تھے۔ بینائی جاتی رہی تھی۔ عیسائیت اختیار کیے ہوئے تھے۔ انہوں نے حضور اقدس ﷺ سے دریافت کیا کہ آپؐ نے کیا دیکھا؟ آپ نے ان کو اپنی پوری کیفیت سے آگاہ فرمایا تو اس نے کہا۔

ھٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی مُوْسٰی یَا لَیْتَنِیْ فِیْھَا جَذَعًا یَا

Marfat.com

لَیۡتَنِیۡ اَکُوۡنَ حَیًّا اِذۡ یُخۡرِجُکَ قَوۡمُکَ (بخاری شریف ۱۲)

''یہ تو وہی راز دار فرشتہ جبریل ہے جسے اللہ نے موسیٰ پر نازل کیا تھا کاش میں اس وقت نوجوان ہوتا جب آپ کی دعوت دین کا ظہور ہوگا کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔''

حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ میں بحوالہ بیہقی یہ بھی نقل کیا ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے حضور اقدس ﷺ سے نبوت کے بالکل ابتدائی دور میں یہ بھی عرض کیا کہ آپ ایسا کر سکتے ہیں کہ جب فرشتہ آپؐ کے پاس آئے تو آپ مجھے اطلاع فرمادیں؟

آپؐ نے فرمایا ہاں ایسا ہوسکتا ہے عرض کیا کہ اب آئے تو بتلا یئے گا چنانچہ جب جبریلؑ تشریف لائے تو آپؐ نے فرمایا اے خدیجہ یہ ہیں جبریلؑ۔ انہوں نے عرض کیا اس وقت آپ کو نظر آ رہے ہیں؟ فرمایا ہاں؟ عرض کیا آپؐ اٹھ کر میری داہنی طرف بیٹھ جائیں چنانچہ آپؐ نے منظور فرمایا اور اپنی جگہ سے ہٹ کر ان کی داہنی طرف بیٹھ گئے۔ حضرت خدیجہؓ نے پوچھا اس وقت بھی آپ کو جبریلؑ نظر آ رہے ہیں؟ فرمایا ہاں نظر آ رہے ہیں؟ اس کے بعد حضرت خدیجہؓ نے اپنا دوپٹہ ہٹا کر سر کھولا اور دریافت کیا کیا آپ کو اب بھی جبریلؑ نظر آ رہے ہیں؟ فرمایا اب تو نظر نہیں آتے یہ سن کر حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا یقین جانیے یہ فرشتہ ہی ہے آپ ثابت قدم رہیں اور نبوت کی خوشخبری قبول فرمائیں (اگر یہ شیطان ہوتا تو میرا سر دیکھ کر غائب نہ ہو جاتا چونکہ فرشتہ ہی ہے اس لئے شرما گیا۔) اس واقعہ سے حضرت خدیجہؓ کی دانشمندی کا پتہ چلتا ہے۔

نبوت مل جانے کے بعد جب آنحضرت ﷺ نے اسلام کی دعوت دینی شروع کی تو مشرکین مکہ آپؐ کے دشمن ہو گئے اور طرح طرح سے آپؐ کو

Marfat.com

ستانا شروع کر دیا۔ ساری قوم آپؐ کی دشمن ہو گئی اور عزیز و اقربا بھی مخالف ایسے مصیبت کے زمانے میں آپ کے غم خوار صرف آپؐ کے چچا ابو طالب اور اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہؓ تھیں۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ''البدایہ'' میں لکھتے ہیں۔

وَكَانَتْ اَوَّلَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ صَدَّقَتْ بِمَا جَاءَ مِنْهُ فَخَفَّفَ اللّٰهُ بِذَالِکَ عَنْ رَسُوْلِهٖ لَا يَسْمَعُ شَيْئًا يَكْرَهُهٗ مِنْ رَدٍّ عَلَيْهِ وَ تَكْذِيْبٍ لَهٗ فَيُحْزِنُهٗ ذٰلِکَ اِلَّا فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا رَجَعَ اِلَيْهَا تُثَبِّتُهٗ وَ تُخَفِّفُ عَنْهُ وَ تُصَدِّقُهٗ وَ تُهَوِّنُ عَلَيْهِ اَمْرَ النَّاسِ

''حضرت خدیجہؓ اللہ و رسول پر سب سے پہلے ایمان لانے والی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تصدیق کرنے والی تھیں ان کے اسلام قبول کرنے سے اللہ نے اپنے رسول کی مصیبت ہلکی کر دی۔ (جس کی تفصیل یہ ہے) کہ جب دعوت اسلام دینے پر آپ کو الٹا جواب دیا جاتا اور آپ کو جھٹلایا جاتا تو اس سے آپ کو رنج پہنچتا۔ حضرت خدیجہؓ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس رنج کو دور فرما دیتے تھے جب آپ گھر میں تشریف لاتے تو وہ آپ کی ہمت مضبوط کر دیتی تھیں اور رنج ہلکا کر دیتی تھیں۔ آپ کی تصدیق بھی کرتیں اور لوگوں کی مخالفت کو آپ کے سامنے بے جان بنا کر بیان کرتی تھیں۔''

سیرت ابن ہشام میں حضرت خدیجہؓ کے متعلق لکھا ہے۔

وَكَانَتْ لَهٗ وَزِيْرُ صِدْقٍ عَلَى الْاِسْلَامِ

''حضرت خدیجہؓ اسلام کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخلص وزیر کی حیثیت رکھتی تھیں۔''

ہر وہ مصیبت جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت اسلام میں پیش آتی حضرت

Marfat.com

خدیجہؓ پوری طرح اس میں آپ ﷺ کی شریک غم ہوتیں اور آپ ﷺ کے ساتھ خود بھی تکلیفیں سہتی تھیں۔ آپ ﷺ کی ہمت بندھانے اور بلند ہمتی کے ساتھ ہر آڑے وقت میں آپ ﷺ کا ساتھ دینے کو ایک خاص فضیلت حاصل ہے۔

شعیب ابی طالب میں رہنا:

ایک مرتبہ مشرکین مکہ نے آپس میں یہ معاہدہ کیا کہ سارے بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کا بائیکاٹ کیا جائے۔ نہ ان کو کوئی شخص اپنے پاس بیٹھنے دے نہ ان سے بات کرے نہ خرید و فروخت کرے نہ ان کو اپنے گھر آنے دے اور اس وقت تک صلح نہ کی جائے جب تک یہ لوگ حضور اکرم ﷺ کو قتل کرنے کیلئے ہمارے حوالہ نہ کر دیں۔ یہ معاہدہ زبانی باتوں ہی پر ختم نہیں ہوا بلکہ تحریری معاہدہ لکھ کر کعبہ محترمہ پر لٹکا دیا گیا تا کہ ہر شخص اس کا احترام کرے اس معاہدہ کی وجہ سے آنحضرت ﷺ اور سارے بنو ہاشم (بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب میں جو لوگ کافر تھے وہ بھی حمیت قومی کی وجہ سے اس مصیبت میں شریک ہوئے اور آنحضرت ﷺ کو قتل کے لئے حوالے کر دینے پر آمادہ نہ ہوئے) اور بنو عبد المطلب تین سال تک دو پہاڑوں کے درمیان ایک گھاٹی میں رہے ان تین برس میں ان کو فاقوں پر فاقے گزرے، مرد و عورت سب ہی بھوک سے بیتاب ہو کر روتے اور چیختے چلاتے تھے جس کی وجہ سے ان کے والدین کو اور بھی زیادہ دکھ ہوتا۔ حضور اقدس ﷺ کی بیوی حضرت خدیجہؓ اور آپ کی اولاد سب ہی اس گھاٹی میں رہے اور دعوت دین کے لئے فاقے جھیلے اور مصیبت کے دن کاٹے۔ آخر تین سال کے بعد معاہدہ والی تحریر کو دیمک کھا گئی تب ان حضرات کو اس گھاٹی سے نکلنا نصیب ہوا۔ (البدایہ وغیرہ)

اسلام کے فروغ میں حضرت خدیجہؓ کا مال بھی لگا:

حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت گزاری اور دلداری

Marfat.com

میں بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا اور اپنے مال کو بھی اسلام اور داعی اسلام کی ضرورت کے لئے اس طرح پیش کر دیا جیسے اس مال میں خود کو مالکیت کا حق ہی نہیں رہا۔ قران مجید میں اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو جو خطاب فرمایا۔

وَوَجَدَکَ عَائِلاً فَاَغْنٰی ○

اور تم کو اللہ نے بے مال پایا پس غنی کر دیا۔

اس تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں (اَیْ بِمَالِ خَدِیْجَةً) یعنی اللہ تعالی نے آپ کو حضرت خدیجہؓ کے مال کے ذریعہ غنی کر دیا۔ حضرت خدیجہؓ کے پاس جو مال تھا وہ آپؐ ہی کا سمجھتی تھیں ان کے مال خرچ کرنے کے احسان کا آپؐ کے دل پر بہت اثر تھا۔ ایک مرتبہ ان کے اس احسان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

وَاَعْطَتْنِیْ مَالَهَا فَاَنْفَقْتُهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

یعنی انہوں نے اپنا مال مجھے دیا جسے میں نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔

حضرت زید بن حارثہؓ مکہ میں فروخت کیے جا رہے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے ان کو اپنے مال سے خرید کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپؐ نے ان کو آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ حضرت زیدؓ بھی سابقین اولین میں سے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے۔ ان کو غلامی سے چھڑا کر اسلام کے کاموں میں لگا دینے کا ذریعہ حضرت خدیجہؓ ہی بنیں۔

نماز پڑھنا:

حضرت خدیجہؓ کی زندگی میں پنج وقتہ نمازیں فرض نہ ہوئیں تھیں ان کی وفات کے بعد آنحضرت ﷺ کو معراج ہوئی تب یہ نمازیں فرض ہوئیں' البتہ مطلق نماز پڑھنا ضروری تھا جسے وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ پڑھا کرتی تھیں۔ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ جب مطلق نماز فرض ہوئی تو حضرت جبریلؑ

١١٦٨٢٥

Marfat.com

آنحضرت ﷺ کے پاس تشریف لائے اور ایک جگہ اپنی ایڑی ماری جس سے چشمہ ابل نکلا۔ پھر دونوں نے اس میں وضو کیا اور حضرت جبریلؑ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ حضرت جبریلؑ سے وضو اور نماز سیکھ کر آپ دولت کدہ پر تشریف لائے اور حضرت خدیجہؓ کا ہاتھ پکڑ کر اس چشمہ پر لے گئے حضرت جبریلؑ کی طرح ان کے سامنے وضو کیا اور دو رکعت پڑھیں اس کے بعد آپؐ اور حضرت خدیجہؓ پوشیدہ نماز پڑھا کرتے تھے۔ (البدایہ)

عفیف کندی کا بیان ہے کہ میں حج کے موقع پر عباس بن عبدالمطلب کے پاس آیا وہ تاجر آدمی تھے مجھے ان سے خرید و فروخت کا معاملہ کرنا تھا اچانک نظر پڑی کہ ایک شخص ایک خیمہ سے نکل کر کعبہ کے سامنے نماز پڑھنے لگا پھر ایک عورت نکلی اور ان کے پاس آئی وہ بھی (ان کے پاس) نماز پڑھنے لگیں اور ایک لڑکا بھی نکل کر آیا وہ بھی (ان کے پاس) نماز پڑھنے لگا۔ یہ ماجرا دیکھ کر میں نے کہا اے عباس! یہ کون سا دین ہے ہم تو آج تک اس سے واقف نہیں ہیں۔ حضرت عباسؓ نے جواب دیا (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے) یہ نوجوان محمد بن عبداللہ ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ خدا نے اسے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور یہ کہتا ہے قیصر و کسریٰ کے خزانے اس کے ہاتھوں فتح ہوں گے اور یہ عورت اس کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہے جو اس پر ایمان لا چکی ہے اور یہ لڑکا اس نوجوان کا چچیرا بھائی علی بن ابی طالب ہے جو اس پر ایمان لا چکا ہے۔ عفیف کہتے ہیں کاش میں اسی روز مسلمان ہو جاتا تو (بالغ مسلمانوں میں) دوسرا مسلمان شمار ہوتا۔ (البدایہ ۱۲)

حضور اقدس ﷺ سے حضرت خدیجہؓ کی اولاد:

حضرت خدیجہؓ کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اولاد صرف ان ہی سے پیدا ہوئی اور کسی بیوی سے اولاد ہوئی ہی نہیں۔ صرف

Marfat.com

ایک صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ آپ کی باندی حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ مورخین اور محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ کے چار لڑکیاں ہوئی اور اکثر کی تحقیق یہ ہے کہ ان میں سے سب سے بڑی حضرت زینبؓ پھر حضرت رقیہؓ پھر حضرت ام کلثوم پھر سیدہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔

آپؐ کے لڑکے کتنے تھے اس میں اختلاف ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سب بچپن ہی میں وفات پا گئے اور عرب میں اس زمانہ میں تاریخ کا خاص اہتمام نہ تھا اس لئے یہ امر پوری طرح ایسا محفوظ نہ ہو رہ سکا جس میں اختلاف نہ ہو۔

اکثر علماء کی تحقیق ہے کہ آنحضرت ﷺ کے تین صاحبزادے پیدا ہوئے دو حضرت خدیجہؓ سے پیدا ہوئے دو لڑکے اور چار لڑکیاں حضرت خدیجہؓ سے اور ایک حضرت ماریہ قبطیہؓ سے اس اعتبار سے آنحضرت ﷺ کی چھ اولاد حضرت خدیجہؓ سے پیدا ہوئیں۔ دو لڑکے اور چار لڑکیاں۔ حضرت خدیجہؓ سے جو دو لڑکے پیدا ہوئے ان میں سب سے پہلے حضرت قاسمؓ تھے ان ہی کے نام سے آنحضرت ﷺ کی کنیت ابوالقاسم مشہور ہوئی۔ نبوت سے پہلے مکہ ہی میں پیدا ہوئے اور وہیں انتقال ہواؓ اس وقت پاؤں چلنے لگے تھے۔ ڈیڑھ دو سال زندہ رہے۔ حضور اقدس ﷺ کے دوسرے صاحبزادے جو حضرت خدیجہؓ سے پیدا ہوئے ان کا نام عبداللہ تھا۔ انہوں نے بھی بہت کم عمر پائی اور بچپن ہی میں وفات پا گئے ان کی پیدائش نبوت کے بعد ہوئی اس لئے ان کا لقب طیب بھی پڑا اور طاہر بھی (دونوں کے معنی پاکیزہ کے ہیں)

فضائل:

حضرت خدیجہؓ پاکیزگی اخلاق کی وجہ سے اسلام سے پہلے ہی طاہرہ

Marfat.com

کے لقب سے مشہور تھیں پھر حضور اقدس ﷺ کے نکاح میں آخر انہوں نے جو اپنی دانشمندی و عقلمندی اور خدمت گزاری سے فضائل حاصل کیے ہیں ان کا تو کہنا ہی کیا ہے۔

حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی بیویوں میں سے کسی بیوی پر بھی مجھے اتنا رشک نہیں جتنا حضرت خدیجہؓ پر آتا تھا۔ حالانکہ میں ان کو دیکھا بھی نہیں تھا۔ اس رشک کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ ان کو اکثر یاد فرمایا کرتے تھے اور اکثر یہ بھی ہوتا کہ آپ بکری ذبح فرماتے تو اس میں سے حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو تلاش کر کے گوشت بھجواتے تھے۔ ایسے موقع پر بعض مرتبہ میں نے کہا کہ آپ کو ان کا ایسا خیال ہے جیسے دنیا و آخرت میں ان کے علاوہ آپ کی اور کوئی بیوی ہی نہیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ وہ ایسی ہی اچھی تھیں اور ان سے میری اولاد ہوئی۔ (بخاری و مسلم ۱۲)

سبحان اللہ وفاداری اور یادگاری کی یہ مثال کہاں ملے گی کہ صاحب محبت کے وفات پا جانے پر اس کے دستوں سے وہ برتاؤ رکھا جائے جسے وہ خود زندگی میں اپنے دستوں سے رکھتا اور اس پر خوش ہوتا۔

ایک مرتبہ حضرت خدیجہؓ آپ کی خدمت میں کھانا (لمعات میں لکھا ہے کہ یہ کھانا حضرت خدیجہؓ غار حرا میں لے جا رہی تھیں اور یہ نبوت مل جانے کے بعد کی بات ہے کیونکہ نبوت مل جانے کے بعد بھی آنحضرت ﷺ کا غار حرا میں آنا جانا رہا ہے) اور سالن لے کر جا رہی تھیں ابھی پہنچنے بھی نہ پائی تھیں کہ حضرت جبریلؑ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ خدیجہؓ آ رہی ہیں وہ آپ کے پاس پہنچ جائیں تو ان کو اللہ کا اور اس کا میرا سلام پہنچا دیجئے اور ان کو جنت کا ایسا مکان مل جانے کی خوشخبری سنا دیجئے جو موتیوں کا ہوگا جس میں نہ ذرا شور و شغب ہوگا نہ ذرا تکلیف ہوگی۔ (بخاری و مسلم' الاستیعاب میں لکھا ہے کہ ایک

Marfat.com

مرتبہ حضرت جبرئیلؑ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ خدیجہؓ کو اس کے رب کا سلام پہنچا دیجئے۔ چنانچہ آپؐ نے پہنچا دیا۔ اسکے جواب میں حضرت خدیجہؓ نے کہا اَللّٰہُ السَّلَامُ وَ مِنْهُ السَّلَامُ وَ عَلٰی جِبْرِیْلَ السَّلَامُ یعنی اللہ کے سلام کو جواب کیا دوں وہ تو خود سلام ہے اور اسی سے سلامتی ملتی ہے۔ سلام لانے والے جبرئیلؑ پر سلام ہو۔)

جنت میں خلاف طبع اور مکروہ آواز تو کسی کے کان بھی نہ آئے گی مگر خصوصیت کے ساتھ حضرت خدیجہؓ کو جو ایسے مکان کی بشارت دی گئی یہ غالباً اس لیے کہ دشمنان اسلام اور داعی اسلام کے خلاف جو طرح طرح کی باتیں کرتے تھے وہ ان کے کان میں پڑتی تھیں ان کی وجہ سے انہیں جو سخت کوفت ہوتی تھی اسی وجہ سے تسلی دینے کے لئے یہ خصوصی بشارت دی گئی۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت کی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہؓ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد ﷺ اور مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی ہیں۔ (الاصابہ)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لاکر گھر سے باہر نہیں جایا کرتے تھے۔ جب تک حضرت خدیجہؓ کا تذکرہ نہ فرما لیتے تھے ایک مرتبہ جو آپؐ نے ان کا ذکر فرمایا تو مجھے عورتوں والی غیرت سوار ہوئی میں نے عرض کیا کہ ایک بڑھیا کو آپؐ یاد کرتے ہیں تو آپؐ بہت ناراض ہوئے اس کے بعد میں نے طے کرلیا کہ کبھی خدیجہؓ کو برائی سے یاد نہ کروں گی۔ (الاصابہ)

جب تک حضرت خدیجہؓ زندہ رہیں آنحضرت ﷺ نے کسی اور عورت سے نکاح نہیں کیا ان کی وفات کے بعد حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ سے نکاح ہوا۔

Marfat.com

وفات:

حضرت خدیجہؓ نے ۱۰ھ نبوی میں ماہ رمضان المبارک مکہ میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر ۶۵ سال کی تھی حضورﷺ کی صحبت میں کم وبیش ۲۵ سال رہیں۔ ۱۵ سال آپ کی نبوت سے پہلے اور ۱۰ برس نبوت مل جانے کے بعد جس وقت ان کی وفات ہوئی نماز جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا کفن دے کر جون میں دفن کردی گئیں جسے اب جنت المعلی کہتے ہیں۔

(رضی اللہ عنہا وارضاھا)

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا

یہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی صاحبزدی ہیں۔ والدہ کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے زینب بتایا ہے لیکن وہ اپنی کنیت ''ام رومان'' سے مشہور ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی صرف یہی ایک بیوی ہیں جن سے کنوارے پن میں آپؐ نے نکاح کیا۔ ان کے علاوہ آپؐ کی تمام بیویاں بیوہ تھیں۔ آنحضرت ﷺ کو نبوت ملنے کے چار پانچ سال بعد انکی ولادت ہوئی اور چھ سال کی عمر میں آنحضرت ﷺ سے نکاح ہوا اور نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی نکاح مکہ معظمہ میں ہوا اور رخصتی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں نو سال رہیں۔ جس وقت سید عالم ﷺ نے ملاء اعلی کا سفر اختیار فرمایا اس وقت ان کی عمر ۱۸ سال کی تھی۔

(اصابہ جمع الفوائد و بخاری شریف)

نکاح:

جب حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوگئی تو حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے سید عالم ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ نکاح نہیں کر لیتے؟ آپ نے فرمایا کس سے؟ عرض کیا آپ چاہیں تو کنواری سے کرلیں اور چاہیں تو بیوہ سے! آنحضرت ﷺ نے سوال فرمایا کنواری کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا مخلوق میں جو آپ کو سب سے محبوب ہیں ان کی بیٹی یعنی عائشہ بنت ابی بکر (صدیقؓ) آپ نے دوبارہ سوال فرمایا بیوہ کون ہے؟ جواب دیا سودہ بنت زمعہ جو آپؐ پر ایمان لاچکی ہے اور آپؐ کا اتباع کرتی ہے۔

یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا بہتر ہے جاؤں دونوں جگہ میرا پیغام لے جاؤ۔ چنانچہ حضرت خولہؓ پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر پہنچیں۔ اس وقت

Marfat.com

حضرت صدیق اکبرؓ تشریف نہ رکھتے تھے۔ انکی بیوی سے کہا اے ام رومان! کچھ خبر بھی ہے اللہ نے کس خیر و برکت سے تم کو نوازنے کا ارادہ فرمایا ہے؟ انہوں نے سوال کیا وہ کیا؟ جواب دیا مجھے رسول اللہ ﷺ نے عائشہؓ سے نکاح کرنے کا پیغام دے کر بھیجا ہے!

حضرت ام رومانؓ نے جواب دیا ذرا ابوبکرؓ کے آنے کا انتظار کرو۔ چنانچہ تھوڑی دیر میں وہ بھی تشریف لے آئے ان سے بھی حضرت خولہؓ نے یہی کہا کہ اے ابوبکرؓ! کچھ خبر بھی ہے اللہ تعالی نے تم کو کس خیر و برکت سے نوازنے کا ارادہ فرمایا ہے۔ بولے وہ کیا؟ جواب دیا مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس مقصد کے لیے بھیجا ہے کہ عائشہ سے نکاح کے بارے میں آپ کا پیغام پہنچادوں!

یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا وہ تو آنحضرت ﷺ کی بھیجتی ہے (کیونکہ میں آپ کا بھائی ہوں) کیا اس سے آپ کا نکاح ہوسکتا ہے؟ اس سوال کا جواب لینے کیلئے حضرت خولہؓ بارگاہ رسالت میں واپس پہنچیں اور حضرت صدیق اکبرؓ کا اشکال سامنے رکھ دیا۔ اس کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہہ دو کہ تم اور میں دینی بھائی ہیں تمہاری لڑکی سے میرا نکاح درست ہوسکتا ہے (رشتہ کے حقیقی یا باپ شریک یا ماں شریک بھائی کی لڑکی سے نکاح نہیں ہے۔ دینی بھائی کی لڑکی سے نکاح جائز ہے۔ چنانچہ حضرت خولہؓ واپس حضرت صدیق اکبرؓ کے گھر آئیں اور شرعی فتوی جو بارگاہ رسالت سے صادر ہوا تھا اس کا اظہار کردیا جس پر حضرت صدیق اکبرؓ حضرت عائشہؓ سے آپ کا نکاح کردینے پر راضی ہوگئے اور آنحضرت ﷺ کو بلا کر اپنی بیٹی عائشہ کا نکاح کردیا۔ اس کے بعد حضرت خولہؓ حضرت سودہؓ کے پاس گئیں اور ان کے اشارہ سے ان کے والدہ زمعہ سے گفتگو کرکے آنحضرت ﷺ سے حضرت سودہؓ کا نکاح کردینے پر راضی کرلیا اور نکاح کرادیا۔ (جس کی تفصیل حضرت سودہؓ کے

Marfat.com

تذکرہ میں آئے گی۔)

ہجرت:

آنحضرت ﷺ نے حضرت خولہؓ کے مشورہ اور کوشش سے حضرت عائشہؓ اور حضرت سودہؓ سے نکاح فرمایا لیکن چونکہ حضرت عائشہؓ کی عمر بہت کم (صرف چھ سال) تھی اس لئے رخصتی ابھی ملتوی رہی البتہ حضرت سودہؓ کی رخصتی بھی ہوگئی اور آپؐ کے دولت کدہ پر تشریف لے آئیں اور گھر کی دیکھ بھال ان کے سپرد ہوئی اس کے بعد ہجرت کا سلسلہ شروع ہوگیا اور حضرات صحابہؓ مدینہ منورہ پہنچنے لگے بلکہ اکثر پہنچ گئے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے بارہا آنحضرت ﷺ سے ہجرت کی اجازت چاہی لیکن آپؐ فرماتے رہے کہ جلدی نہ کرو۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو تمہارا رفیق سفر بنا دیں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ کو امید بندھ گئی کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ میرا سفر ہوگا۔ چنانچہ جب اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو ہجرت کی اجازت دے دی تو آپؐ حضرت صدیق اکبرؓ کو لے کر مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے دونوں حضرات اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ پہنچ کر اپنے اہل وعیال کو مکہ معظمہ سے بلانے کا انتظام فرمایا جس کی صورت یہ ہوئی کہ حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت ابورافعؓ کو دو اونٹ اور ۵۰۰ درہم دے کر مکہ بھیجا تاکہ دونوں کے گھرانوں کو لے آئیں۔ چنانچہ وہ وہ دونوں مکہ معظمہ پہنچے اور راستے سے ان حضرات نے تین اونٹ خرید لیے مکہ میں داخل ہوئے تو حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ سے ملاقات ہو گئی۔ وہ اس وقت ہجرت کا ارادہ کر چکے تھے۔ چنانچہ یہ مبارک قافلہ مدینہ منورہ کو روانہ ہوا جس میں حضرت زید بن حارثہ ان کا بچہ اسامہ اور انکی بیوی ام ایمن اور آنحضرت ﷺ کی دو بیٹیاں حضرت فاطمہؓ اور حضرت ام کلثومؓ اور آپ کی بیوی حضرت عائشہؓ حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ کی والدہ ام رومانؓ اور

Marfat.com

حضرت عائشہؓ کی بہن اسماء بنت ابی بکرؓ اور انکے بھائی عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہم اجمعین تھے اس سفر میں حضرت عائشہؓ اور ان کی والدہؓ دونوں ایک کجاوہ میں اونٹ پر سوار تھیں راستہ میں ایک موقع پر وہ اونٹ بدک گیا جس کی وجہ سے حضرت ام رومانؓ کو بہت پریشانی ہوئی اور گھبراہٹ میں اپنی بچی عائشہؓ کے متعلق پکار اٹھیں۔ ہائے میری بیٹی' ہائے میری دلہن۔ لیکن اللہ تعالی کی غیبی مدد یہ ہوئی کہ غیب سے آواز آئی کہ اونٹ کی نکیل چھوڑ دو حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں نے اس کی نکیل چھوڑ دی تو وہ آرام سے ٹھہر گیا اور اللہ تعالیٰ نے سب کو سلامت رکھا۔

جب یہ قافلہ مدینہ منورہ پہنچا تو آنحضرت ﷺ مسجد نبوی کے آس پاس اپنے اہل وعیال کے لئے حجرے بنوا رہے تھے۔ حضرت سودہ اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کو ان ہی حجروں میں ٹھہرا دیا۔ اور حضرت عائشہؓ اپنے ماں باپ کے پاس ٹھہر گئیں۔ (الاستیعاب والبدایہ ۱۲)

اس کے چند ماہ بعد شوال میں حضرت عائشہؓ کی رخصتی ہوئی۔ حضرت اسماء بنت ابن بکر (حضرت عائشہؓ کی بہن) کا زمانہ ولادت قریب تھا۔ وہ بھی اپنی ماں کے ساتھ ہجرت کر کے آئی تھیں انہوں نے قبا میں قیام فرمایا اور وہیں بچہ پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا حضرت اسماء کے شوہر زبیرؓ تھے اس لئے یہ بچہ عبداللہ بن زبیرؓ کے نام سے مشہور ہوا ہجرت کے بعد مہاجرین میں یہ سب سے پہلا بچہ تولد ہوا ان کے تولد سے مسلمانوں کو بہت ہی زیادہ خوشی ہوئی جس کی وجہ یہ تھی کہ یہودیوں نے مشہور کر دیا تھا کہ ہم نے جادو کر دیا ہے اب مسلمانوں کے اولاد نہ ہوگی جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے تو یہودیوں کا دعوی جھوٹا ثابت ہوا۔ (الاستیعاب والبدایہ ۱۲)

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کا بیان ہے کہ جب عبداللہؓ کی پیدائش ہوگئی

Marfat.com

تو میں اس کو لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ ؐ نے اس کو اپنی گود میں لے لیا اور ایک کھجور منگا کر اپنے منہ میں چبائی پھر بچہ کے منہ میں اپنے مبارک منہ میں سے ڈال دی۔ حاصل یہ ہے کہ سب سے پہلے بچہ کے پیٹ میں آپ کا لعاب مبارک گیا اور آپ ؐ نے دعا بھی دی اور بارک اللہ بھی فرمایا۔

(من البدایہ ۱۲)

حضرت عبد اللہ بن زبیر ؓ حضرت عائشہ ؓ کے بھانجے تھے ان کے نام سے حضرت عائشہ ؓ کی کنیت ام عبد اللہ آنحضرت ﷺ نے مقرر فرمائی تھی۔

(البدایہ والاصابہ)

رخصتی:

حضرت عائشہ ؓ کی رخصتی شوال میں ہوئی۔ عرب کے لوگ شوال میں شادی کرنے کو برا سمجھتے تھے۔ حضرت عائشہ ؓ نے اس جہالت کی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شوال میں نکاح کیا اور شوال میں میری رخصتی ہوئی تو اب بتاؤ مجھ سے زیادہ کون سی بیوی آپ ؐ کی چہیتی تھی۔ (جب آپ نے مجھ سے نکاح بھی شوال میں کیا اور رخصتی بھی شوال میں کی تو اب اس کے خلاف چلنے کا کسی مسلمان کو کیا حق ہے۔ اس جہالت کو توڑنے کے لئے) حضرت عائشہ ؓ چاہا کرتی تھیں کہ شوال کے مہینہ میں عورتوں کی رخصتی کی جائے۔

(البدایہ عن الامام احمد)

بخاری شریف میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے حضرت عائشہ ؓ سے فرمایا کہ تم مجھ کو خواب میں دو مرتبہ دکھائی گئی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص تم کو ریشم کے بہترین کپڑے میں اٹھائے ہوئے ہے۔ میں نے کھول کر دیکھا تو تم نکلیں میں نے (دل میں) کہا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے دکھایا گیا ہے تو اللہ ضرور اس کی تعبیر پوری فرمادیں گے۔ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ بصورت

Marfat.com

انسان ریشم کے کپڑے میں لے کر آیا تھا۔ (بخاری شریف ص ۷۶۸ ج ۲)

رخصتی کی پوری کیفیت اس طرح ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ اپنی بیوی کو گھر کیوں نہیں بلا لیتے۔ آپؐ نے فرمایا اس وقت میرے پاس مہر ادا کرنے کے لئے رقم نہیں ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ میں (بطور قرض) پیش کر دیتا ہوں۔ چنانچہ آپؐ نے ان کی پیشکش قبول فرمائی اور بیوی کے باپ ہی سے قرض لے کر مہر ادا کر دیا۔ (ابن سعد ۱۲)

مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ کی بیویوں کا مہر (عموماً) ساڑھے بارہ اوقیہ یعنی ۵۰۰ درہم تھا۔ (ایک درہم تین ماشہ ایک رتی اور ۵/۱ رتی چاندی کا ہوتا تھا) آج کل مہر میں ہزاروں روپے مقرر کیے جاتے ہیں اور مہر کی کمی کو باعث ننگ و عار سمجھتے ہیں حالانکہ حضرت صدیق اکبرؓ سے بڑھ کر امت میں کوئی بھی معزز نہیں ہے ان کی بیٹی کے مہر ۵۰۰ درہم تھا جس سے ان کی عزت کو کچھ بھی بٹہ نہ لگا اور دینے والے سید عالم ﷺ تھے۔ آپ نے مہر نہ ہونے کی وجہ سے کم مقرر کرنے کو ذرا بھی عار نہ سمجھا۔ حضرت عائشہؓ کے واقعہ رخصتی سے ادائیگی مہر کی اہمیت بھی معلوم ہوگئی۔ کیونکہ مہر کے ادا کرنے کو آنحضرت ﷺ نے اس قدر ضروری سمجھا کہ مہر کی ادائیگی کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے رخصت کر لینے میں تامل فرمایا۔ امت کیلئے ان باتوں میں نصیحت ہے۔

حضرت عائشہؓ واقعہ رخصت کو اس طرح ذکر فرماتی تھیں کہ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی کہ میری والدہ نے آ کر مجھے آواز دی۔ مجھے خبر بھی نہ تھی کہ کیوں بلا رہی ہیں میں ان کے پاس پہنچی تو میرا ہاتھ پکڑ کر لے چلیں اور مجھے گھر کے دروازہ کے اندر کھڑا کر دیا۔ اس وقت (انکے اچانک بلانے سے) میرا سانس پھول گیا تھا۔ ذرا دیر بعد سانس ٹھکانے سے آیا۔ گھر

Marfat.com

کے اندر دروازہ کے پاس والدہ صاحبہ نے پانی لے کر میرا سر اور منہ دھویا۔ اس کے بعد مجھے گھر میں اندر داخل کر دیا وہاں انصار کی عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہو ں نے دیکھتے ہی کہ عَلَى الْخَيْرِ وَ الْبَرَكَةِ وَ عَلَى خَيْرِ طَائِرٍ (تمہارا آنا خیر و برکت پر ہے اور نیک فال ہے) میری والدہ نے مجھے ان عورتوں کے سپرد کر دیا (انہوں نے میرا بناؤ سنگھار کر دیا اس کے بعد وہ عورتیں علیحدہ ہو گئیں) اور اچانک رسول خدا ﷺ میرے پاس تشریف لے آئے یہ چاشت کا وقت تھا۔ اس وقت آنحضرت ﷺ نے اپنی نئی بیوی سے ملاقات فرمائی۔

(بخاری شریف و جمع الفوائد)

غور کیجیے۔ کس سادگی سے شادی ہوئی۔ نہ دولہا گھوڑے پر چڑھ کر آیا نہ آتش بازی چھوڑی گئی نہ اور کسی طرح کی دھوم دھام ہوئی' نہ تکلف ہوا نہ آرائش مکان ہوئی نہ فضول خرچی ہوئی اور یہ بھی قابل ذکر بات ہے کہ دلہن کے گھر ہی میں دولہا دلہن مل لیے۔ آج اگر ایسی شادی کر دی جائے تو دنیا نکو بنا دے اور سو نام دھرے' خدا بچائے جہالت سے اور اپنے رسول پاک کا پورا پورا اتباع نصیب فرمائے۔

مصاحبت رسول اللہ ﷺ سے خوب فائدہ اٹھایا:

حضرت عائشہؓ نے سید عالم ﷺ کی مصاحبت میں ۹ سال گزارے اور ۹ سال میں خوب علم حاصل کیا۔ آنحضرت ﷺ کا احترام پوری طرح ملحوظ رکھتے ہوئے سوالات کر کے علم بڑھاتی رہیں اور آپ خود بھی ان کو علوم سے بہرہ ور فرمانے کا خیال فرماتے رہے۔

حضرت امام زہریؒ نے فرمایا کہ اگر آنحضرت ﷺ کی تمام بیویوں اور ان کے علاوہ باقی تمام عورتوں کو علم جمع کیا جائے تو حضرت عائشہؓ کا علم سب کے علم سے بڑھا ہوا رہے گا۔ حضرت مسروق تابعیؒ فرماتے تھے جو حضرت عائشہؓ کے

Marfat.com

خاص شاگرد تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اکابر صحابہؓ کو دیکھا جو عمر میں بوڑھے تھے وہ حضرت عائشہؓ سے فرائض کے بارے میں معلومات لیا کرتے تھے۔ (جمع الفوائد والاصابہ والبدایہ ۱۲)

حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا کہ ہم اصحاب رسول اللہ ﷺ کو جب کبھی علمی الجھن پیش آتی اور اس کے متعلق حضرت عائشہؓ سے سوال کیا تو انکے پاس اس کے متعلق ضرور معلومات ملیں۔ جمع الفوائد والاصابہ والبدایہ ۱۲) (جس سے مشکل حل ہوئیں) روایت حدیث میں تابعین کرامؒ کے علاوہ بہت سے صحابہ بھی حضرت عائشہؓ کے شاگرد ہیں۔

آنحضرت ﷺ سے سوالات:

حضرت عائشہؓ برابر آنحضرت ﷺ سے سوالات کرتی رہتی تھیں۔ ایک مرتبہ سوال کیا یارسول اللہ! میر دو پڑوسی ہیں۔ فرمایئے میں ہدیہ دینے میں دونوں میں سے کس کو ترجیح دوں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا **اِلٰی اَقْرَبِھِمَا مِنْکِ بَابًا** (کہ دونوں میں سے جس کے گھر کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہو اس کو ترجیح دو) (بخاری شریف)

ایک مرتبہ سید عالم ﷺ نے دعا کی **اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا** (اے اللہ مجھ سے آسان حساب لینا) یہ دعا سن کر حضرت عائشہؓ نے سوال کیا یا نبی اللہ! آسان حساب کی کیا صورت ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا اعمال نامہ دیکھ کر درگزر کر دیا جائے گا (یہ آسان حساب ہے پھر فرمایا کہ) یقین جانو! جس کے حساب میں چھان بین کی گئی اے عائشہ! وہ ہلاک ہوگیا۔ (راوہ احمد ۱۲)

کیونکہ جس کے حساب میں چھان بین ہوگی وہ حساب دے کر کامیاب نہیں ہوسکتا۔

حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ ایک روز میں نے اور حفصہؓ نے

Marfat.com

(نفلی) روزہ رکھ لیا پھر کھانا مل گیا جو کہیں سے ہدیہ آیا تھا۔ ہم نے اس میں سے کھا لیا۔ تھوڑی دیر بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے (میرا ارادہ تھا کہ آپ سے سوال کروں مگر مجھ سے پہلے (جرات کر کے) حفصہؓ نے پوچھ لیا اور جرات میں وہ اپنے باپ کی بیٹی تھی یہ پوچھا کہ یا رسول اللہ! میں نے اور عائشہؓ نے نفلی روزہ کی نیت کی تھی۔ پھر ہمارے پاس ہدیۃً کھانا آ گیا جس سے ہم نے روزہ توڑ دیا (فرمایئے اس کا کیا حکم ہے؟) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں اس کی جگہ کسی دوسرے دن روزہ رکھ لینا۔ (جمع الفوائد ۱۲)

ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن بغیر ختنہ اٹھائے جائیں گے (جیسے ماں کے پیٹ سے دنیا میں آئے تھے) یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (یہ تو بڑے شرم کا مقام ہوگا) کیا مرد و عورت سب ننگے ہوں گے' ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے؟ اسکے جواب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہؓ قیامت کی سختی اس قدر ہوگی اور لوگ گھبراہٹ اور پریشانی سے ایسے بدحال ہوں گے کہ کسی کو کسی طرف دیکھنے کا ہوش نہ ہوگا مصیبت اتنی زیادہ ہوگی کہ کسی کو اس کا خیال بھی نہ آئے گا۔

(الترغیب والترہیب ۱۲)

ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ:

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّ اَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَّ احْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنَ

اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ اور حالت مسکینی میں مجھے دنیا سے اٹھا اور قیامت میں مسکینوں میں میرا حشر کرنا۔

یہ دعا سن کر حضرت عائشہؓ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے ایسی دعا کیوں کی؟ آپؐ نے فرمایا (اس لئے کہ) بلاشبہ مسکین لوگ

Marfat.com

مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے (اس کے بعد فرمایا اے عائشہؓ) اگر مسکین سائل ہو کر آئے تو مسکین کو کچھ دیئے بغیر واپس نہ کرنا اور بھی کچھ نہیں تو کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے دیا کر۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یہ جو اللہ جل شانہ نے (قرآن مجید میں) فرمایا ہے۔

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا اٰتَوْا وَّ قُلُوبُهُمْ وَ جِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رَاجِعُوْنَ ۝

''اور وہ لوگ (اللہ کی راہ میں) جو دیتے ہیں اور ان کے دل اس سے خوف زدہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں۔''

تو ان خوف زدہ لوگوں سے (کون مراد ہیں) کیا وہ لوگ مراد ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے صدیق کی بیٹی نہیں! (ایسے لوگ مراد نہیں ہیں بلکہ اس آیت میں خدا نے ان لوگوں کی تعریف فرمائی ہے) جو روزہ رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں اور (اس کے باوجود) اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ یہ اعمال قبول ہی نہ کیے جائیں۔ ان ہی لوگوں کے بارے میں اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے کہ اُولٰٓئِكَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْخَيْرَاتِ کہ یہ لوگ نیک کاموں میں تیزی سے بڑھتے ہیں۔ (مشکوۃ شریف ۱۲)

ایک مرتبہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو محبوب رکھتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی ملاقات کو ناپسند فرماتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ (یہ تو آپ نے بڑی گھبرا دینے والی بات سنائی کیونکہ) موت ہم سب کو (طبعاً) بری لگتی ہے (لہذا اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہم میں سے کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا لہذا اللہ تعالیٰ بھی ہم

Marfat.com

مین سے کسی ملاقات کو پسند نہیں فرماتے) اس کے جواب میں سید عالم ﷺ نے فرمایا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جیسے طبعی طور پر موت بری لگے اللہ کو اس سے ملاقات ناپسند ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب مومن کی موت کا وقت آ پہنچتا ہے تو ااس کو اللہ تعالی کی رضا اور اللہ تعالی کی طرف سے اعزاز و اکرام کی خوشخبری سنائی جاتی ہے لہذا اس کے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ محبوب نہیں جو مرنے کے بعد اسے پیش آنے والی ہے اس وجہ سے وہ اللہ تعالی کی ملاقات کو چاہنے لگتا ہے لہذا اللہ تعالی بھی اس کی ملاقات کو چاہتے ہیں اور بلاشبہ کافر کی موت کا جب وقت آتا ہے تو اللہ تعالی کے عذاب اور اللہ تعالی کی طرف سے سزا ملنے کی اس کو خبر دی جاتی ہے لہذا اس کے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ ناپسند نہیں ہوتی جو مرنے کے بعد اس کے سامنے آنے والی ہے۔ اسی وجہ سے وہ اللہ تعالی کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتے ہیں۔

(مشکوۃ عن البخاری والمسلم ۱۲)

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا عورتوں پر جہاد ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں عورتوں پر ایسا جہاد ہے جس میں جنگ نہیں یعنی حج وعمرہ'' (مشکوۃ شریف ۱۲)

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے حضرت عائشہؓ نے سوال کیا کہ یارسول اللہ! (یہ تو واقعہ ہے) کوئی شخص بغیر اللہ تعالی کی رحمت کے جنت میں داخل نہ ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (ہاں) اللہ تعالی کی رحمت کے بغیر کوئی بھی جنت میں نہ جائے گا تین مرتبہ یوں ہی فرمایا۔ حضرت عائشہؓ نے دوبارہ سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول آپ بھی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہ ہوں گے؟ آپ نے ماتھے پر مبارک ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِی اللّٰہُ مِنْہُ بِرَحْمَتِہٖ (میں بھی جنت میں داخل نہ ہوں گا مگر یہ کہ اللہ مجھے اپنی

Marfat.com

رحمت میں ڈھانپ لے) تین مرتبہ یہی فرمایا۔ (مشکوۃ شریف)

ایک مرتبہ سید عالم ﷺ سے حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ تو فرمایئے اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ لیلۃ القدر کون سی ہے (یعنی یہ علم ہو جائے کہ آج لیلۃ القدر ہے) تو دعا میں کیا کہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یوں کہنا۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے اللہ! بلاشبہ تو معاف کرنے والا ہے۔ معاف کرنے کو پسند کرتا ہے لہٰذا تو مجھے معاف فرما۔ (مشکوۃ ۱۲)

آنحضرت ﷺ کو حضرت عائشہؓ سے محبت:

حضرت عائشہؓ سے آنحضرت ﷺ کو دیگر تمام بیویوں کی بنسبت زیادہ محبت تھی۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے ایک مرتبہ سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہیں؟ آپؐ نے فرمایا عائشہؓ! انہوں نے مکرر سوال کیا یا رسول اللہ مردوں میں سب سے زیادہ آپ کو کون محبوب ہے؟ فرمایا۔ عائشہؓ کے والدؓ! سائل نے سہ بارہ سوال کیا کہ ان کے بعد؟ فرمایا عمرؓ! لیکن اس قدر محبت کے باوجود کسی دوسری بیوی کی ذرا حق تلفی نہیں فرماتے تھے۔ سب کے حقوق اور دل داری اور شب باشی میں برابری رکھتے تھے۔ چونکہ طبعی محبت اختیاری نہیں ہے اس لئے بارگاہ خداوندی میں آپؐ نے یہ دعا کی تھی۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا قَسمِیْ فِیْمَا اَمْلِکُ فَلَا تَلُمْنِیْ فِیْمَا تَمْلِکُ وَلَا اَمْلِکُ

(اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے میری اختیار کی چیزوں میں لہٰذا مجھے ملامت نہ کیجئے اس چیز میں جس کے آپ مالک ہیں اور میرے قبضہ کی نہیں ہے) (جمع الفوائد ۱۲)

یعنی طبعی محبت غیر اختیاری ہے اس میں برابری کرنا میرے اختیار سے باہر ہے۔

Marfat.com

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل شانہ نے معلم بنا کر بھیجا تھا اس لیے آپؐ کو اللہ کی طرف سے ایسے حالات میں مبتلا کیا گیا جن سے امت کو راہ مل سکے۔ چونکہ امت کو چار بیویاں تک رکھنے کی اجازت ہے اس لئے جو امتی اس پر عمل کرے اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے سبق مل گیا کہ ایک بیوی سے طبعی محبت زیادہ ہو تو اس پر مواخذہ نہیں لیکن حق کی ادائیگی میں سب کو برابر رکھنا فرض ہے۔ اس میں کوتاہی کی تو پکڑ ہوگی۔ ترمذی شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک مرد کے پاس دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان برابری کا خیال نہ رکھے تو قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو گرا ہوا ہوگا۔ (مشکوۃ شریف)

تربیت کا خاص خیال:

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگرچہ حضرت عائشہؓ سے بہت محبت تھی اور ان کی تربیت کا بھی خاص خیال فرماتے تھے اور اللہ تعالی سے ڈراتے رہتے۔ جہاں لغزش نظر آتی فوراً آگاہ فرماتے اور سرزنش فرماتے۔ حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں تشریف لے گئے میں نے پیچھے ایک اچھا سا پردہ لٹکا دیا جب آپؐ تشریف لائے تو اس پردہ کو اس زور سے پکڑ کر کھینچا کہ اس کو پھاڑ دیا۔ پھر فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالی نے ہم کو یہ حکم نہیں دیا کہ پتھروں کو اور مٹی کو لباس پہنائیں۔ (مشکوۃ عن البخاری والمسلم)

ایک مرتبہ چند یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے دبی زبان سے السلام علیکم کی بجائے السام علیکم کہا ''سام'' موت کو کہتے ہیں ان کا طلب بدعا دینا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں وعلیکم فرما دیا۔ (یعنی تم پر موت ہو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اسی قدر فرمایا لیکن حضرت عائشہؓ سخت برہم ہوئیں اور غصہ سے انہوں نے فرمایا۔

Marfat.com

اَلسَّامُ عَلَیْکُمْ وَ لَعَنَکُمُ اللّٰہُ وَ غَضِبَ عَلَیْکُمْ

تم پر موت ہو اور خدا کی لعنت ہو اور خدا کا غضب ٹوٹے

یہ سن کر سید عالم ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! ٹھہر نرمی اختیار کر اور بد کلامی سے بچ۔ عرض کیا آپؐ نے سنا نہیں انہوں نے کیا کہا ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا اور تم نے نہیں سنا میں نے کیا جواب دیا۔ ان کی بات میں نے ان پر لوٹا دی۔ اب اللہ تعالیٰ میری بددعا ان کے حق میں قبول فرمائیں گے اور ان کی بددعا میرے حق میں قبول نہ ہوگی۔ (مشکوۃ شریف)

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے حضرت صفیہؓ کی برائی کرتے ہوئے کہہ دیا کہ صفیہؓ اتنی سی ہے یعنی پستہ قد ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فوراً ٹوکا اور فرمایا کہ یقین جان تو نے ایسا کلمہ کہہ دیا اسے اگر سمندر میں ملا دیا جائے تو اسے بھی بگاڑ دے۔ (مشکوۃ شریف)

ایک روز حضرت عائشہؓ نے آٹا پیس کر چھوٹی چھوٹی روٹیاں پکائیں اس کے بعد ان کی آنکھ لگ گئی۔ اسی اثناء میں پڑوسن کی بکری آئی اور وہ روٹیاں کھا گئی آنکھ کھلنے پر حضرت عائشہؓ اس کے پیچھے دوڑیں۔ یہ دیکھ کر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ ہمسایہ کو اس کی بکری کے بارے نہ ستاؤ۔

(الادب المفرد باب لایوذی جارہ)

مختلف نصائح:

حضور اقدسؐ اکثر زہد فی الدنیا اور فکر آخرت اور خدا ترسی کی نصیحتیں فرماتے رہتے تھے ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو نصیحت فرمائی اے عائشہؓ! چھوٹے گناہوں سے (بھی) بچ کیونکہ اللہ کی طرف سے ان کے بارے میں مواخذہ کرنے والا موجود ہے۔ (مشکوۃ شریف)

ایک مرتبہ سید عالم ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ اے عائشہؓ! اگر تو

Marfat.com

(آخرت میں) مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو تجھے دنیا میں سے اتنا سامان کافی ہونا چاہیے جتنا مسافر اپنے ساتھ لے کر چلتا ہے اور مال داروں کے پاس بیٹھنے سے پرہیز کر اور کسی کپڑے کو پرانا سمجھ کر پہننا مت چھوڑ جب تک تو اس کو پیوند لگا کر نہ پہن لے۔ (مشکوۃ شریف)

حضرت عروۃ بن الزبیرؓ فرماتے ہیں کہ خالہ جان اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے نیا کپڑا اس وقت تک نہیں بناتی تھیں جب تک کہ پہلے بنائے ہوئے کپڑے کو پیوند لگا کر نہیں پہن لیتی تھیں اور جب تک کہ وہ خوب بوسیدہ نہ ہو جاتا۔ (الترغیب والترہیب)

کثیر بن عبید کا بیان ہے کہ میں ام المومنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اس وقت اپنے کپڑے میں پیوند لگا رہی تھیں مجھ سے فرمایا ذرا ٹھہرو (ابھی بات کروں گی) اس کام سے فارغ ہو جاؤں چنانچہ میں نے توقف کیا۔ پھر جب گفتگو شروع ہوئی تو میں نے عرض کیا اے ام المومنین! اگر میں باہر جا کر لوگوں سے کہو کہ ام المومنین پیوند لگا رہی تھیں تو لوگ آپ کو بخیل سمجھیں گے۔ اس کے جواب میں فرمایا کہ سمجھ کر بات کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ جس نے پرانا کپڑا نہ پہنا اسے نیا کپڑا پہننے میں کیا لطف آئے گا۔

کلمات حکمت وموعظت:

حضرت عائشہؓ بڑی صاحب حکمت وموعظت تھیں۔ بڑی پتہ کی بات فرمایا کرتی تھیں۔ بعض صحابہ بھی ان سے نصیحت کرنے کی فرمائش کیا کرتے تھے۔ زیادہ کھانے کے متعلق حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد سب سے پہلی مصیبت یہ امت میں پیدا ہوئی کہ پیٹ بھر کر کھانے لگے جب پیٹ بھرتے ہیں تو بدن موٹے ہو جاتے ہیں اور دل کمزور ہو جاتے ہیں اور نفسانی خواہشات زور پکڑ لیتی ہیں۔ (صفتہ الصفوۃ ۱۲۳)

Marfat.com

ایک مرتبہ فرمایا کہ گناہوں کی کمی سے بہتر کوئی پونجی ایسی نہیں ہے جسے لے کر تم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو جسے یہ خوشی ہو کہ عبادت میں محنت سے انہماک رکھنے والے سے بازی لے جائے اسے چاہیے کہ اپنے گناہوں سے بچائے۔

(صفۃ الصفوۃ ۱۲)

حضرت معاویہؓ نے ایک خط حضرت عائشہؓ کے نام ارسال کیا جس میں اپنے لئے مختصر نصیحت کرنے کی فرمائش کی۔ حضرت عائشہؓ نے اس کے جواب میں فرمایا۔

سَلَامٌ عَلَيْكَ!

اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰی ﷺ يَقُوْلُ مَنِ الْتَمَسَ رِضَى اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَ مَنِ الْتَمَسَ رِضَى النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَلَّهُ اللّٰهُ اِلَى النَّاسِ٥

وَالسَّلَام عَلَيْكَ

تم پر سلام ہو!

بعد سلام کے واضح ہو کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص لوگوں کی ناراضگی کا خیال نہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہو۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کی شرارتوں سے (بھی) اسے۔ محفوظ فرماتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی رکھنا چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ (اسکی مدد نہیں فرماتا) اسے لوگوں کے حوالے کے دیتے ہیں وہ اس کو جیسے چاہیں استعمال کریں اور جس طرح چاہیں اسکا دلیہ بنائیں۔ والسلام علیک'' (مشکوۃ شریف)

ایک مرتبہ حضرت معاویہ کو (غالباً ان کی درخواست پر) یہ بھی لکھ بھیجا کہ!

اَمَّا بَعْد! فَاِنَّ الْعَبْدَ اِذَا عَمِلَ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَادَ حَامِدُه مِنَ النَّاسِ ذَامًّا

یعنی جب بندہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام کرتا ہے تو اسکو اچھا کہنے والے بھی برا

Marfat.com

کہنے لگتے ہیں۔ (صفۃ الصفوۃ)

نشر العلوم:

سید عالم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ نے بڑی مستعدی سے علم دین کی اشاعت کی۔ ان کے شاگردوں کی بڑی بھاری تعداد (جو ۲۰۰ کے لگ بھگ ہے) کتابوں میں لکھی ہے جن میں صحابہ کرام بھی ہیں اور تابعین حضرات بھی ان کی وفات ۵۸ھ میں ہوئی اس حساب سے سید عالم ﷺ کے بعد انہوں نے ۴۸ سال مسلسل علم دین پھیلایا۔ محدثین کرام نے ان کی روایات کی تعداد ۲۲۱۰ بتلائی ہے۔

حضرت عائشہؓ نے بڑی فیاضی کے ساتھ علم دین کی اشاعت کی۔ لڑکے اور عورتیں اور جن مردوں سے ان کا پردہ نہ تھا پردہ کے اندر مجلس تعلیم میں بیٹھتے تھے اور باقی حضرات متعلمین پردہ کے پیچھے بیٹھ کر ان سے دینی فیض حاصل کرتے مختلف قسم کے سوالات کیے جاتے تھے اور وہ سب کا جواب دیتی تھیں۔ اور بعض مرتبہ کسی دوسرے صحابی یا امہات المومنینؓ میں سے کسی کے پاس سائل کو بھیج دیتی تھیں۔ دینی مسائل معلوم کرنے میں کوئی شرماتا تو فرماتی تھیں کہ شرماؤ مت کھل کر پوچھ لو۔

ہر سال حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے جاتی تھیں اور ہر طرف سے مختلف شہروں سے برابر لوگ آتے تھے اور حضرت عائشہؓ کے خیمے کے باہر ٹھہر کر دینی سوالات کرتے تھے اور وہ جواب دیتی تھیں مکہ معظمہ میں زمزم کے قریب پردہ ڈال کر تشریف فرما ہو جاتی تھیں اور فتوے طلب کرنے والوں کی بھیڑ لگ جاتی تھی۔

حضرت عائشہؓ کا شمار ان جلیل القدر صحابہؓ میں کیا گیا ہے جو مستقل مفتی تھے۔ حضرت عائشہؓ اپنے والد ماجد ہی کے زمانہ خلافت سے مفتی ہو گئی تھیں اور

Marfat.com

حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ تو خود آدمی بھیج کر ان سے مسائل معلوم کراتے تھے حضرت امیر معاویہؓ اپنے زمانہ امارت میں دمشق میں مقیم تھے اور وقت ضرورت قاصد کو بھیج کر حضرت عائشہؓ سے مسئلہ معلوم کر کے عمل کرتے تھے۔ قاصد شام سے چل کر مدینہ منورہ آتا اور حضرت عائشہؓ کے مسکن کے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر سوال کا جواب لے کر واپس چلا جاتا تھا۔ (ماخوذ من ابن سعد ۱۲)

بہت سے لوگ خطوط لکھ کر حضرت عائشہؓ سے دینی معلومات حاصل کرتے تھے اور وہ ان کو جواب لکھا دیتی تھیں۔ عائشہ بنت طلحہؓ جو حضرت عائشہؓ کی خصوصی شاگرد ہیں فرماتی ہیں۔

وَيَكْتُبُوْنَ اِلَيَّ مِنَ الْاَمْصَارِ فَاَقُوْلُ لِعَائِشَةَ يَا خالة هٰذَا كِتَابُ فُلَانٍ وَّ هَدِيَّتُهُ فَتَقُوْلُ لِيْ عَائِشَةُ اَيْ بُنَيَّةِ اَجِيْبِيْهِ وَ اَثِيْبِيْهِ

"لوگ مجھے دور دور کے شہروں سے خطوط لکھتے تھے (اور ہدایا بھیجتے تھے) میں عرض کرتی تھی کہ اے خالہ جان یہ فلاں شخص کا خط ہے اور اس کا ہدیہ ہے (فرمایئے اس کا کیا جواب لکھو) وہ فرما دیتی تھیں کہ اے بیٹا اسے (یہ) جواب لکھ دو اور ہدیہ کا بدلہ دے دو۔"

حدیث شریف کی کتابوں میں حضرت عائشہؓ کی فتاوی بکثرت آتے ہیں لوگ ان سے خصوصیت کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی اندرون خانہ زندگی کے متعلق معلومات کیا کرتے تھے اور وہ بہت بے تکلفی کے ساتھ جواب دیا کرتی تھیں چونکہ آنحضرت ﷺ سب کچھ سکھانے اور عمل کر کے دکھانے کیلئے اللہ رب العزت کی طرف سے بھیجے گئے تھے اس لئے آپ کی زندگی کے کسی پہلو کو آپ کی ازواج مطہراتؓ ہرگز نہیں چھپاتی تھیں۔

حضرت اسودؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا اپنے گھر کے کام

Marfat.com

کاج میں مشغول رہتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کیلئے تشریف لے جاتے۔ (بخاری شریف)

ایک مرتبہ انہوں نے اس کو ذرا تفصیل سے یوں بیان فرمایا کہ آنحضرت ﷺ اپنی جوتی کی مرمت خود کرلیا کرتے تھے اور اپنا کپڑا خود سی لیتے تھے اور اپنے گھر میں اس طرح خانگی کام کاج میں مشغول رہتے تھے جیسے تم لوگ اپنے گھروں میں کام کاج کرتے ہو حضرت عائشہؓ نے یہ بھی فرمایا کہ آنحضرت ﷺ انسانوں میں سے ایک انسان تھے اپنے کپڑے میں جوں خود دیکھ لیتے تھے۔ اور اپنی بکری کا دودھ خود دود لیتے تھے اور اپنی خدمت خود کیا کرتے تھے۔ (ترمذی شریف)

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کی طرح بات میں باتیں نہیں پروتے چلے جاتے تھے بلکہ آپ کا کلام ایسا سلجھا ہوا ہوتا تھا کہ ایک ایک کلمہ علیحدہ علیحدہ ہوتا تھا جسے پاس بیٹھنے والا باآسانی یاد کر لیتا تھا۔
(ترمذی شریف۱۲)

ایک مرتبہ سید عالم ﷺ کے ہنسنے کے متعلق حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے آپ کو کبھی پورے دانتوں اور ڈاڑھوں کے ساتھ ہنستے ہوئے نہیں دیکھا جس سے آپ کے مبارک حلق کا کوا دیکھ جائے آپ تو بس مسکراتے تھے۔
(بخاری شریف)

آنحضرت ﷺ کی توصیف حضرت عائشہؓ نے یہ بھی فرمایا کہ آپ نے کبھی کسی کو اپنے دست مبارک سے نہیں مارا نہ کسی بیوی کو نہ کسی خادم کو۔ ہاں اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے (اللہ کے دشمن کو) مارا تو وہ دوسری بات ہے اور آپؐ کو کسی سے کچھ کسی قسم کی اذیت پہنچتی تو اس کا بدلہ کبھی نہیں لیا۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کسی سے کام ہو جاتا تو آپؐ اللہ کے لئے اس کو سزا دیتے

Marfat.com

تھے۔ (مشکوۃ شریف ۱۲)

حضرت سعد بن ہشامؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا ام المومنینؓ! رسول اللہ ﷺ کے اخلاق و عادات کے متعلق ارشاد فرمایئے کیسے تھے؟ اس پر انہوں نے فرمایا۔ ''کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟'' میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ فرمایا آنحضرت ﷺ کی زندگی قرآن ہی تھی۔ (مشکوۃ شریف)

یعنی اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں جن احکام کا حکم فرمایا ہے اور جن اخلاق کو اختیار کرنے کو فرمایا وہ سب پورے آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی میں موجود تھے۔

حضرت عبدالعزیز بن جریج روایت فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ سید عالم ﷺ کن سورتوں سے نماز وتر ادا فرماتے تھے۔ اس کے جواب میں حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ پہلی رکعت میں **سبح اسم ربك الاعلى** اور دوسری رکعت میں **قل یا ایها الکافرون** اور تیسری رکعت میں **قل هو الله احد** پڑھا کرتے تھے۔ (مشکوۃ عن الترمذی وابی داؤد النسائی)

حضرت عفیف بن الحارثؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے میں نے عرض کیا یہ تو فرمایئے کہ آنحضرت ﷺ پر غسل واجب ہوتا تھا تو اول رات ہی میں غسل فرمالیتے تھے یا آخری رات میں؟ انہوں نے فرمایا کبھی آپ نے اول وقت ہی غسل فرمالیا اور کبھی آخری رات میں غسل فرمالیا۔ یہ سنتے ہی میں نے کہا **اللہ اکبر الحمد لله الذی جعل فی الامر سعة** (اللہ اکبر سب تعریف اللہ کے لئے جس نے اس بارے میں گنجائش رکھی ہے) اس کے بعد میں نے عرض کیا تو یہ فرمایئے کہ رات کے اول وتر میں وقت ادا فرمالیتے تھے

Marfat.com

یا رات کے پچھلے حصہ میں؟ اس کے جواب میں انہوں نے ارشاد فرمایا کہ کبھی آپ نے اول رات میں وتر ادا فرمائے اور کبھی آخری رات میں۔ یہ سنتے ہی میرے منہ سے پھر وہی الفاظ نکلے **اللہ اکبر الحمد للہ الذی جعل فی الامر سعة** اس کے بعد میں نے سہ بارہ سوال کیا کہ رات کو جب نفل ادا فرماتے تھے تو آپ قرات زور سے پڑھتے یا آہستہ۔ اس کے جواب میں حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ کبھی آپ نے زور سے قرات پڑھی اور کبھی آہستہ پڑھی یہ سن کر میرے منہ سے پھر بے ساختہ وہی کلمات نکلے **اللہ اکبر الحمد للہ الذی جعل فی الامر سعة** (ابوداؤد)

حضرت عائشہؓ جانتی تھیں کہ سید عالم ﷺ کی زندگی ساری امت کے لئے نمونہ ہے اس لئے آنحضرت ﷺ کی ہر بات اور ہر حرکت وسکون کو انہوں نے اچھی طرح محفوظ رکھا تھا۔ سید عالم ﷺ کے اندرونی احوال اور رات کے اعمال حضرت عائشہؓ سے بہت مروی ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ (نماز تہجد سے فارغ ہوکر) جب فجر کی دو سنتیں پڑھ لیتے تھے تو میں جاگتی ہوتی تو (نماز کیلئے مسجد کو جانے تک) مجھ سے باتیں فرماتے رہتے تھے ورنہ (ذرا دیر داہنی کروٹ پر) لیٹ جاتے تھے۔ (مسلم شریف)

حضرت عائشہؓ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ سید عالم ﷺ جب رات کو نماز (نفل) پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو پہلے مختصر سی دو رکعتیں پڑھ لیتے تھے۔ (مسلم شریف) اس کے بعد لمبی سورتوں سے نماز ادا فرماتے تھے۔)
حضرت عائشہؓ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ سید عالم ﷺ غیر فرض نمازوں میں جس قدر فجر کی دو رکعتیں کا خاص اہتمام فرماتے تھے ورکسی غیر فرض نماز کا اس قدر اہتمام نہیں فرماتے تھے۔ (مسلم شریف) یہ بھی روایت فرماتی تھیں کہ سید

Marfat.com

عالم ﷺ نے فرمایا کہ:

رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيهَا

یعنی فجر کی دو سنتیں ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہیں۔
(مسلم شریف)

حضرت عائشہؓ نے یہ بھی بتایا کہ رسول اللہ ﷺ میری گود میں سر رکھ کر لیٹ کر قرآن شریف کی تلاوت کر لیتے تھے حالانکہ وہ میرا زمانہ ماہواری کا ہوتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

یہ بھی روایت فرماتی ہیں کہ سید عالم ﷺ جب معتکف ہوتے تو مسجد کے اندر بیٹھے ہوئے میری طرف کو سر جھکا دیتے تھے اور میں آپ کا سر مبارک (اپنے حجرہ میں سے) دھو دیتی تھیں حالانکہ یہ میرا زمانہ ماہواری کا ہوتا تھا۔
(مسلم و بخاری شریف)

زہد و فقر اور گھر کے احوال:

سید عالم ﷺ سید الزاہدین تھے۔ پیٹ بھرنے اور مزیدار چیزیں حاصل کرنے اور سامان جمع کرنے کو ناپسند فرماتے تھے ایک مرتبہ آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں (مگر قصہ یہ ہے کہ) میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کی قامت کا یہ عالم تھا کہ اس کی کمر کعبہ تک پہنچ رہی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ آپ کے رب نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ اگر تم چاہو تو عام بندوں کی طرح بندہ اور نبی بن کر رہو اور اگر چاہو تو نبی اور بادشاہ بن کر رہو۔ میں نے اس بارے میں جبرائیلؑ کی طرف مشورہ لینے کے طور پر دیکھا تو انہوں نے اشارہ کیا کہ تواضع اختیار کرو۔ لہذا میں نے جواب دیا کہ میں نبی ہوتے ہوئے عام بندوں کی طرح رہنا چاہتا ہوں (اس کو روایت کرنے کے بعد) حضرت عائشہؓ

Marfat.com

نے فرمایا کہ اس کے بعد سے سید عالم ﷺ تکیہ لگا کر کھانا تناول نہیں کرتے فرماتے تھے۔ (اور یہ) فرمایا کرتے تھے کہ میں اس طرح کھاتا ہوں جیسے غلام کھاتا ہے اور اس طرح بیٹھتا ہوں جیسے غلام بیٹھتا ہے۔ (مشکوۃ شریف ۱۲)

سید عالم ﷺ کا فقر اختیاری تھا اور گو آپ نے اپنی حیات طیبہ کے آخری تین چار سال یہ بھی کیا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے ایک سال کے لئے کرچ کا انتظام فرمادیا کرتے تھے لیکن آپ ﷺ کی صحبت کے اثر سے آپ کی ازواج مطہرات بھی اس کو خیرات کردیتی تھیں اور خود تکلیف برداشت کرلیتی تھیں۔

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ (تابعی) فرماتے تھے کہ میں ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے میرے لیے کھانا منگوایا پھر کھانا منگوا کر فرمایا کہ اگر میں پیٹ بھر کر کھالوں اور اس کے بعد رونا چاہوں تو رو سکتی ہوں! میں نے سوال کیا کیوں؟ فرمایا کہ میں اس حال کو یاد کرتی ہو جس حال میں سید عالم ﷺ دنیا کو چھوڑ کر تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ کی قسم کسی روز (بھی) دو مرتبہ آپ ﷺ نے گوشت اور روٹی سے پیٹ نہیں بھرا۔ یہ ترمذی شریف کی روایت ہے بیہقی کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم اگر چاہتے تو پیٹ بھر کر کھا لیتے لیکن واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ آنحضرت ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے گھر والوں نے جو کی روٹی سے بھی پیٹ نہیں بھرا۔ (الترغیب والترہیب)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ اپنے بھانجے حضرت عروۃ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے میری بہن کے بیٹے سچ جانو ہم تین چاند دیکھ لیتے تھے اور سید عالم ﷺ کے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی۔ انہوں نے سوال کیا کہ خالہ جان پھر آپ حضرات کیسے زندہ رہتے تھے؟ فرمایا کھجوروں اور پانی پر گزارہ کرلیتے تھے

Marfat.com

اوراس کے سوا یہ بھی ہوتا کہ آنحضرت ﷺ کے پڑوس میں رہنے والے انصار اپنے دودھ کے جانوروں کا دودھ ہدیۃً بھیج دیا کرتے تھے۔ آپ اس دودھ کو ہمیں پلا دیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

خوراک کی کمی کے ساتھ دوسرا خانگی سامان بہت ہی کم تھا گھر میں چراغ تک نہیں جلتا تھا۔

حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ کے گھر والوں پر بغیر چراغ روشن کیے اور بغیر چولہے میں آگ جلائے کئی کئی ماہ گزر جاتے تھے۔ اگر زیتون کا تیل مل جاتا (جس سے چراغ روشن کیے جاتے تھے) تو تھوڑا سا ہونے کی وجہ سے اس کو روشن کرنے کی بجائے بدن پر اور سر پر مل لیتے تھے اور چربی مل جاتی تو اس کو کھانے میں لے آتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ میں سید عالم ﷺ کے سامنے (تہجد کی نماز کے وقت) سو جاتی تھی اور میرے پاؤں آپ کے سامنے سجدہ کی جگہ پھیل جاتے تھے لہذا جب آپ سجدہ میں جاتے تو میرے پاؤں کو ہاتھ لگا دیتے تھے (تاکہ پاؤں ہٹالوں تو سجدہ کی جگہ ہو جائے) لہذا میں پاؤں سیکڑ لیتی تھی اور جب آپ سجدہ سے فارغ ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے تو میں پاؤں پھیلا دیتی تھی اس کو بیان کر کے فرمایا کہ اس زمانے میں گھر میں چراغ نہ تھے۔

(بخاری و مسلم)

سید عالم ﷺ بستر بھی عمدہ اور نرم نہیں رکھتے تھے۔ آپ کی مصاحبت کی وجہ سے ازواج مطہرات بھی اسی طرح گزارہ کرتی تھیں۔ بھلا ان کو یہ کیسے گوارا ہوتا کہ خود آرام سے بیٹھیں اور سید عالم ﷺ کو تکلیف میں دیکھیں۔

حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ سید عالم ﷺ جس بستر پر سوتے تھے وہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور جس تکیہ پر سہارا لگا

Marfat.com

کر بیٹھتے تھے وہ بھی اسی طرح کا تھا۔ (مشکوۃ شریف)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک گھرانے میں کپڑے بھی زیادہ نہ تھے بعض مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ کا کپڑا حضرت عائشہؓ نے پاک کیا تو آپؐ اسی کو پہنے ہوئے مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے گئے اور دھونے کی تری اس میں موجود رہی۔ (طحاوی شریف)

ایک صاحب حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اس وقت حضرت عائشہؓ کی باندی بھی وہیں موجود تھی جو پانچ درہم کا کرتہ پہنے ہوئے تھی۔ اس کے متعلق حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ذرا میری اس باندی کو دیکھو وہ اپنے کو اس سے بالاتر سمجھتی ہے کہ گھر کے اندر اس کرتے کو پہنے اور ہمارا پچھلا زمانہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں یہ تھا کہ اس قسم کے کرتوں میں کا ایک کرتہ میرے پاس موجود تھا جو مدینہ میں ہر شادی کے وقت دلہن کو سجانے کیلئے مجھ سے مانگا جاتا تھا پھر رخصتی کے بعد واپس کر دیا جاتا تھا۔ (مشکوۃ شریف)

مشورہ لینا:

حضرت عائشہؓ بڑی صاحب فہم و فراست تھیں۔ اچھے اچھے سمجھداران سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ حضرت نافعؒ کا بیان ہے کہ میں شام اور مصر کو مال لے جا کر تجارت کرتا تھا ایک مرتبہ میں تجارت کے ارادہ سے عراق کو اپنا مال لے گیا۔ (واپس آ کر) میں حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچا اور سارا واقعہ سنایا کہ میں پہلے تجارت کے لئے اپنا مال شام لے جایا کرتا تھا اس مرتبہ عراق کو لے گیا۔ (اس بارے میں آپؐ کی کیا رائے ہے؟) اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا کیوں (بلا وجہ) اپنی (سابقہ) تجارت گاہ کو چھوڑتے ہو ایسا مت کرو کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ جب اللہ جل شانہ تمہارے لئے کسی ذریعہ سے رزق کے اسباب پیدا فرما دے تو جب تک (خود ہی) وہ سبب (کسی وجہ سے) نہ بدل

Marfat.com

جائے یا (نفع کے علاوہ) دوسرا رخ اختیار نہ کرلے تو اس کو نہ چھوڑو۔
(جمع الفوائد عن ابن ماجہ)

فضائل ومناقب:

حضرت عائشہؓ کے بہت سے فضائل حدیث شریف اور اسماء الرجال کی کتابوں میں لکھے ہیں پہلے گزر چکا ہے کہ سید عالم ﷺ کو سب بیویوں سے زیادہ ان سے محبت تھی ان کے شاگرد حضرت مسروقؒ (تابعی) جب ان کے واسطہ سے آنحضرت ﷺ کی حدیث سناتے تھے تو یوں فرمایا کرتے تھے۔

حَدَّثَتْنِی الصَّادِقَةُ ابْنَةُ الصِّدِّیْقِ حَبِیْبَةُ حَبِیْبِ اللّٰهِ

یعنی مجھے روایت کی سچ بولنے والے صدیق کی بیٹی نے جو اللہ کے حبیب کی پیاری تھیں۔ (الاصابہ)

خود حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مجھے دس چیزوں کے ذریعے فضیلت حاصل ہے وہ دس چیزیں یہ ہیں۔

1- جبریل علیہ السلام میری تصویر لے کر (نکاح سے پہلے) آنحضرت ﷺ کے پاس آئے۔

2- اور میرے سوا آنحضرت ﷺ نے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

3- اور نہ کوئی ایسی عورت میرے علاوہ آپ ﷺ کے نکاح میں آئی جس کے ماں باپ دونوں نے ہجرت کی ہو۔

4- اور اللہ تعالیٰ نے آسمان پر سے میری برات نازل فرمائی۔

5- اور سید عالم ﷺ کے پاس اس حال میں وحی آجاتی تھی کہ میں آپ کے ساتھ لحاف میں لیٹی ہوتی تھی۔

6- میں اور آپ ایک ہی برتن سے (ساتھ بیٹھ کر کپڑا باندھ کر) غسل

Marfat.com

کرتے تھے۔

7- آپ نمازِ تہجد پڑھتے رہتے تھے اور میں آپ کے سامنے لمبی لمبی لیٹی رہتی تھی۔

8- آپ کی وفات اس حال میں ہوئی کہ آپ میری گردن اور گود کے درمیان تھے اور میری باری کا دن تھا۔

9- اور میرے ہی گھر میں آپ مدفون ہوئے۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اپنی خصوصیت میں یہ بھی ذکر کیا کہ میں نے حضرت جبریلؑ کو دیکھا اور میں رسول کریم ﷺ کی سب سے زیادہ محبوب بیوی تھی اور جس وقت آپؐ کی وفات ہوئی اس وقت آپؐ کے پاس میرے اور فرشتوں کے علاوہ کوئی موجود نہ تھا۔ (الاصابہ)

حضرت ابوموسیٰؓ کی روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ مرد بہت کامل ہوئے اور عورتوں میں بس مریم بنت عمران (والدہ سیدنا عیسیٰ صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہما) ورآسیہ فرعون کی بیوی کامل ہوئیں اور عائشہؓ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔ (روٹی کے ٹکروں کو شوربہ دار گوشت میں پکایا کرتے تھے اس کو اہل عرب ثرید کہتے تھے اور تمام کھانوں سے افضل سمجھتے تھے)

ایک مرتبہ سیدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کے ذریعے حضرت عائشہؓ کو سلام کہلایا۔ انہوں نے اس کے جواب فرمایا وعلیہ السلام ورحمتہ اللہ برکاتہ۔ (مشکوٰۃ عن البخاری و مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبریلؑ سبز ریشم کے کپڑے میں آنحضرت ﷺ کے پاس حضرت عائشہؓ کی تصویر لے کر آئے اور عرض کیا یہ آپ کی بیوی ہیں دنیا اور آخرت میں۔ (اسد الغابہ)

Marfat.com

کثرت عبادت:

حضرت عائشہؓ اکثر روزے رکھا کرتی تھیں اور نفل نماز بھی بہت پڑھتی تھیں۔ چاشت کی نماز کا خاص اہتمام رکھتی تھیں۔ اس وقت آٹھ رکعت پڑھا کرتی تھیں۔ اور یہ فرماتی تھیں کہ میرے ماں باپ بھی اگر (قبر) سے اٹھ کر آجائیں تب بھی اس نماز کو نہ چھوڑوں گی۔ (مشکوۃ شریف)

حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ فرماتے تھے کہ میرا ہمیشہ یہ معلوم رہا ہے کہ جب صبح کو گھر سے نکلتا تو سب سے پہلے حضرت عائشہؓ کے گھر جاتا اور سلام کرتا (یہ ان کے بھائی کے بیٹے تھے) ایک مرتبہ جو میں ان کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ کھڑی ہوئی نفل نماز پڑھ رہی ہیں اور بار بار اس آیت کو پڑھ رہی ہیں اور رو رہی ہیں۔

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡنَا وَ قَانَا عَذَابَ السَّمُوۡمِ

میں سلام پھیرنے کے انتظار میں کھڑا رہا حتی کہ طبیعت اکتا گئی اور میں ان کو اسی حال میں چھوڑ کر اپنی ضرورت کے لئے بازار چلا گیا۔ پھر جب واپس آیا تو دیکھا وہ اب بھی اسی طرح نماز میں کھڑی ہیں اور رو رہی ہیں۔ (صفتہ الصفوۃ)

حضور اقدس ﷺ کے ساتھ بھی تہجد پڑھا کرتی تھیں۔ (مسند احمد)

آپ کے بعد بھی اس کا اہتمام کرتی تھیں۔ روزوں کی کثرت ان کا خاص شغل تھا۔ ایک مرتبہ سخت گرمی کے موسم میں عرفہ کے دن یعنی نویں ذی الحجہ کو روزہ سے تھیں۔ سخت گرمی کی وجہ سے سر پر پانی کے چھینٹے دیے جا رہے تھے۔ حضرت عبدالرحمان بن ابی بکرؓ نے جو حضرت عائشہؓ کے بھائی تھے فرمایا اس گرمی میں نفل روزہ کوئی ضروری نہیں ہے۔ افطار کر لیجئے۔ (بعد میں قضا رکھ لینا کافی ہوگا) یہ سن کر فرمایا کہ بھلا حضور اقدس ﷺ سے یہ سننے کے بعد کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے سال بھر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں میں اپنا روزہ توڑ دوں

Marfat.com

گی۔ (مسند احمد)

ایک حدیث میں ہے کہ عرفہ کا روزہ رکھنے سے ایک سال کے پچھلے اور ایک سال کے اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس کے راوی حضرت ابوقتادہؓ ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۱۷۹ ج ۱۔ عن المسلم)

شریعت مقدسہ کی منع کی ہوئی چیزوں میں چھوٹی چھوٹی چیزوں سے بھی بچتی تھیں راستہ میں کبھی ہوتیں اور گھنٹہ کی آواز آ جاتی تو ٹھہر جاتی تھیں تاکہ اس کی آواز کان میں نہ آئے۔ نیکیوں کو پھیلانے کے ساتھ ساتھ برائیوں سے روکنا بھی ان کا خاص مشغلہ تھا اور اس مقصد کے لئے ہر ممکن طاقت خرچ کر دینا ضروری سمجھتی تھیں۔ ایک گھر کرایہ پر دے دیا تھا کرایہ دار اس میں شطرنج کھیلنے لگے تو ان کو کہلا بھیجا کہ اس حرکت سے باز نہ آؤ گے تو مکان سے نکلوا دوں گی۔

(الادب المفرد للبخاری)

احکام اسلامیہ کو بلا چوں و چرا ماننا:

دیگر تمام صحابہؓ کی طرح حضرت عائشہؓ بھی اسلام کے احکام کے بارے میں چوں و چرا کو بالکل روا نہیں رکھتی تھیں۔ ان کی مشہور شاگرد حضرت معاذہ عدویہؓ نے ایک مرتبہ سوال کیا کیا بات ہے حیض کے زمانے میں نماز نہیں پڑھی جاتی لیکن رمضان شریف کے روز بعد میں رکھے جاتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ کیا تو نیچری ہو گئی جو اسلام کو اپنی سمجھ کا تابع کرنا چاہتی ہے اور اسلام کے حکم کو بغیر سمجھے ماننے کو پسند نہیں کرتی۔ حضرت معاذہؓ نے عرض کیا میں تو اس کے جواب میں یہی جانتی ہوں کہ سید عالم ﷺ کے زمانے میں ہم کو حیض آتا تھا تو روزہ کی قضا رکھنے کا حکم ہوتا تھا اور نماز کی قضا پڑھنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ (جمع الفوائد)

حاشیہ: (''حرورا'' ایک بستی تھی وہاں کے رہنے والوں میں یہ وبا چل

Marfat.com

پڑی تھی جو اس دور میں نیچریوں میں اور پچھلے دور میں معتزلہ میں پھیلی ہوئی تھی کہ جب تک عقل تسلیم نہ کرے اسلام کی بات کو ماننے سے انکار کرتے تھے اس لئے ہم نے حروریہ کا ترجمہ نیچری کیا ہے۔

نزول آیت تیمّم:

شریعت میں وضو کی جگہ بعض مجبوری کے مواقع پر جو تیمّم رکھا گیا ہے امت کے لئے اس میں بڑی آسانی ہے۔ یہ سن کر آپ کے علم میں اضافہ ہوگا کہ تیمّم کے جاری ہونے کا سبب حضرت عائشہؓ کی ہی ذات گرامی ہے جس کا مفصل واقعہ خود اپنے الفاظ میں اس طرح نقل فرماتی تھیں کہ "ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں گئے بہت سے مسلمان ساتھ تھے ہم نے مقام بیداء یا ذات الجیش میں قیام کیا۔ وہاں میرے ہار کی لڑی ٹوٹ گئی لہذا اس کے ڈھونڈنے کیلئے رسول اللہ ﷺ نے مزید قیام فرمایا اور آپ کے ساتھ آپ کے ساتھی بھی ٹھہرے رہے رات کا وقت تھا اور پانی کہیں قریب موجود نہیں تھا چونکہ لوگوں کو فجر کی نماز پڑھنے کا خیال تھا اس لئے فکر مند ہوئے کہ پانی نہ ہونے کی وجہ سے بلا وضو نماز کیسے پڑھ سکیں گے۔ یہ سوچ کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ عائشہؓ نے کیا کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کو اور آپ کے تمام ہمراہیوں کو روک لیا ہے اور حال یہ ہے کہ نہ پانی قریب ہے نہ اپنے پاس ہے۔"

یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ میرے پاس آئے اور مجھے ڈانٹنا شروع کیا اور نہ جانے کیا کیا کہا اور ڈانٹنے کے ساتھ ساتھ میری کوکھ میں کچوکے دیتے رہتے اس وقت آنحضرت ﷺ میری ران پر سر رکھے ہوئے سو رہے تھے۔ آپ کے بے آرام ہونے کی وجہ سے میں نے حضرت ابوبکرؓ کے کچوکے دینے پر ذرا حرکت نہ کی۔ الحاصل آنحضرت ﷺ میری ران پر سر رکھتے سوتے رہے حتی کہ صبح ہوگئی اور پانی موجود نہ تھا۔ لہذا اللہ جل شانہ نے تیمّم کی آیت نازل فرمادی اور سب

Marfat.com

نے تیمم کیا اور نماز پڑھی۔ یہ ماجرا دیکھ کر حضرت اسید بن حضیرؓ (خوشی میں پھڑک اٹھے اور کہا اے ابوبکرؓ کے گھر والو! تم ہمیشہ سے برکت والے ہو) یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے اس کے بعد جب ہم نے اونٹ کو اٹھایا جس پر میں (سوار ہوئی) تھی تو وہ گم شدہ ہار اس کے نیچے سے مل گیا۔ (جمع الفوائد)

شعر اور طب:

حضرت عائشہؓ مریضوں کے معالجات میں اور اشعار عرب یاد رکھنے میں بھی خاص ملکہ رکھتی تھیں ان کے بھانجے حضرت عروۃ بن الزبیرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کو جب کوئی حادثہ پیش آجاتا تھا تو اس کے متعلق ضرور شعر پڑھ دیتی تھیں۔ (الاصابہ)

یہ بھی حضرت عروۃ بن الزبیرؓ کا ارشاد ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کوئی قرآن کا علم اور فرائض اسلام اور حلال و حرام کا جاننے والے اور عرب کے واقعات اور اہل عرب کے نسب سے واقفیت رکھنے والا نہیں دیکھا۔

(صفتہ الصفوۃ)

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کے بھانجے حضرت عروۃ بن الزبیرؓ نے عرض کیا کہ اے اماں جان! مجھے آپ کے فقیہہ ہونے پر تعجب نہیں ہے کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کی بیوی ہیں اور حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی ہیں اور نہ مجھے آپ کی شعر دانی اور واقعات عرب کی واقفیت پر تعجب ہے کیونکہ حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی ہو ان کی صحبت سے یہ چیزیں حاصل ہو گئیں لیکن مجھے تعجب ہے کہ آپ کو طب سے کیوں کر واقفیت ہوئی؟ اس کے جواب میں حضرت عروۃؓ کے کاندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ عروۃ بیٹا! طب میں نے اس طرح سیکھی کہ آنحضرت ﷺ آخری عمر میں بیمار ہو جایا کرتے تھے اور لوگ دور دور سے آیا کرتے تھے وہ آپ کو علاج کے طریقے اور دوائیں بتاتے تھے اور میں ان کے ذریعے آپ کا علاج کرتی

Marfat.com

تھیں۔ (ایضاً)

سخاوت:

حضرت عائشہؓ بڑی سخی تھیں اوران کی بہن اسماء بنت ابی بکرؓ بھی سخاوت میں بڑا مرتبہ رکھتی تھیں۔ حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ فرماتے تھے (جو حضرت اسماءؓ کے بیٹے تھے) کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ سے بڑھ کوئی عورت سخی نہیں دیکھی لیکن دونوں کی سخاوت میں ایک فرق تھا اور وہ یہ کہ حضرت عائشہؓ تھوڑا تھوڑا جمع کرتی رہتی تھیں یہاں تک کہ جب خاصی مقدار میں جمع ہو جاتا تو (ضرورت مندوں) میں تقسیم فرما دیتی تھیں اور حضرت اسماءؓ کا یہ حال تھا کہ وہ کل کے لئے کچھ رکھتی ہی نہ تھیں۔ (ادب المفرد)

حضرت عروہؓ اپنا چشم دید واقعہ بیان فرماتے تھے کہ حضرت عائشہؓ نے ایک روز ستر ہزار کی مالیت (ضرورتمندوں پر) تقسیم فرما دی اور اپنا یہ حال تھا کہ تقسیم کرتے وقت اپنے کرتہ میں پیوند لگا رہی تھیں۔ (صفتہ الصفوۃ)

حضرت معاویہؓ نے ایک طبق میں سچے موتی بھر کر حضرت عائشہؓ کی خدمت میں ہدیۃً بھیجے جن کی قیمت ایک لاکھ لگی۔ انہوں نے ہدیہ قبول کر کے اپنے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں میں تقسیم فرما دیا۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کا روزہ تھا اور اسی روز ان کے پاس ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ نے دو بورے بھر کر ہدیہ بھیجا جو ایک لاکھ اسی ہزار کی مالیت تھی۔ وہ اسی وقت تقسیم کرنے بیٹھ گئیں اور تھوڑی دیر میں تمام کر دیا۔ جب شام ہوئی تو ایک درہم (چونی بھر کی چاندی) بھی پاس نہ تھا افطار کے وقت اپنی باندی سے فرمایا کہ افطاری لاؤ چنانچہ وہ زیتون کا تیل اور روٹی لے کر آئیں وہیں ایک عورت ام ذرہ موجود تھی (اس کا بھی روزہ تھا) اس نے کہا آج جو آپ نے مال تقسیم کیا ہے اس میں اتنا بھی آپ نہ کر سکیں کہ درہم کا گوشت ہی منگا لیتیں جسے افطاری میں

Marfat.com

ہم کھا لیتے ! حضرت عائشہؓ نے فرمایا اب کہنے سے کیا ہوتا ہے اس وقت تم یاد دلاتیں تو میں اس کا خیال کر لیتی۔ (صفتہ الصفوۃ)

ایک روز کا واقعہ ہے جسے وہ خود بیان فرماتی تھیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ دو لڑکیاں تھیں اس نے سوال کیا اس وقت میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا میں نے وہی دے دی۔ اس نے اس کھجور کو دو ٹکڑے کر کے دونوں بچیوں کو ایک ایک ٹکڑا دے دیا اور خود نہ کھایا اس کے بعد چلی گئی اور اس کے بعد ہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم زنان خانہ میں تشریف لے آئے میں نے آپ کے سامنے واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص ان لڑکیوں کی پرورش میں ذرا بہت بھی مبتلا کیا گیا اور اس نے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا تو یہ لڑکیاں اس کے لئے دوزخ کی آڑ بن جائیں گی۔ (مشکوٰۃ شریف)

ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زنانخانے میں ایک بکری ذبح کی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے کچھ دیر کے بعد تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ بکری کا کیا ہوا؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ (سب صدقہ کر دی گئی) صرف اس کا ہاتھ باقی ہے۔۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (واقعہ یہ ہے کہ) اس کے ہاتھ کے علاوہ سب باقی ہے (مشکوٰۃ) مطلب یہ تھا کہ جو اللہ کی راہ میں دے دیا گیا باقی وہی ہے جو بھی ہمارے پاس ہے اس کو باقی کہنا درست نہیں۔

كَمَا قَالَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ . مَا عِنْدَ كُمْ يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ o

خوف خدا اور فکر آخرت:

حضرت عائشہؓ عابدہ زاہدہ ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرنے والی اور آخرت کی بہت فکر رکھنے والی تھیں۔

ایک مرتبہ دوزخ یاد آ گئی تو رونا شروع کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کا سبب پوچھا تو عرض کیا مجھے دوزخ کا خیال آ گیا اس لئے رو رہی ہوں۔

Marfat.com

(مشکوۃ شریف)

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے دربار رسالت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ جب سے آپ نے منکر نکیر کی (ہیبت ناک آواز) کا اور قبر کے بھینچے جانے کا ذکر فرمایا ہے اس وقت سے مجھے کسی چیز سے تسلی نہیں ہوتی اور دل کی پریشانی دور نہیں ہوتی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہؓ! منکر نکیر کی آواز مومن کے کانوں کو دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے کسی کے سر میں درد ہو اور اس کی شفقت والی ماں آہستہ آہستہ دبائے اور وہ اس سے آرام وراحت پائے (پھر فرمایا کہ) اے عائشہؓ! اللہ کے بارے میں شک کرنے والوں کیے لئے بڑی خرابی ہے۔ اور وہ قبر میں اس طرح بھینچے جائیں گے جیسے انڈے پر پتھر رکھ کر دبا دیا جائے۔

(شرح الصدور)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک روز میرے پاس ایک یہودی عورت اندر گھر میں آئی اور اسنے قبر کے عذاب کا ذکر کیا ذکر کرتے کرتے اس نے مجھ سے کہا کہ اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اللہ تعالیٰ تجھے قبر کے عذاب سے پناہ میں رکھے۔

جب آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو میں نے عذاب قبر کے متعلق سوال کیا آپؐ نے فرمایا کہ عذاب قبر حق ہے اس کے بعد میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ ہر نماز کے بعد عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔

(صفتہ الصفوۃ)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے خالہ جان کی بے پناہ فیاضی دیکھ کر ایک دفعہ (کسی کے سامنے یوں) کہہ دیا کہ یا تو وہ اتنے خرچ سے خود ہی رک جائیں ورنہ ان کا ہاتھ خرچ سے روک دوں گا۔ جب حضرت عائشہؓ کو یہ بات پہنچی تو فرمایا اچھا عبداللہؓ نے ایسا کہا ہے؟ حاضرین نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا میں نذر مان

Marfat.com

لی کہ زبیرؓ کے بیٹے سے کبھی نہ بولوں گی۔ اس کے بعد عرصہ تک بول چال بند رکھی پھر مشکل سے مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن الاسود کے کہنے سننے کے بعد ان سے بولنا شروع کر دیا اور نذر کے ٹوٹ جانے پر مواخذہ سے ڈرتی تھیں اور گو نذر کے کفارہ میں ایک غلام آزاد کرنا کافی ہے لیکن ان کو خوف خدا اس قدر لگا ہوا تھا کہ بار بار غلام آزادی کرتی تھیں کہ شاید اب خطا معاف ہو جائے۔ شاید اب خطا معاف ہو جائے۔

ایک بہت بڑا بہتان اور اللہ جل شانہ کی طرف سے برات کا اعلان

حدیث شریف کی کتابوں میں اور خصوصاً بخاری شریف میں یہ واقعہ غیر معمولی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے کہ جب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بنی المصطلق کے لئے تشریف لے گئے تو بیویوں میں قرعہ ڈالا کہ کس کو ساتھ لے جائیں۔ نتیجتاً امہات المومنین میں سے حضرت عائشہؓ کا نام نکل آیا اور معمول یہ تھا کہ حضرت عائشہؓ اپنے ہودج (پردہ دار شغدف) میں سوار ہو جاتی تھیں اور اس ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا جاتا تھا۔ غزوہ سے فراغت کے بعد مدینہ طیبہ کو واپس ہوتے ہوئے ایک رات یہ واقعہ پیش آیا کہ قافلہ ایک منزل میں ٹھہرا اور آخر شب میں (روانہ ہونے سے کچھ پہلے) اعلان کیا گیا کہ قافلہ روانہ ہونے والا ہے۔ (تاکہ لوگ اپنی اپنی ضرورتوں سے فارغ ہو کر روانگی کے لئے تیار ہو جائیں) حضرت عائشہؓ کو قضائے حاجت کی ضرورت تھی اس سے فراغت کے لئے جنگل کی طرف ذرا فاصلہ پر چلی گئیں وہاں اتفاقاً ان کا ہار ٹوٹ کر گر گیا جس کے گرنے کا وہاں پتہ نہ چلا اپنی جگہ پر واپس آئیں تو گلے میں ہار نہ پا کر اس جگہ واپس گئیں جہاں ہار گرا تھا۔ اس کی تلاش میں ان کو دیر لگ گئی جب واپس اپنی

Marfat.com

جگہ پہنچیں تو دیکھا کہ قافلہ روانہ ہو چکا ہے جس اونٹ پر سوار ہوا کرتی تھیں اس کا قصہ یہ ہوا کہ جب قافلہ روانہ ہونے لگا تو معمول کے مطابق حضرت عائشہؓ صدیقہ کا ہودج یہ سمجھ کر وہ اس میں موجود ہیں اونٹ پر سور کر دیا گیا۔ اٹھاتے وقت ذرا بھی اس امر کا شبہ نہ ہوا کہ اس میں حضرت عائشہؓ نہیں ہیں کیونکہ وہ جسم کے اعتبار سے بھاری نہ تھیں معمولی خوراک کھاتی تھیں بدن میں معمولی سا بوجھ تھا اسکی وجہ سے ہودج اٹھانے والوں کو یہ اندازہ ہی نہ ہوا کہ وہ ہودج خالی ہے چنانچہ اونٹ کو ہانک دیا گیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی جگہ واپس آ کر قافلہ کو نہ پایا میں قافلہ کے پیچھے دوڑنے یا ادھر ادھر تلاش کرنے کی بجائے اپنی جگہ چادر اوڑھ کر بیٹھ گئی اور خیال کیا کہ جب آنحضرت ﷺ کو یہ معلوم ہوگا کہ میں ہودج میں نہیں ہوں تو مجھے اسی جگہ تلاش فرمالیں گے۔ اگر ادھر ادھر کہیں اور جگہ جاتی ہوں تو تلاش میں مشکل ہوگی۔ اس لئے اپنی جگہ پر چادر لپیٹ کر بیٹھ گئی آخر رات کا وقت تھا نیند کا غلبہ ہوا وہیں لیٹ کر آنکھ لگ گئی۔

صفوان بن معطلؓ کو آنحضرت ﷺ نے اس خدمت کے لئے پہلے سے مقرر فرما رکھا تھا کہ وہ قافلہ کے پیچھے رہیں اور قافلہ روانہ ہونے کے بعد گری پڑی جو کوئی چیز رہ گئی ہو اس کو اٹھا کر محفوظ کر لیا کریں۔ اس منزل سے پہلے جس جگہ منزل کی تھی وہ وہاں سے آ رہے تھے۔ سفر کرتے ہوئے صبح کے وقت اس جگہ پہنچے جہاں میں موجود تھی۔ ابھی روشنی پوری نہ ہوئی تھی۔ انہوں نے دور سے اتنا دیکھا کہ کوئی آدمی پڑا سو رہا ہے۔ قریب آئے تو انہوں نے مجھے پہچان لیا کیونکہ انہوں نے پردہ کے احکام نازل ہونے سے پہلے مجھے دیکھا تھا۔ مجھے پہچان کر (اور جنگل بیاباں میں تنہا دیکھ کر) انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ اس کے پڑھنے کی آواز کان میں پہنچی تو میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے فوراً اپنی بڑی چادر سے اپنا چہرہ ڈھاک لیا۔ خدا کی قسم! انہوں نے مجھ

Marfat.com

سے ایک بات بھی نہیں کی اور نہ میں نے کوئی کلمہ سوائے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کے سنا۔

اس کے بعد حضرت صفوانؓ اپنی اونٹنی میرے قریب لائے اور اونٹنی بٹھادی اور پشت پھیر کر کھڑے ہوئے گئے۔ میں اونٹنی پر سوار ہوگئی اس کے بعد اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے آگے آگے چلتے رہے حتی کہ دوپہر کے وقت وہاں پہنچ گئے جہاں لشکر ہم سے پہلے پڑاؤ ڈال چکا تھا۔ بس کچھ لوگوں نے بری بات کی تہمت لگادی اور اسے اچھالنا شروع کر دیا۔ تہمت کے لگانے اور اچھالنے میں سب سے بڑا حصہ عبداللہ بن ابی ابن سلول کا تھا۔ (جو منافقوں کا سردار تھا)

لشکر وہاں سے روانہ ہوا اور سفر سے واپس لشکر مدینہ منورہ پہنچا۔ مدینہ پہنچ کر میں ایک ماہ تک بیماری رہی۔ اس عرصے میں تہمت لگانے والوں کو باتوں کا لوگوں میں چرچا ہوتا رہا اور مجھے کچھ خبر نہ ہوئی البتہ اس عرصہ میں یہ بات کھٹکتی تھی کہ حضور انور ﷺ اس سے قبل میری بیماری میں جس لطف و مہربانی کا برتاؤ فرماتے تھے آج کل اس لطف و مہربانی کا انداز نہیں بس یہ ہوتا تھا کہ آپ گھر میں تشریف لاتے اور سلام فرماتے پھر (مجھے خطاب کیے بغیر) دوسروں سے دریافت فرماتے تھے کہ اس کا کیا حال ہے؟

مجھے یہ چیز کھٹکتی تھی اور تہمت والی بات کا مجھ پتہ نہ تھا۔ اول تو مرض پھر آنحضرت ﷺ کی بے التفاتی' اس کی وجہ سے میں بہت کمزور ہوگئی۔ اسی دوران ایک رات کو مسطحؓ کی والدہ ام مسطحؓ کو ساتھ لے کر میں قضائے حاجت کے لئے باہر جانے کا ارادہ کیا کیونکہ اس وقت گھروں میں بیت الخلاء بنانے کا رواج نہ تھا اور عورتیں صرف رات کو قضائے حاجت کے لئے باہر جاتی تھیں۔ جب میں قضا حاجت سے فارغ ہو کر مسطح کی والدہ کے ساتھ گھر کی طرف آنے لگی تو ان کا پاؤں چادر میں الجھ گیا جس کی وجہ سے وہ گر پڑیں۔ اس وقت ان کی زبان سے یہ

Marfat.com

کلمہ نکلا تعس مسطح یعنی مسطح ہلاک ہو۔

ماں کی زبان سے اپنے بیٹے کیلئے یہ بددعا کا کلمہ سن کر مجھے بڑا تعجب ہوا۔ میں نے کہا کہ یہ بہت بری بات ہے تم ایک نیکی آدمی کو برا کہتی ہو جو غزوہ بدر میں شریک تھا یعنی ان کا بیٹا مسطحؓ۔

اس پر انہوں نے تعجب کیا کہ بیٹی کیا تجھے خبر نہیں کہ (میرا بیٹا) مسطحؓ کیا کہتا پھرتا ہے میں نے پوچھا کیا کہتا ہے؟ اس پر انہوں ے تہمت والی بات سنائی۔ یہ سن کر میرا مرض اور بڑھ گیا۔ جب میں گھر واپس آئی اور حسب معمول رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو سلام کیا اور اسی طریقہ پر مزاج پرسی فرمائی کہ اس کا کیا حال ہے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ اپنے والدین کے گھر چلی جاؤں۔ آپؐ نے اجازت دے دی۔ وہاں جانے سے میرا مقصد یہ تھا کہ والدین سے اس معاملہ میں تحقیق کروں میں نے جا کر والدہ سے پوچھا۔ انہوں نے تسلی دی کہ بیٹا تجھ جیسی عورتوں کے دشمن ہوا کرتے ہیں اور ایسی چیزیں اس عورت کے لئے پیش آیا کرتی ہیں جو اپنے شوہر کے نزدیک حسن و جمال میں حیثیت رکھتی ہو۔ اگر اس کی نظریں چڑھی ہوئی ہوں تو سوکنوں کی طرف سے کثرت سے ایسی چیزیں پیش آتی ہیں لہذا زیادہ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں معاملہ یوں ہی رفع دفع ہو جائے گا میں نے کہا سبحان اللہ! لوگوں میں اس کا چرچا ہو چکا ہے میں اس پر کیسے صبر کروں؟ میں ساری رات روتی رہی نہ میرے آنسو تھمے نہ آنکھ لگی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی چونکہ اس خبر کے پھیلنے سے بہت غمگین تھے اور اس بارے میں اب تک کوئی وحی نازل نہ ہوئی تھی اس لئے آپؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ (جو دونوں ہی گھر کے آدمی تھے) مشورہ لیا کہ ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے۔ حضرت اسامہؓ بن زیدؓ نے تو کھل کر عرض کیا جہاں تک ہمارا علم ہے ہمیشہ عائشہؓ کے بارے میں کوئی

Marfat.com

بدگمانی نہیں۔ انکی کوئی بات ایسی نہیں جس سے بدگمانی کی راہ پیدا ہو۔ آپؐ ان افواہوں کی کچھ پرواہ نہ فرمائیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ نے (آپ کو غم واضطراب سے بچانے کیلئے) یہ مشورہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر کچھ تنگی نہیں فرمائی۔ عورتیں اور بہت ہیں اور گھر کی باندی سے تحقیق فرمالیں۔

چنانچہ سرور عالمؐ نے بریرہؓ سے پوچھ گچھ فرمائی (جو حضرت عائشہؓ کی باندی تھیں) انہوں نے عرض کیا کہ اور تو کوئی بات عیب کی مجھے ان میں نظر نہیں آئی سوائے اس کے کہ وہ نوعمر لڑکی ہے۔ بعض اوقات آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے۔ بکری آٹا کھا جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحشؓ سے بھی دریافت فرمایا انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے کانوں اور آنکھوں پر تہمت نہیں دھرتی ہوں (کہ خواہ مخواہ تہمت لگانے والوں کے ساتھ شریک ہو جاؤں) اللہ کی قسم میں تو عائشہؓ کے بارے میں خیر کے سوا کچھ نہیں جانتی ہوں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں ایک زینب ہی ایسی تھیں جو میرے مقابلہ میں فخریہ بات کر لیتی تھیں۔ اللہ جل شانہ نے ان کے تقویٰ کی وجہ سے تہمت میں شریک ہونے سے بچا لیا اور ان کی بہن حمنہ ان کی وجہ سے مدمقابل بن کر کھڑی ہو گئی اور تہمت میں حصہ لیا۔

اس کے بعد حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد میں خطبہ دینا اور تہمت گھڑنے والوں اور افواہ پھیلانے والوں کی شکایت فرمانا اور حاضرین کا سوال و جواب مذکور ہے۔ آگے کا قصہ حضرت عائشہؓ نے یوں بیان فرمایا کہ مجھے یہ سارا دن پھر دوسری رات بھی روتے ہوئے گزری صبح سویرے میرے والدین بھی میرے پاس آگئے اور میں اس قدر رو چکی تھی کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ میرے والدین میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

تشریف لائے اور میرے پاس بیٹھ گئے اور جب سے یہ قصہ پھیلا تھا اس وقت سے آپ میرے پاس آ کر نہ بیٹھے تھے اور ایک ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا جس میں میرے اس موجودہ معاملہ میں آپ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ اس موقعہ پر آپؐ نے خطبہ شہادت پڑھا اور فرمایا اے عائشہؓ! مجھے تمہاری بارے میں یہ باتیں پہنچیں ہیں۔ اگر تم بری ہو تو ضرور اللہ تعالیٰ تمہیں بری کر دیں گے (یعنی برات کا اظہار بذریعہ وحی نازل فرما دیں گے) اور اگر تم سے کوئی لغزش ہوگئی ہے تو اللہ سے توبہ و استغفار کرو کیونکہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کر کے توبہ کر لیتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے اپنا کلام پورا فرما لیا تو میرے آنسو بالکل خشک ہو گئے حتی کہ میں نے محسوس کیا کہ آنکھوں میں ایک قطرہ بھی نہیں ہے۔ میں نے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا کہ آپ رسول اللہ کی بات کا جواب دیجئے اس پر حضرت ابوبکرؓ نے عذر کیا کہ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ آپ جواب دیجئے انہوں نے بھی عذر کیا کہ میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ اب مجبور ہو کر مجھے ہی بولنا پڑا۔ میں ایک کم عمر لڑکی تھی اب تک قرآن بھی زیادہ نہیں پڑھ سکی تھی (اس وقت اس رنج و غم اور انتہائی صدمہ میں جبکہ اچھے اچھے عقلاء کے لئے بھی معقول بات کرنا آسان نہیں ہوتا حضرت صدیقہؓ نے جو کچھ فرمایا وہ ان کی ہوش مندی عقل مندی اور ہمت و متانت کا ایک نمونہ ہے انہوں نے) آنحضرت ﷺ اور اپنے والدین سے مخاطب ہوتے ہوئے عرض کیا کہ بخدا مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ حضرات نے اس بات کو سنا اور سنتے رہے ہیں یہاں تک کہ آپ کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی اور آپ نے اس کی (عملاً) تصدیق کر دی ہے۔ اب اگر میں کہتی ہوں کہ میں اس سے بری ہوں تو آپ حضرات میری تصدیق نہ کریں گے اور اگر میں ایسی کام کا اعتراف کر لوں جس سے میرا بری ہونا اللہ جل شانہ کو معلوم ہے تو آپ

Marfat.com

حضرات مان لیں گے واللہ! اب میں اپنے اور آپ حضرات کے بارے میں کوئی مثال بجز اس کے نہیں پاتی جو یوسفؑ کے والد نے اپنے بیٹوں کی غلط بات سن کر فرمائی تھی کہ میں صبر جمیل اختیار کرتا ہوں اور اللہ سے اس معاملے یں مدد طلب کرتا ہوں جو تم بیان کر رہے ہو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اتنی بات کہہ کر میں وہاں سے ہٹ کر اپنے بستر پر جا لیٹی' واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتی تھیں کہ مجھے یقین تھا کہ جیسا کہ میں فی الواقع بری ہوں اللہ تعالی ضرور میری برات کا اظہار فرما دیں گے لیکن یہ ذرا بھی خیال نہ تھا کہ میرے اس معاملہ میں کلام اللہ کی آیات نازل ہوں گی جو ہمیشہ تلاوت کی جائیں گی کیونکہ میں اپنی حیثیت اس سے بہت کم سمجھتی تھی مجھے یہ امید تھی کہ آنحضرت ﷺ کوئی ایس خواب دیکھ لیں گے جس میں اللہ جل شانہ کی جانب سے میری برات ظاہر کر دی جائے گی۔

حضرت صدیقہؓ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ اپنی اس مجلس سے اٹھے بھی نہ تھے اور گھر والوں میں سے کوئی گھر سے باہر نہیں نکلا تھا کہ آپؐ پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو نزول وحی کے وقت ہوا کرتی تھی جس سے سردی کے زمانے میں آپؐ کی پیشانی مبارک سے پسینہ پھوٹنے لگتا تھا۔ جب یہ کیفیت رفع ہوئی اور اس وقت جو وحی اللہ جل شانہ نے بھیجی وہ پوری ہوئی تو حضرت رسول کریمؐ ہنتے ہوئے سب سے پہلا کلمہ جو فرمایا وہ یہ تھا "یَا عَائِشَةُ اِحْمَدِی اللّٰهَ اَمَا اللّٰهُ فَقَدْ بَرَّاکِ" یعنی اے عائشہؓ! اللہ کی تعریف کرو۔ اللہ تعالی نے تمہیں بری کر دیا۔ میرے والدین نے کہا کھڑی ہو جاؤ اور آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہو اور شکریہ ادا کرو۔ اس وقت میں بہت زیادہ غصہ میں تھی۔ میں نے کہا کہ میں اس معاملے میں نہ آپ کے پاس حاضر ہوتی ہوں نہ اللہ کے سوا کسی کا احسان مانتی ہوں میں صرف اپنے رب کا شکر ادا کرتی ہوں اس نے میری برات فرمائی نہ میں آپ کی تعریف کرتی ہوں نہ آپ

Marfat.com

لوگوں کی تعریف کرتی ہوں آپ لوگوں نے تو بات سن کر اس کی مخالفت کی ہی نہ تھی۔حضرت عائشہؓ صدیقہ کی برات کے سلسلہ میں سورۃ نور کی دس آیات نازل ہوئیں۔ (جمع الفوائد)

جو اس سورت کے دوسرے رکوع سے شروع ہیں جن میں پہلی آیت یہ ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُ وْ بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ مِّنْکُمْ ط لَاتَحْسَبُوْہُ شَرًّا لَّکُمْ ط بَلْ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ط لِکُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْھُمْ مَّا اکْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ج وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ مِنْھُمْ لَہٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ o

جن لوگوں نے یہ تہمت لگائی وہ تمہارے اندر ایک چھوٹا سا گروہ ہے تم اس بہتان کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ یہ (انجام کے اعتبار سے) تمہارے حق یں بہتر ہی بہتر ہے ان میں سے ہر شخص کو جتنا اس نے کچھ کیا اس کا گناہ ہوا اور ان میں سے جس نے اس بہتان میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس کے لئے دردناک سزا ہے۔"

حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانے کے سلسلے میں عبداللہ بن ابی ابن سلول اور حضرت حسانؓ اور حضرت مسطحؓ اور حضرت حمنہ بنت جحشؓ کا نام حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے ان میں عبداللہ بن ابی ابن سلول تو منافقوں کا سردار تھا اور اس نے اس قصہ کو آگے بڑھایا اور خوب اچھالا تھا اور حضرت مسطحؓ اور حضرت حسانؓ اور حضرت حمنہؓ (عورت) یہ تینوں مخلص مسلمان تھے لیکن منافقوں کی باتوں میں آ کر یہ بھی ان کے ساتھ لگ گئے تھے۔

قرآنی ضابطہ کے مطابق تہمت لگانے والوں کے ذمہ گواہ پیش کرنا تھا لیکن وہ ایک بالکل ہی بے بنیاد خبر کو لیے پھرتے تھے گواہ کہاں سے لاتے نتیجہ یہ ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے تہمت لگانے والوں پر شرعی ضابطہ کے مطابق حد قذف یعنی تہمت لگانے کی سزا جاری فرمائی اور اسی اسی کوڑے لگائے۔تہمت لگانے کی

Marfat.com

یہ سزا بھی سورہ نور کے پہلے رکوع میں مذکور ہے۔

آنحضرت سرور عالم ﷺ کے دشمنوں نے جن میں منافقین بھی تھے جو مار آستین بنے ہوئے تھے آپ کے خلاف اپنی ساری تدبیریں صرف کر ڈالیں اور آپ کو ایذاء پہنچنے کی جو صورتیں کسی کے ذہن میں آسکتی ہیں وہ سب ہی اختیار کر لیں۔ ان کی طرف سے جو ایذا پہنچی ہیں ان میں شاید یہ آخری سخت اور روحانی ایذا تھی ان پر اور ان کے ساتھ حضرت صفون بن معطل رضی اللہ عنہ جیسے مقدس صحابی پر عبداللہ بن ابی منافق نے تہمت گھڑی پھر اس کو رنگ دیا اور پھیلایا۔ اس بے اصل اور بے دلیل ہوائی تہمت کی وجہ سے حضرت ام المومنین اور خود رسول اللہ ﷺ کو جو روحانی ایذا پہنچی تھی حق تعالی شانہ نے اس کے ازالہ اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برات کے لئے وحی کے کسی اشارہ پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ قرآن کے تقریباً دو رکوع نازل فرمائے اور جو کوئی ایسی تہمت گھڑے یا جو شخص اس کے تذکرے میں حصہ لے ان سب کے لئے عذاب دنیا اور عذاب آخرت کی وعیدیں نازل فرمائیں۔

درحقیقت اس واقعہ افک نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عفت و تقدس کے ساتھ ان کی اعلی عقل و فہم کے کمالات کو بھی روشن کر دیا۔ اسی لئے اس واقعہ میں جو آیات مذکور ہیں ان میں سب سے پہلی آیت میں حق تعالی نے فرمایا کہ اس حادثہ کو اپنے لئے شر نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے لئے خیر ہے اس سے بڑی خیر کیا ہوگی کہ اللہ تعالی نے آیات قرآنیہ نازل فرما کر ان کی پاکی اور نزاہت کی شہادت دی جو قیامت تک تلاوت کی جائیں گی۔

ضابطہ کا تقاضا تو یہ تھا کہ جیسے ہی کچھ لوگوں نے تہمت لگائی تھی اسی وقت ان سے گواہ طلب کیے جاتے اور گواہ پیش نہ کر سکنے پر فوراً سزا جاری کر دی جاتی لیکن آنحضرت ﷺ نے ایسا نہیں کیا بلکہ وحی کا انتظار فرمایا اگر گواہوں کا

Marfat.com

مطالبہ فرما کر چٹ پٹ سزا جاری فرما دیتے تو ممکن تھا کہ لوگوں کے دلوں میں یہ بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے کہ دیکھو اپنے گھر کا معاملہ ہے اس کو سزا دے کر دبا رہے ہیں۔ ایسا یقین کر لینے والے کافر ہو جاتے آپؐ نے ان کا ایمان بچانے کے لئے خود صدمہ اٹھایا اور رنج و کرب کے پہاڑ برداشت کیے اور جب بذریعہ وحی برات نازل ہوئی تو سزا جاری فرمائی۔

فَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَصْحَابِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَآلِهٖ وَسَلَّمَO

آخر میں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ اگر کسی کی بیوی پر کوئی آدمی تہمت لگا دے اور وہ جھوٹی بھی ثابت ہو جائے تب بھی وہ شخص اس کا چرچا پسند نہ کرے گا اور نہ اسے اپنی کتاب میں جگہ دے گا۔ یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے اس بات کے سمجھ لینے سے ہر صاحب ہوش و گوش یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید حضرت سرور دو عالم ﷺ کی بنائی ہوئی کتاب نہیں ہے۔ اگر یہ کتاب ان کی اپنی بنائی ہوئی ہوتی تو اول تو برات کا اعلان فرمانے کیلئے مہینہ سوا مہینہ کا انتظار کیوں فرماتے اور مصیبت و پریشانی میں کیوں مبتلا ہوتے پھر ان آیات کو کتاب میں شامل فرماتے جن میں آپ کی چہیتی بیوی پر تہمت کا تذکرہ ہے؟

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہ کی طرف سے جو وحی آتی تھی آپؐ اس کے چھپانے کا اختیار نہیں رکھتے تھے جو کچھ اللہ جل شانہ کی طرف سے نازل ہوتا تھا اس کی تعلیم دیے بغیر چارہ نہ تھا۔ آپؐ اللہ کی جانب سے مامور تھے اگر آپؐ کو کوئی آیت قرآن سے کم کرنے کے اختیار ہوتا تو ان آیات کو کتاب اللہ میں شامل ہی رہنے دیتے۔ تہمت کا واقعہ پیش آیا اس کے بارے میں آیات نازل ہوئیں ان سے احکام معلوم ہوئے۔ یہ سب خیر ہی خیر ہے۔ والحمد لله علی ماانعم!

Marfat.com

وفات:

حضرت عائشہؓ کی وفات منگل کی شب ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ھ میں ہوئی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کا سن وفات ۵۷ھ ہے۔ مرض الوفات میں جو لوگ مزاج پرسی کو آتے اور بشارت دیتے تو (آخرت کے حساب کے ڈر سے) فرماتیں کاش میں پتھر ہوتی، کاش کسی جنگل کی گھاس ہوتی، اس زمانے میں حضرت ابن عباسؓ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے خصائل و مناقب ذکر کیے تو فرمایا اے بن عباسؓ! رہنے دو قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تو یہ پسند کرتی ہوں کہ کاش میں پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی۔ وفات ہو جانے پر حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ عائشہ کے لئے جنت واجب ہے اور یہ بھی فرمایا کہ خدا ان پر رحمت کرے وہ اپنے باپ کے علاوہ آنحضرت ﷺ کو سب سے زیادہ پیاری تھیں۔ وفات کے قریب وصیت فرمائی کہ میں رات ہی دفن کر دی جاؤں چنانچہ وتر نماز کے بعد جنت البقیع کے سپرد کر دی گئی۔ حضرت ابوہریرہؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور دفن کے لئے ان کے حقیقی بھانجے حضرت عبداللہؓ اور عروہؓ اور ان کے بھائی کے بیٹے عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکرؓ قبر میں اترے اور ان کو دفنایا۔ (الاصابہ والاستیعاب)

رضی الله عنها و ارضاها

Marfat.com

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد اسی سال آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ اور حضرت سودہؓ سے نکاح فرمایا ان دونوں میں پہلے کس سے نکاح ہوا اس میں سیرت لکھنے والوں کا اختلاف ہے۔ لیکن حافظ بن کثیر البدایہ میں مسند امام احمدؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت سودہؓ کے متعلق فرمایا کہ:

وَكَانَتْ اَوَّلَ امْرَءِةٍ تَزَوَّجَهَا بَعْدِی

"میرے بعد سب سے پہلے آنحضرت ﷺ نے جس سے نکاح فرمایا وہ سودہؓ تھیں۔"

پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت سودہؓ سے آنحضرت ﷺ کا نکاح کرانے میں حضرت خولہ بنت حکیم کی کوشش کو بڑا دخل ہے۔ وہ پہلے تو حضرت عائشہؓ کے والدین کے پاس گئیں اور آخران کی کوشش کامیاب ہوئی یعنی آنحضرت ﷺ سے حضرت عائشہؓ کا نکاح ہو گیا۔ اسکے بعد حضرت سودہؓ کے پاس پہنچیں اور ان سے کہا کہ تمہیں خبر بھی ہے اللہ نے کس خیر و برکت کا تمہارے ساتھ ارادہ فرمایا ہے؟ انہوں نے سوال کیا وہ کیا؟ حضرت خولہؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ تمہیں آپ ﷺ کی طرف سے نکاح کا پیغام دوں۔ حضرت سودہؓ نے کہا کہ میرے والد سے اس کا تذکرہ کرو۔ یہ سن کر حضرت خولہؓ ان کے والد کے پاس پہنچیں اور انکو سلام کیا۔ انہوں نے پوچھا یہ سلام کرنے والی کون ہے؟ جواب دیا کہ حکیم کی بیٹی خولہ ہوں۔ پوچھا کیسے آنا ہوا؟ جواب دیا۔ محمد بن عبداللہ ﷺ کا پیغام لے کر آئی ہوں کہ سودہ کا نکاح ان سے ہو جائے۔ انہوں نے جواب دیا موقع اچھا ہے آدمی بہت مناسب ہے مگر یہ بتاؤ کہ سودہؓ کی کیا رائے ہے؟ حضرت خولہؓ نے جواب دیا کہ سودہؓ راضی ہیں۔ انہوں نے کہا اچھا۔ ذرا اس کو بلاؤ۔ میں اس سے پوچھ لوں۔ چنانچہ وہ حضرت

Marfat.com

سودہؓ کو بلا لائیں۔ حضرت سودہؓ کے والد نے بیٹی سے دریافت کیا اے بیٹا! یہ کہتی ہے کہ محمد بن عبداللہ ﷺ نے تجھ سے نکاح کرنے کے لئے اپنا پیغام بھیجا ہے۔ میرے نزدیک جگہ بہت مناسب ہے۔ کیا تیری خوشی ہے کہ میں تیرا نکاح ان سے کر دوں؟ حضرت سودہؓ نے جواب دیا جی ہاں! میری تو رائے ہے۔ یہ سن کر حضرت سودہؓ کے والد نے حضرت خولہؓ سے کہا۔ اچھا ان کو بلا لاؤ۔ چنانچہ وہ آنحضور پرنور ﷺ کو بلا لائیں اور حضرت سودہؓ کے والد نے اپنی بیٹی کا نکاح آپؐ سے کر دیا۔ حضرت سودہؓ کے بھائی عبد بن زمعہ اس وقت موجود نہ تھے جب وہ گھر آئے اور اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اسے بڑا واقعہ سمجھ کر سر پر خاک ڈال لی کہ یہ کیا غضب ہو گیا؟ اس وقت وہ کافر تھے۔ بعد میں جب اسلام بول کیا تو اس نادانی پر بہت افسوس کیا کرتے تھے کہ میری بہن آنحضرت ﷺ کے نکاح میں آئیں اور میں اسے ایسا واقعہ سمجھا کہ اظہار رنج کے لئے سر پر خاک ڈال لی۔

(البدایہ)

نکاح کے بعد حضرت سودہؓ آنحضرت ﷺ کے دولت کدہ پر تشریف لے آئیں اور حضرت خدیجہؓ کے بعد نبوت کے گھرانے کی دیکھ بھال ان کے سپرد ہوئی۔ حضرت سودہؓ کے والد نام زمعہ اور والدہ کا نام شموس تھا۔ پہلے ان کا نکاح ان کے چچا زاد حضرت سکران بن عمروؓ سے ہوا تھا۔ دونوں میاں بیوی سابقین اولین میں سے ہیں۔ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمان ہو گئے تھے اور مشرکین مکہ کی اذیتوں سے تنگ آ کر جو مسلمان حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے ان میں یہ دونوں میاں بیوی بھی تھے۔ حبشہ سے واپس ہو کر مکہ مکرمہ (ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت سکرانؓ نے حبشہ میں وفات پائی کمافی التہذیب) میں حضرت سکرانؓ کی وفات ہو گئی اور حضرت سودہؓ بیوہ ہو گئیں۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ان سے نکاح کیا۔ (البدایہ والاستیعاب) پہلے

Marfat.com

شوہر نے ایک لڑکا چھوڑا تھا جن کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ انہوں نے جوانی کی عمر پائی اور جنگ جلولاء (فارس) میں اللہ کی راہ میں لڑتے لڑتے شہادت کا جام کیا۔ (زرقانی)

ہجرت:

حضرت سودہؓ سے نکاح کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ تین سال تک مکہ معظمہ میں رہے پھر جب اللہ جل شانہ کی طرف سے ہجرت کی اجازت مل گئی تو حضرت صدیق اکبرؓ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور دونوں حضرات اپنے اہل و عیال کو مکہ میں چھوڑ گئے جن مین حضرت سودہؓ بھی تھیں۔ مدینہ پہنچ کر آنحضرت ﷺ نے زید بن حارثہ اور ابورافق کو دو اونٹ دے کر بھیجا تا کہ حضرت فاطمہؓ ورام کلثومؓ اور حضرت سودہؓ کو لے آئیں۔ چنانچہ وہ ان کو لے آئے اور حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ اپنے کنبے کو ان کے ساتھ لے گئے جن میں حضرت عائشہ بھی تھیں۔ (الاستیعاب وغیرہ)

قد وقامت:

حضرت سودہؓ کا قد مبارک لانبا تھا۔ جسم بھاری تھا۔ حجتہ الوداع کے موقع پر آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھیں۔ جسم بھاری ہونے کی وجہ سے ان کو اجازت دے دی تھی کہ مزدلفہ سے اور لوگوں سے قبل روانہ ہو جائیں تا کہ اژدہام سے تکلیف نہ ہو۔ (الاصابہ)

عبادت اور آنحضرت ﷺ کی فرمانبرداری:

حضرت سودہؓ کے متعلق البدایہ میں حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں۔

وَكَانَتْ ذَاتَ عِبَادَةٍ وَّ وَرَعٍ وَ زَهَادَةٍ

''عبادت اور تقوی اور زہد والی تھیں۔''

آنحضرت ﷺ نے حجتہ الوداع کے موقع پر اپنی ازواج مطہراتؓ سے

Marfat.com

فرمایا کہ میرے بعد گھر میں بیٹھنا۔اس پر حضرت سودہؓ نے اس سختی سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کو بھی نہ گئیں۔فرماتی تھیں کہ میں حج وعمرہ دونوں کر چکی ہوں۔اب خدا کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھوں گی۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

مَا مِنَ امْرَاءَةٍ اَحَدٍ اَحَبَّ اِلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ فِیْ مِسْلَاخِهَا مِنْ سَوْدَةَ اِلَّا اَنَّ فِیْهَا حِدَّةً تَسْرَعُ مِنْهَا٥

''حضرت سودہؓ کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال پیدا نہیں ہوا کہ میں اسکا قالب میں ہوتی۔ان میں صرف اتنی بات تھی کہ مزاج میں تیزی تھی جو ظاہر ہو جاتی تھی اور جلدی چلی جاتی تھی۔'' (مسلم وغیرہ ۱۲)

ظرافت:

حضرت سودہؓ کے مزاج میں ظرافت بھی تھی۔آنحضرت ﷺ کو کبھی کبھی ہنسا بھی دیا کرتی تھیں۔ایک مرتبہ عرض کیا کہ کل رات میں نے آپ کے پیچھے نفل نماز پڑھی۔باوجودیکہ میں ساتھ تھی آپ نے (اتنا لمبا) رکوع کیا جس سے مجھے نکسیر چھوٹ جانے کا خوف ہو گیا اور میں نے اس کے ڈر سے ناک پکڑلی یہ سن کر آنحضرت ﷺ کو ہنسی آ گئی۔(اصابہ عن ابن سعد)

سخاوت:

اللہ جل شانہ نے حضرت سودہؓ کو صفت سخاوت سے نوازا تھا۔ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ان کی خدمت میں ایک تھیلی بھیجی جس میں کافی رقم تھی۔لانے والے سے پوچھا اس میں کیا ہے؟ عرض کیا درہم ہیں۔فرمایا (دراہم) جو کھجوروں کی تھیلی میں بھرے ہوئے ہیں؟ یہ فرما کر ان کو تقسیم فرما دیا۔(اصابہ عن ابن سعد)

ازواج مطہرات میں حشر ہونے کی تمنا:

حضرت سودہؓ بوڑھی ہو گئی تھی۔ان کو خیال ہوا کہ کہیں آنحضرت ﷺ

Marfat.com

مجھے طلاق نہ دے دیں۔ (یہ روایت ترمذی شریف کی ہے (کمافی الاصابہ) کہ حضرت سودہؓ کو طلاق کا خطرہ ہو گیا تھا اور بعض روایت یں ہے کہ آپؐ نے ان کو طلاق دی تھی۔ اس پرانہوں نے یہ عرض کیا کہ میں آپؐ کی ازواج میں شمار ہو کر قیامت میں اٹھنا چاہتی ہوں لہذا آپؐ نے رجوع فرمالیا۔) لہذا عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے شوہر والی خواہش تو ہے نہیں، آپؐ مجھے اپنے نکاح میں رکھیں اور میری باری کا دن عائشہؓ کو دے دیا کریں۔ میں چاہتی ہوں کہ آپؐ کی بیویوں میں قیامت کے روز میرا حشر ہوا۔ چنانچہ آپؐ نے منظور فرمالیا۔ لہذا یہ آیت نازل ہوئی۔

وَ اِنِ امْرَءَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ ۝ (3)

''اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے غالب احتمال نامناسب رویہ یا بے پروائی کا ہو سو دونوں کو اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ دونوں باہم ایک خاص طور پر صلح کر لیں اور صلح بہتر ہے۔

مجمع الزوائد میں یہ بھی ہے کہ حضرت سودہؓ نے عرض کیا کہ میں آپ کی بیویوں کے ساتھ اپنا حشر چاہتی ہوں تاکہ جو ثواب ان کو ملے مجھے بھی ملے۔

حضرت سودہؓ نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہؓ کو دے دیا تھا جس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں (جبکہ نو بیویاں بیک وقت آپؐ کے نکاح میں تھیں) آٹھ بیویوں کے پاس باری باری سے رات گزارا کرتے تھے۔ (مشکوۃ شریف) یعنی حضرت عائشہؓ کو دو رات باقی ازواج کو ایک ایک رات دیا کرتے تھے۔

نزول حجاب:

حضرت فاروق اعظمؓ اس بات کو بہت چاہتے تھے کہ عورتوں کے لئے

Marfat.com

پردہ کا حکم نازل ہو جائے خصوصاً آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہراتؓ کے پردہ
کے بہت ہی خواہاں تھے لیکن آنحضرت ﷺ (وحی کے بغیر) اس حکم کو جاری نہ
فرما رہے تھے آپؐ کی بیویاں (دیگر صحابیات کی طرح رات کے وقت قضائے
حاجت کے لئے جنگل جایا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ رات کو حضرت سودہؓ اسی مقصد
کے لئے نکلیں۔ راستے میں حضرت عمرؓ مل گئے۔ چونکہ حضرت سودہؓ کا قد لانبا تھا
لہذا حضرت عمرؓ نے انکو پہچان لیا۔ اگرچہ وہ کپڑوں میں اچھی طرح لپٹی تھیں پھر
بھی قد کی وجہ سے پہچان ہو گئی۔ حضرت عمرؓ نے آواز دی۔ اے سودہؓ! ہم تمہیں
پہچان گئے اور مقصد اس کہنے کا یہ تھا کہ کسی طرح پردہ کا حکم نازل ہو جائے۔
چنانچہ اللہ تعالی نے پردہ کی آیت نازل فرمادی۔ یہ بخاری شریف کی روایت ہے
جو انہوں نے کتاب الوضوء میں ذکر کی ہے پھر کتاب التفسیر میں اسی طرح نقل کیا
کہ حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد حضرت سودہؓ
قضائے حاجت کے لئے نکلیں۔ ان کا جسم بھاری اور قد خوب لانبا تھا۔ جس کی
وجہ سے پہچان لی جاتی تھیں۔ جاتے ہوئے ان کو عمر بن الخطاب نے دیکھ لیا اور کہا
اے سودہؓ! اللہ کی قسم (باوجود کپڑوں میں خوب لپٹ جانے کے) تمہارا پردہ ہم
سے اس طرح نہیں ہوتا کہ ہم یہ بھی نہ پہچان سکیں کہ یہ کون ہیں۔

اب تم غور کر لو کہ کیسے باہر نکلتی ہو۔ یہ سن کر حضرت سودہؓ واپس لوٹ
آئیں اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ
میں قضائے حاجت کے لئے نکلی تھی کہ راستہ میں عمرؓ مل گئے اور انہوں نے ایسا
ایسا کہا۔ اس وقت آنحضرت ﷺ میرے گھر میں موجود تھے۔ رات کا کھانا
تناول فرما رہے تھے اور ہاتھ مبارک میں ہڈی تھی جس میں سے گوشت چھڑا
کر کھانے میں مشغول تھے۔ اسی وقت اللہ تعالی نے وحی نازل فرمائی اور آپ
نے فرمایا کہ تم کو قضائے حاجب کے لئے نکلنے کی اجازت (اللہ کی طرف سے)

Marfat.com

دے دی گئی ہے۔ نزول وحی کے وقت وہ ہڈی آپؐ کے مبارک ہاتھ میں رہی۔

دونوں روایتوں کو ملا کر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت سودہؓ کو ٹوک کر پردے کا حکم نازل ہونے کا سبب بنے اور اس کے بعد پھر زیادہ اہتمام کے لئے یہ بھی چاہتے تھے کہ قضائے حاجت کے لئے ازواج مطہرات جنگل نہ جائیں لیکن اللہ تعالی نے ضرورت کی وجہ سے قضائے حاجت کے واسطے جنگل جانے کی اجازت دے دی۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب گھروں میں پاخانے نہیں بنے تھے۔ اس کے بعد جب پاخانے گھروں میں بن گئے تو جنگل جانا موقوف ہو گیا اور پردے کا حکم بھی سب عورتوں کیلئے نافذ کر دیا گیا۔

وفات:

صاحب الاستیعاب لکھتے ہیں کہ حضرت سودہؓ کی وفات حضرت عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ خلافت میں ہوئی اور یہی الاصابہ بن ابی خیثمہؒ نے نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ:

وَ يُقَالُ مَاتَتْ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَ خَمْسِيْنَ وَ رَجَّحَهُ الْوَاقِدِيُّ (الاصابہ)

"یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ۵۴ھ میں وفات پائی اور واقدی نے اس قول کو ترجیح دی ہے۔"

حافظ ابن کثیرؒ نے بھی ابن جوزیؒ کے قول پر اعتماد کرتے ہوئے ان کی وفات ۵۴ھ ہی ذکر کی ہے اور آخر میں ابن خیثمہؒ کا قول بھی نقل کر دیا ہے کہ:

تُوُفِّيَتْ فِيْ اٰخِرِ خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ واللہ تعالی اعلم!

Marfat.com

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ حضرت عمرؓ بن الخطاب کی صاحبزادی تھیں جو آنحضرت ﷺ کے خلیفہ دوم تھے۔ ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہوئیں۔ مدینہ منورہ میں ۳ھ میں حضور اقدس ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ جس وقت آنحضرت ﷺ کو نبوت ملی اس وقت ان کی عمر ۵ سال کی تھی۔ (کذافی الاصابہ) ان کے پہلے شوہر حضرت خنیس بن حذافہؓ تھے۔ جو غزوہ بدر اور غزوہ احد دونوں میں شریک ہوئے اور احد میں وفات پائی۔ (حضرت خنیسؓ کی شہادت میں اختلاف ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ غزوہ بدر میں شہادت پائی اور حافظ ابن حجر اصابہ میں لکھے ہیں کہ غزوہ احد میں شہید ہوئے چونکہ ان کی شہادت کی تعین میں اختلاف ہے اس لئے اس میں بھی اختلاف ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان سے کس سن میں نکاح کیا۔ چونکہ حافظ ابن حجرؒ ان کی شہادت غزوہ احد میں بتاتے ہیں اس لئے اس قول کو ترجیح دیتے ہیں کہ ۳ھ میں حرم نبوت میں آئیں۔) اپنے سابق شوہر حضرت خنیسؓ کے ساتھ ہی مکہ سے مدینہ ہجرت کی تھی۔ ان کی شہادت ہو جانے کے بعد جب مدت ختم ہوگئی تو آنحضرت ﷺ نے حضرت حفصہؓ سے نکاح کیا جو حضرت عائشہؓ کی رخصتی کے بعد ہوا۔ (الاصابہ) حضرت حفصہؓ کو رشتہ داری کے اعتبار سے یہ شرف حاصل ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بیوی اور حضرت عمر فاروقؓ کی بیٹی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حقیقی بہن ہیں جن کی روایات حدیث کی کتابوں میں بکثرت آتی ہیں۔ ان کی والدہ حضرت زینب بنت مظعونؓ اور ماموں حضرت عثمان بن مظعون تھے۔

حرم نبوت میں آنا:

حضور اقدس ﷺ کے نکاح میں آنے کا واقعہ حضرت حفصہؓ کے حقیقی

Marfat.com

بھائی حضرت عبداللہ بن عمرؓ یوں بیان فرماتے تھے کہ خنیس بن حذافہؓ کی وفات (زخم میدان جہاد میں آیا اور اسی کے اثر سے مدینہ منورہ میں فات پائی) کے بعد جو مدینہ میں وفات پا گئے تھے حصفہؓ بیوہ ہو گئیں تو والد صاحبؓ نے ان کے نکاح کے لئے فکر مند ہوئے جسے وہ خود بیان فرماتے تھے کہ اس سلسلہ میں میں عثمان بن عفانؓ سے ملا اور ان سے کہا اگر تم چاہو تو اپنی لڑکی حفصہؓ کا تم سے نکاح کر دوں (یہ وہ دن تھے کہ حضرت عثمانؓ کو شادی کی ضرورت تھی۔ ان کی اہلیہ کی وفات ہو گئی تھی) انہوں نے جواب دیا کہ اس بارے میں غور کر کے بتاؤ نگا۔ چنانچہ دو چار زور کے بعد جواب دیا کہ میری رائے یہ ہے کہ ابھی نکاح نہ کروں۔ اس کے بعد میں ابوبکرؓ سے ملا اور ان سے کہا اگر تم چاہو تو اپنی لڑکی حفصہؓ سے تمہارا نکاح کر دوں۔ انہوں نے کچھ جواب نہ دیا اور بالکل خاموش ہو گئے۔ مجھے دونوں حضرات کے رویہ سے رنج ہوا اور جتنا ابوبکرؓ کی خاموشی سے ہوا اس قدر عثمانؓ بن عفان کے جواب سے نہ ہوا تھا۔

اس کے چند دن گذر جانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنے نکاح کا پیغام بھیجا۔ لہذا میں نے حفصہؓ آنحضرت ﷺ کے نکاح میں دے دی۔ جب یہ واقعہ ہو چکا تو حضرت ابوبکرؓ مجھ سے ملے اور کہا شاید تم کو رنج ہوا ہوگا جبکہ تم نے حفصہؓ کے نکاح کے متعلق مجھ سے کہا اور میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا جی ہاں رنج تو ضرور ہوا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ تمہاری پیشکش کے بارے میں جواب دینے سے مجھے صرف اس چیز نے روکا کہ مجھے تحقیقی طور پر معلوم ہوا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے حفصہؓ سے اپنا نکاح کرنے کے بارے میں تذکرہ فرمایا تھا۔ لہذا میں نے آنحضرت ﷺ کا بھید ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا۔ ہاں اگر آپ حفصہؓ سے نکاح کرنے کا ارادہ ملتوی فرما دیتے تو میں ان سے نکاح کر لیتا۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

حضرت حفصہؓ سات برس کے لگ بھگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں رہیں۔ مزاج میں جسارت تھی اس لئے سوال کرنے سے اور بات کا جواب دینے سے نہیں ہچکچاتی تھیں۔ حضرت ام مبشر انصاریہؓ روایت فرماتی ہیں کہ میں حضرت حفصہؓ کے پاس بیٹھی تھی اس اثناء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انشاءاللہ تعالیٰ ان لوگوں میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے گا جنہوں نے مجھ سے (حدیبیہ کے موقع پر) درخت کے نیچے بیعت کی۔ یہ سن کر حضرت حفصہؓ نے تعجب سے کہا اچھا! (یہ آپؐ نے کیسے فرمایا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس کہنے پر ان کو جھڑک دیا۔ انہوں نے قرآن مجید کی آیت پڑھ کر سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَاِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا

یعنی تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا اس پر سے گزر نہ ہو۔

جب اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں تو آپؐ نے یہ کیسے فرمایا کہ درخت کے نیچے حدیبیہ کے موقع پر بیعت کرنے والے دوزخ میں نہ جائیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے آگے یہ بھی فرمایا ہے۔

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۝

پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں اس حال میں پڑا رہنے دیں گے کہ غم کی وجہ سے گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے۔

(الترغیب والترہیب للمنذری)

اس آیت میں پل صراط کا ذکر ہے جو دوزخ کی پشت پر قائم ہے۔ سب کو اس پر سے گزرنا ہوگا۔ پرہیزگار اور نیک بندے اپنے اپنے اعمال کے اعتبار سے جلدی یا آہستہ پل صراط سے گزر کر جنت میں پہنچ جائیں گے اور کافر کٹ

Marfat.com

کٹ کر اس میں ہمیشہ کے لئے گر جائیں گے اور پار نہ ہوئیں گے۔ نیز وہ گنہگار مسلمان بھی اس میں گریں گے جن کو بعد میں اللہ تعالیٰ بخش کر جنت میں بھیجیں گے۔ حضرت حفصہؓ کے ذہن میں پوری بات نہ تھی اس لئے سوال کر بیٹھیں۔

ایک واقعہ:

حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ زینبؓ بنت جحش کے پاس کہیں سے شہد آ گیا تھا۔ (وہ بھی آنحضرت ﷺ کی بیوی تھیں) آپؐ ان کے پاس ذرا دیر تک ٹھہرا کرتے تھے اور شہد پیتے تھے۔ میں نے اور حفصہؓ نے آپس میں مشورہ سے یہ طے کر لیا کہ آنحضرت ﷺ سے میاں بیوی والی دل لگی کریں گے۔ ہم میں سے جس کے پاس تشریف لائیں گے ہر ایک یوں کہے کہ آپؐ نے مغافیر (مغافیر ایک قسم کا گوند ہوتا ہے اور بعض نے درخت کا پھل بتایا ہے۔) کھائے ہیں۔ آپ کے مبارک منہ سے تو مغافیر کی بو آ رہی ہے۔ چنانچہ آپؐ نے جواب میں فرمایا۔ مغافیر تو میں نے نہیں کھائے ہاں زینبؓ کے پاس شہد پیا ہے۔ آئندہ ہرگز نہ پیوں گا۔ یہ آپ نے ان کو خوش کرنے کے لئے فرما دیا۔ لہذا اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ ج تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ ج وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o قَدْ فَرَضَ اللّٰہُ لَکُمْ تَحِلَّۃَ اَیْمَانِکُمْ ج وَاللّٰہُ مَوْلٰکُمْ وَ ھُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ o (از بخاری شریف)

''اے نبی جس چیز کو اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا آپ اسے (قسم کھا کر) کیوں حرام کرتے ہیں۔ آپ انہی بیویوں کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ غفور و رحیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو تمہاری قسموں کا کھولنا یعنی کفارہ دینا مقرر فرمایا ہے اور اللہ کارساز ہے اور وہ علیم و حکیم ہے۔''

Marfat.com

واقعہ طلاق اور رجوع:

آنحضرت ﷺ نے حضرت حفصہؓ کو طلاق دے دی تھی پھر دوسرے روز حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے اور بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ یہ حکم فرماتے ہیں کہ عمرؓ پر شفقت فرماتے ہوئے حفصہؓ کو اپنے نکاح ہی میں رکھیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے تشریف لاکر عرض کیا کہ آپ حفصہؓ کو اپنے نکاح میں رکھیے کیونکہ بہت زیادہ روزہ رکھنے والی اور راتوں کو بہت زیادہ نماز پڑھنے والی ہیں اور جنت میں آپ کی بیوی ہوں گی۔ چنانچہ آپؐ نے رجعت فرمالی یعنی ان کو اپنے نکاح میں رکھ لیا۔ (کذا فی الاصابہ عن ابن سعد)

ایک دل لگی کا واقعہ:

حضرت حفصہؓ نے ایک مرتبہ عجیب ہوشیاری کی جسے حضرت عائشہؓ یوں بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر جاتے تو دلداری کے لئے قرعہ ڈالا کرتے تھے کہ کس بیوی کو ساتھ لے جائیں۔ ایک مرتبہ (دو عورتوں کو لے جانا چاہا اور) قرعہ ڈالا تو میرا اور حفصہؓ کا نام نکل آیا۔ لہذا ہم دونوں آپؐ کے ساتھ روانہ ہوگئیں۔ راستے میں رات کو آنحضرت ﷺ میرے اونٹ پر سوار ہو جاتے اور باتیں کرتے رہتے۔ ایک دن حفصہؓ نے مجھ سے کہا آج تم میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤں اور میں (تمہارے اونٹ کی رفتار) دیکھوں۔ میں نے منظور کر لیا اور دونوں ایک دوسرے کے اونٹ پر سوار ہوگئیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سوار ہونے کے ارادہ کیا تو اسی اونٹ پر سوار ہو گئے جس پر روانہ میں سوار ہوتی تھی۔ اس وقت اس پر حفصہؓ موجود تھیں ﷺ آپؐ نے السلام علیکم فرمایا اور اسی اونٹ پر سوار ہو کر رانہ ہو گئے حتی کہ ایک منزل پر جا کر اترے (دھوکہ کھانے کی وجہ سے مجھے اپنے اونٹ پر تنہا چلنا پڑا) اور آنحضرت ﷺ کی مصاحبت سے محروم رہی۔ میں منزل پر پہنچ کر اونٹ سے اتری اور ایڑیاں گھاس میں رگڑنے لگی اور

Marfat.com

اپنے آپ کو کوسنے لگی کہ اے رب مجھ پر کوئی بچھو یا سانپ مسلط کر جو مجھے ڈس لے (میری نادانی کہ ایسی بات مانی جس میں اپنا نقصان ہوا اور آنحضرت ﷺ سے بھی کچھ نہیں کہہ سکتی ہوں۔) (بخاری شریف)

عبادت:

حضرت حفصہؓ نماز اور روزہ سے بہت شغف رکھتی تھی۔ جب آنحضرت ﷺ نے ان کو (رجع) طلاق دے دی تھی (جس کا ذکر گذشتہ صفحے پر ہوا تو جبرئیلؑ نے آ کر عرض کیا کہ حفصہؓ کو اپنے نکاح میں پھر رکھ لیجئے کیونکہ وہ بہت زیادہ روزہ رکھنے والی اور راتوں کو نماز پڑھنے والی ہیں۔ حضرت نافعؓ کا بیان ہے

مَاتَت حَفْصَةُ حَتّٰی مَا تُفْطِرُ (الاصابہ)

"حضرت حفصہؓ نے اس حال میں وفات پائی کہ روزے پر روزے رکھتی جاتی تھیں۔"

وفات:

حضرت حفصہؓ نے ۴۵ھ میں وفات پائی۔ حافظ ابن کثیرؒ ۴۵ کے وقائع کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

وَقَدْ اَجْمَعَ الْجُمْهُوْر اَنَّهَا تُوفِّيَتْ فِيْ شَعْبَانَ مِنْ هٰذِهِ النَّسَةِ عن سِتِّيْنَ سَنَةً وَ قِيْلَ اِنَّهَا تُوفِّيْتْ اَيَّامَ عُثْمَانَ وَ الْاَوَّلُ اَصَحُّ

"اکثر مورخین و محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت حفصہؓ نے ۶۰ سال کی عمر میں ۴۵ھ میں وفات پائی اور بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں ان کی رحلت ہوئی لیکن اول قول زیادہ صحیح ہے۔"

حضرت حفصہؓ کے جنازے میں حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بھی شریک تھے۔

رضی اللہ عنہا و ارضاھا

Marfat.com

حضرت زینب بن خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت حفصہؓ سے نکاح کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے خزیمہ کی بیٹی حضرت زینبؓ سے نکاح کیا۔ یہ بڑی صدقات و خیرات والی تھیں۔ اسلام سے پہلے ہی ان کو ام المساکین (مسکینوں کی ماں) کہا جاتا تھا کیونکہ مسکینوں کی خیر خبر بہت رکھتی تھیں۔ ان کا پہلا نکاح حضرت عبداللہ بن جحشؓ سے ہوا تھا۔ جب وہ احد میں شہید ہو گئے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے نکاح کرلیا۔ ان کے پہلے شوہر کے بارے میں بعض علماء کے اور قول بھی ہیں۔ چنانچہ ابن لکلبی فرماتے تھے کہ ان ے پہلے شوہر طفیل بن حارثؓ تھے۔ جب انہوں نے طلاق دے دی تو انکے بھائی عبیدۃ بن الحارثؓ نے نکاح کرلیا۔ وہ بدر میں شہید ہو گئے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا جو رمضان ۳ھ میں ہوا۔ نکاح کے بعد آٹھ ماہ آنحضرت ﷺ کے نکاح میں رہ کر ربیع الثانی ۴ھ میں وفات پائی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ آپ کے نکاح میں صرف تین ماہ رہیں۔ اس کے بعد وفات پائی۔

وفات:

سیرت اور تاریخ لکھنے والوں میں سب ہی کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت زینب بن خزیمہؓ کی وفات آنحضرت ﷺ کی زندگی ہی میں ہوئی اور مدینہ منورہ میں سب سے پہلے آپ ﷺ کی بیویوں میں سے ان ہی کی وفات ہوئی۔

(استیعاب واصابہ ا)

Marfat.com

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

حضرت زینب بنت خزیمہؓ کی وفات کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور اسی گھر میں ان کو ٹھہرایا جس میں حضرت زینب بنت خزیمہؓ رہا کرتی تھیں۔ ام سلمہ ان کی کنیت ہے۔ نام ہند تھا۔ ان کے باپ ابوامیہ تھے جن کی سخاوت کا عام شہرہ تھا۔ سفر میں اپنے ساتھیوں پر بہت خرچ کیا کرتے تھے۔ اسی لیے ان کا لقب زادالراکب (مسافروں کے سفر کا سامان) پڑ گیا تھا۔ والدہ کا نام عاتکہ تھا جو قبیلہ بنی فراس سے تھیں۔ (الاصابہ)

قبول اسلام اور نکاح اول:

حضرت ام سلمہؓ بھی ان مبارک ہستیوں میں ہیں جنہوں نے اسلام کے ابتدائی دور ہی میں اسلام قبول کیا۔ ان کا پہلا نکاح چچازاد بھائی عبداللہ بن الاسدؓ سے ہوا تھا جو آنحضرت ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے اور پھوپھی زاد بھی۔ وہ اسلام قبول کرنے میں سابقین اولین میں سے تھے۔ ان کے متعلق لکھا ہے کہ دس شخصوں کے بعد مسلمان ہوئے یعنی وہ گیارہویں مسلمان تھے۔ پہلے انہوں نے اپنی بیوی حضرت ام سلمہؓ کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کی۔ وہاں ایک لڑکا پیدا ہو جس کا نام سلمہ رکھا۔ اسی کے نام سے باپ کی کنیت ابوسلمہ اور ماں کی کنیت ام سلمہ مشہور ہوگئی۔ پھر حبشہ سے واپس آئے اور اس کے بعد دونوں نے مدینہ منورہ کو ہجرت کی لیکن یہ ہجرت ایک ساتھ نہ ہوئی۔ دونوں آگے پیچھے مدینہ منورہ پہنچے جس کا واقعہ بڑا دردناک ہے۔

ہجرت:

حضرت ام سلمہؓ کی ہجرت کے واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ

Marfat.com

آنحضرت ﷺ کے زمانے میں عورتوں نے کیسی کیسی مصیبتیں دین کے لیے برداشت کی ہیں اور کیسی کیسی تکلیفیں سہی ہیں۔ اس کا واقعہ کو وہ خود اس طرح ذکر فرماتی تھیں کہ جب ابوسلمہؓ نے مدینہ منورہ کو ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو اونٹ پر کجاوہ کس کر مجھے اور سلمہؓ کو اونٹ پر بٹھا دیا اور اس کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چلتے رہے۔ جب قبیلہ بنومغیرہ کو ہمارے روانہ ہو جانے کی خبر ہوگئی جو میرے میکہ والے تھے تو انہوں نے ابوسلمہؓ سے کہا کہ تم اپنی ذات کے بارے میں خود مختار ہو مگر ہم اپنی لڑکی کو تمہارے ساتھ نہیں جانے دیں گے' جسے تم شہر در شہر لیے پھرو۔ یہ کہہ کر اونٹ کی نکیل ان کے ہاتھ سے چھین لی اور مجھے زبردستی اپنے ساتھ لے آئے۔ جب اس واقعہ کی خبر ابوسلمہؓ کے خاندان بنوعبدالاسد کو لگی جو میرے سسرال والے تھے تو میرے میکے والوں سے جھگڑنے لگے اور کہا تم اپنی لڑکی کے مختار ہو۔ ہمارے بچہ سلمہؓ کو ہمارے حوالے کرو۔ جب تم نے اپنی لڑکی کو اس کے خاوند کے ساتھ نہ جانے دیا تو ہم اپنے بچے کو تمہارے پاس کیوں چھوڑیں یہ کہہ کر وہ سلمہؓ کو چھین کر لے گئے۔ اب میں اور میرا شوہر اور بچہ تینوں علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔

حضرت ابوسلمہؓ تو مدینہ پہنچ گئے اور قبا جا کر قیام کر لیا اور میں اپنے میکے میں رہ گئی اور بچہ دادھیال میں پہنچ گیا۔ مجھے اس کا اس قدر صدمہ ہوا کہ روزانہ آبادی سے باہر جاتی اور شام تک رویا کرتی۔ اسی طرح ایک سال گزر گیا۔ نہ خاوند کے پاس جا سکی نہ بچہ مل سکا۔ ایک روز میرے ایک چچازاد بھائی نے مجھ پر ترس کھا کر خاندان والوں سے کہا کہ تم اس بے کس پر کیوں رحم نہیں کرتے۔ اسے کیوں نہیں چھوڑ دیتے اور اس کو بچہ اور خاوند سے کیوں جدا کر رکھا ہے؟ غرض کہ اس نے کہہ سن کر مجھے خاندان والوں سے اجازت دلا دی کہ تو اپنی خاوند کے پاس جا سکتی ہے۔ جب اس کی خبر بچہ کے دادھیال والوں کو لگی تو انہوں

Marfat.com

نے بچہ بھی مجھے دے دیا۔

اب میں نے تنہا ہی سفر کا ارادہ کیا اور ایک اونٹ تیار کر کے بچہ ساتھ لیا اور تنہا سوار ہو کر مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوگئی۔ تین چار میل چلی تھی کہ مقام تَنعِیم میں عثمان بن طلحہؓ سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے پوچھا تنہا کہاں جاتی ہو؟ میں نے کہا اپنے شوہر کے پاس مدینہ جا رہی ہوں۔ دوبارہ سوال کیا۔ کوئی ساتھ بھی ہے؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ ہے اور یہ بچہ ہے۔ یہ سن کر عثمانؓ بن طلحہ نے میرے اونٹ کی نکیل پکڑ لی اور آگے آگے چل دیے۔ خدا کی قسم! میں نے عثمان سے زیادہ شریف آدمی عرب والوں میں سے کوئی نہیں دیکھا۔ جب منزل پر اترنا ہوتا تو وہ اونٹ بٹھا کر کسی درخت کی آڑ میں کھڑے ہو جاتے اور پھر اونٹ کو باندھ کر مجھ سے دور کسی درخت کے نیچے لیٹ جاتے اور جب کوچ کرنے کا وقت آتا تو اونٹ پر کجاوہ کس کر میرے پاس لا کر بٹھا دیتے اور خود وہاں سے ہٹ جاتے۔ جب میں سوار ہو جاتی تو اس کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چل دیتے۔ اسی طرح وہ مجھے مدینہ منورہ تک لے گئے۔ جب ان کی نظر بنی عمرو بن عوف کی آبادی پر پڑی جو قبا میں تھی تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ تمہارا شوہر یہیں ہے۔ (البدایۂ الاصابۂ اسد الغابہ) اس کے بعد وہ سلام کر کے واپس ہوگئے۔ (عثمانؓ بن طلحہ جنہوں نے حضرت ام سلمہؓ کو مدینہ منورہ تک پہنچایا تھا اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ بعد میں اسلام لے آئے کذا فی الاصابہ۔)

مدینہ منورہ میں سکونت:

مدینہ پہنچ کر اپنے شوہر کے پاس رہنے لگیں اور وہاں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں پیدا ہوئی۔ لڑکے کا نام عمر اور ایک لڑکی کا نام درہ اور دوسری کا نام زینب رکھا۔ (الاصابہ)

حضرت ابو سلمہؓ کی وفات:

حضرت ابو سلمہؓ غزوہ احد اور غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ غزوہ احد

Marfat.com

میں ان کے ایک زخم آیا جو کچھ اچھا ہو گیا تھا۔ ان کو حضور اقدس ﷺ نے ایک دستہ کا امیر بنا کر بھیج دیا تھا۔ واپس آئے تو وہ زخم ہرا ہو گیا اور اسی کے اثر سے جمادی الثانی ۴ھ میں وفات پائی۔ (الاصابہ)

حضرت ابو سلمہؓ کی وفات کے بعد حضرت ام سلمہؓ کے بطن سے ایک لڑکی تولد ہوئی جس کا نام زینب رکھا گیا اور اس کی ولادت پر عدت بھی ختم ہو گئی۔
(ذکر الحافظ فی الاصابہ)

عدت گزر جانے کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت ام سلمہؓ سے نکاح کرنے کا پیغام بھیجا تو انہوں نے عذر کر دیا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ سے نکاح ہوا۔ (الاصابہ)

حرم نبوت میں آنا:

حضرت ام سلمہؓ کو اپنے پہلے شوہر سے بہت محبت تھی۔ ایک مرتبہ حضرت ام سلمہؓ نے ان سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ اگر مرد اور عورت دونوں جنتی ہوں اور عورت مرد کے بعد کسی سے نکاح کرے تو وہ عورت جنت میں اسی مرد کو ملے گی۔ اس لیے آؤ ہم تم دونوں عہد کر لیں کہ ہم میں سے جو پہلے اس دنیا سے چلا جائے دوسرا نکاح نہ کرے۔ یہ سن کر حضرت ابو سلمہؓ نے فرمایا۔ تم میرا کہا مان لوگی؟

حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ ماننے کے لیے مشورہ ہی کر رہی ہوں۔ حضرت ابو سلمہؓ نے فرمایا۔ تم میرے بعد نکاح کر لینا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ میرے بعد ام سلمہؓ کو مجھ سے بہتر خاوند عطا فرما جو نہ اس رنج پہنچائے نہ تکلیف دے۔

خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت ابو سلمہؓ کی نصیحت حضرت ام اسلمہؓ کے حق میں بہت ہی مفید ہوئی اور ان کی دعا اللہ جل شانہ نے قبول فرما کر آنحضرت ﷺ کی زوجیت حضرت ام سلمہؓ کو نصیب فرمائی۔

Marfat.com

حضرت ام سلمہؓ خود روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ اللہ کے فرمان کے مطابق یہ پڑھے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا

ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہمیں اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اے اللہ! میری مصیبت میں مجھے ثواب دے اور اس سے بہتر اس کا بدل عنایت فرما۔

تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو اس کی (گئی ہوئی چیز) سے بہتر عنایت فرمائیں گے۔ جب ابوسلمہؓ کی وفات ہوگئی تو (مجھے یہ حدیث یاد آئی اور) دل میں کہا (کہ اس دعا کو کیا پڑھوں) ابوسلمہؓ سے بہتر کون ہوگا۔ وہ سب سے پہلا شخص تھا جس نے اپنے گھر سے ہجرت کی پھر بالآخر میں نے یہ دعا پڑھ لی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ جل شانہ نے ابوسلمہؓ کے بعد آنحضرت ﷺ کے نکاح میں آنے کا شرف عنایت فرمایا۔ (مسلم شریف)

حضرت ام سلمہؓ یہ بھی روایت فرماتی تھیں کہ جب (پہلے شوہر) حضرت ابوسلمہؓ کی وفات ہوگئی تو مجھے بہت ہی زیادہ رنج ہوا۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ ابوسلمہؓ پردیس میں تھے جہاں ان کے خاندان کے لوگ نہیں ہیں۔ ان کی موت پر ایسا رونا روؤں گی جس کی شہرت ہو جائے گی۔ میں رونے کے لیے تیار ہوگئی تھی کہ اچانک ایک عورت اور آگئی جو رونے میں میرا ساتھ دینا چاہتی تھی۔ راستے میں اس عورت کو رسول اللہ ﷺ مل گئے اور آپؐ کو اس کے ارادے کی خبر ہوگئی۔ آپؐ نے اس سے فرمایا کہ تیرا یہ ارادہ ہے کہ اس گھر میں دوبارہ شیطان کو داخل کر دے جس سے اللہ نے اسے نکالا ہے۔ جب یہ بات مجھے معلوم ہوئی تو میں نے رونے کا ارادہ موقوف کر دیا اور نہ روئی۔ (جمع الفوائد از مسلم شریف)

جب سید عالم ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ کو نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے عذر کر دیا اور عرض کیا میرے بچے بھی ہیں (جن کی پرورش کا خیال کرنا ہے)

Marfat.com

اور مجھ سے نکاح کرنے سے کچھ فائدہ بھی نہیں ہے کیونکہ عمر زیادہ ہوگئی ہے۔ مجھ سے اب اولاد بھی پیدا نہ ہوگی اور مزاج میں غیرت بھی بہت ہے (جس کی وجہ سے دوسری سوکنوں کے ساتھ رہنا مشکل ہے) اور میرا کوئی ولی بھی نہیں ہے۔ اس کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمر کی بات تو یہ ہے کہ میری عمر تم سے زیادہ ہے اور بچوں کا اللہ حافظ ہے۔ ان کی پرورش میں تمہیں کوئی دشواری نہ ہوگی۔ میں بھی ان کا خیال کروں گا اور اللہ سے دعا کروں گا۔ تمہاری غیرت والی بات بھی جاتی رہے گی اور تمہارا کوئی ولی میرے ساتھ رشتہ ہو جانے کو ناپسند نہیں کرے گا۔ چنانچہ حضرت ام سلمہؓ راضی ہو گئیں اور آنحضرت ﷺ سے نکاح ہو گیا۔ یہ نکاح شوال میں ہوا۔ (اسد الغابہ، الاصابہ)

نکاح ہو جانے کے بعد آنحضرت ﷺ حضرت ام سلمہؓ کو اسی حجرہ میں لے آئے جس میں حضرت زینب بنت خزیمہؓ رہا کرتی تھیں۔ انہوں نے وہاں دیکھا کہ ایک مٹکے میں جو رکھے ہیں اور چکی اور ہانڈی بھی موجود ہے لہٰذا خود جو پیسے اور چکنائی ڈال کر مالیدہ بنایا اور پہلے ہی دن آنحضرت ﷺ کو مالیدہ کھلایا جسے خود ہی بنایا تھا۔ (حکایت صحابہ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ نے ام سلمہؓ سے نکاح کیا تو مجھے بہت رنج ہوا (کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی توجہ ان کی طرف مجھ سے زیادہ ہو جائے) جس کی وجہ یہ تھی کہ خوبصورتی میں ان کی شہرت تھی۔ میں نے ترکیب سے ان کو دیکھا تو واقعۃً جتنی شہرت تھی اس سے بھی زیادہ حسین معلوم ہوئی۔ میں نے اس کا حفصہؓ سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا نہیں اتنی حسین نہیں ہیں جتنی شہرت ہے (ان کے کہنے سے میری آنکھوں سے بھی ان کا حسن گر گیا اور پھر جو دیکھا تو حفصہؓ کی بات یہ ٹھیک معلوم ہوئی (الاصابہ) یعنی حسین تو بہرحال تھیں۔ ہمارے نہ ماننے سے تو ان کے حسن میں کمی نہ آئی۔ البتہ سوکنوں

Marfat.com

والی پرخاش نے ان کے حسن کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے کہے سے آنکھوں سے گرادیا) ایسی باتیں بشریت کے تقاضوں سے دل میں آجایا کرتی ہیں۔

دانشمندی:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بڑی دانشمند اور سمجھدار تھیں۔ الاصابہ میں لکھا ہے۔

وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مَوصُوفَةً بِالْجَمَالِ الْبَارِعِ وَالْعقلِ الْبَالِغِ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ حسین تھیں۔ عقلمندی اور صحیح رائے رکھنے والوں میں ان کا شمار تھا۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی الجھن پیش آئی تھی جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سلجھائی۔ واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۶ ھ میں) اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ عمرہ کرنے کے لیے مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ کے لیے روانہ ہوئے۔ مشرکین مکہ کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے مزاحمت کی اور آپ کو مقام حدیبیہ میں رکنا پڑا۔ جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جان قربان کرنے کو تیار رہتے تھے۔ اس لیے اس موقع پر بھی جنگ کے لیے آمادہ ہو گئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کی بجائے صلح کرنا پسند کیا اور باوجودیکہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم لڑائی کے لیے مستعد تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر رعایت کے ساتھ صلح کرنا منظور فرما لیا کہ مشرکین مکہ کی ہر شرط قبول فرمائی (جس میں بظاہر مشرکین کا نفع اور مسلمانوں کا صریح نقصان معلوم ہوتا تھا) جب صلح نامہ مرتب ہو گیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ (اب عمرہ کے لیے مکہ معظّمہ تو جانا نہیں ہے۔ اب تو واپسی ہی ہے کیونکہ صلح کی شرائط میں یہ بھی منظور کر لیا تھا کہ آپ عمرہ اس سال نہیں کریں گے۔ آئندہ سال عمرہ کے لیے تشریف لائیں گے لہٰذہ اٹھو (اپنا اپنا احرام کھول دو) قربانی کے جانور ذبح کر دو۔ پھر سر منڈ والو (چونکہ احرام کھولنے کو طبعیتیں گوارا نہیں کر رہی تھیں اور مدینہ سے عمرہ کے لیے آئے تھے

Marfat.com

اس لیے عمرہ ہی کو جی چاہ رہا تھا
اور احرام کھولنے سے اپنے سفر کا صائع ہونا نظر آتا تھا لہٰذا آنحضرت ﷺ کے فرمانے پر کوئی بھی نہ اٹھا حتیٰ کہ آپؐ نے تین مرتبہ حکم دیا۔
جب کسی نے بھی آپؐ کے ارشاد پر عمل نہ کیا تو آپؐ حضرت ام سلمہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کہ لوگ کہنا نہیں مان رہے ہیں۔ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ اے اللہ کے نبی کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ سب احرام کھول دیں؟ اگر واقعتہً آپؐ کی ایسی خواہش ہے تو اس کی ترکیب یہ ہے کہ آپ باہر نکل کر ذرا کسی سے نہ بولیں اور اپنے جانور ذبح فرما دیں اور بال مونڈے والے کو بلا کر اپنے بال منڈا لیں۔ چنانچہ آپؐ نے ایسا ہی کیا اور باہر نکل کر اپنا جانور ذبح کر دیا اور بال منڈا لیے۔ جب صحابہ نے یہ ماجرا دیکھا تو سب احرام کھولنے پر راضی ہو گئے اور اپنے اپنے جانور ذبح کر ڈالے اور آپس میں ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے (از بخاری شریف) اور سب نے احرام کھول دیا۔ (جب حج یا عمرہ کو جاتے ہیں تو ایک مقرر جگہ پر غسل کر کے ایک چادر تہمند کی طرح باندھ لیتے ہیں اور ایک اوڑھ لیتے ہیں اور تلبیہ پڑھ لیتے ہیں۔ حج ختم کرنے تک اسی طرح رہتے ہیں۔ اس کو احرام کہا جاتا ہے۔ یہ مردوں کا طریقہ ہے اور جب حج یا عمرہ سے فارغ ہو جاتے ہیں تو احرام کھولتے ہیں جس کی صورت یہ ہے کہ سر منڈاتے یا بال کٹواتے ہیں۔ اس روایت میں اسی کو ذکر کیا گیا ہے۔)
حضرت ام سلمہؓ کی اس رائے کے متعلق جس سے مشکل حل ہوئی' حافظ ابن حجرؒ الاصابہ میں لکھتے ہیں۔

وَاِشَارَتُهَا عَلَى النَّبِىِّ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ تَدُلُّ عَلٰى وُفُوْرِ عَقْلِهَا وَصَوَابِ رَأْيِهَا

حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ کو حضرت ام سلمہؓ کے رائے دینے

Marfat.com

سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بڑی عقلمند اور ٹھیک رائے رکھنے والی تھیں۔

درحقیقت یہ بڑی سمجھ کی بات ہے کہ انسان موقع کو پہچانے اور یہ سمجھ لے کہ اس وقت لوگ اپنے مقتدیٰ کے قول پر توجہ نہیں دے رہے ہیں لیکن اس کا عمل سامنے آئے گا تو اس کی اقتداء کر لیں گے۔

آنحضرت کی مصاحبت سے خوب فائدہ اٹھایا اور علوم حاصل کیے:

حضرت ام سلمہؓ آنحضرت ﷺ کے نکاح میں آ گئیں تو آپؐ کی مصاحبت کو بہت غنیمت جانا اور برابر آپؐ کے ارشادات محفوظ کرتی رہیں اور آپؐ سے سوال کر کے اپنا علم بڑھاتی رہیں۔ پھر اس علم کو انہوں نے پھیلایا۔ حدیث میں ان کے شاگرد صحابہؓ بھی تھے اور تابعین بھی۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو بھی ان کے شاگردوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ (الاصابہ)

حدیث شریف کی کتابوں میں جو حضرت ام سلمہؓ کی روایات ملتی ہیں ان کی تعداد ۳۷۸ ہے۔ محمود بن لبید فرماتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کی سب ہی ازواج مطہرات آپؐ کے ارشادات کو یاد کرتی تھیں۔ لیکن حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کی ہم پلہ ان میں اور کوئی بیوی نہ تھی۔ (ابن سعد)

مروان بن الحکمؒ حضرت ام سلمہؓ سے مسائل دریافت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اور کسی سے کیوں پوچھیں جبکہ ہمارے اندر آنحضرت ﷺ کی بیویاں موجود ہیں۔ (مسند امام احمد بن حنبلؒ ۱۲)

اگر حضرت ام سلمہؓ کی فتاویٰ جمع کیے جائیں تو خاصی تعداد میں جمع ہو سکتے ہیں اور ان کے مجموعہ کا ایک رسالہ بن سکتا ہے۔ (اعلام الموقعین)

حضرت ام سلمہؓ کو آنحضرت ﷺ کے ارشادات سننے کا بہت شوق تھا۔ ایک مرتبہ بال گوندھ رہی تھیں کہ آنحضرت ﷺ خطبہ کے لیے (مسجد نبوی) میں کھڑے ہوئے۔ زبان مبارک سے نکلا ہی تھا کہ ایھا الناس (اے

Marfat.com

لوگو) تو حضرت ام سلمہؓ نے سن لیا۔ (کیونکہ ازواج مطہرات کے حجرے مسجد نبوی سے ملے ہوئے تھے) آواز سنتے ہی بال باندھ کر کھڑی ہوگئیں اور پورا خطبہ سنا۔ (مسند امام احمد)

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ! میں اپنے سر کی مینڈھیاں بہت سختی سے باندھتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے لیے ان کو کھولا کروں؟ فرمایا نہیں! بس اتنا کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین بار لپ بھر کر پانی ڈال لیا کرو (جس سے بالوں کی جڑیں تر ہو جائیں) اس کے بعد سارے بدن پر پانی بہا لیا کرو۔ ایسا کرنے سے پاک ہو جاؤ گی۔ (مسلم شریف)

مسئلہ:

عورت کے لیے غسل میں سر کے بالوں کی جڑوں کو تر کرنا فرض ہے۔ سر کے سارے بالوں کو بھگونا فرض نہیں بشرطیکہ مینڈھیاں بندھی ہوں۔

حضرت ام سلمہؓ روایت فرماتی تھیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے سکھایا کہ مغرب کی اذان کے وقت یہ پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا اِقْبَالُ لَیْلِکَ وَ اِدْبَارُ نَھَارِکَ وَ اَصْوَاتُ دُعَاتِکَ فَاغْفِرْلِیْ (مشکوۃ شریف)

''اے اللہ! یہ تیری رات کے آنے اور دن کے جانے اور تیرے بلانے کی آوازوں کا وقت ہے سو مجھے بخش دے۔''

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ دولت کدہ میں تشریف رکھتے تھے اور آپ کے پاس حضرت ام سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ بھی تھیں کہ اچانک حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ آگئے وہ چونکہ نابینا تھے اس لیے یہ سمجھ کر کہ ان سے کیا پردہ کرنا دونوں بیبیاں بیٹھی رہیں اور پردہ نہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان سے پردہ کرو۔ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ ہم کو تو

Marfat.com

نہیں دیکھ سکتے! (پھر پردہ کی کیا ضرورت ہے؟) آپ نے جواب میں فرمایا کہ تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہی ہو؟ (مشکوٰۃ عن احمد والترمذی)

حضرت ام سلمہؓ فرماتی تھیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک پناہ لینے والا بیت اللہ میں آ کر پناہ لے گا۔ اس سے لڑنے کے لیے ایک لشکر چلے گا اور وہ لشکر ایک میدان میں پہنچ کر زمین میں دھنس جائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو لوگ اس لشکر میں شریک نہ ہوں گے اور اس لشکر کی چڑھائی کو برا سمجھ رہے ہوں گے کیا وہ بھی (اس میدان میں ہونے کی وجہ سے) ان کے ساتھ دھنسا دیے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا۔ اس لشکر کے ساتھ وہ بھی دھنسائے جائیں گے لیکن قیامت کے روز ہر ایک کا اپنی اپنی نیت پر حشر ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف عن الشیخین)

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہؓ نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا مجھے (اپنے شوہر) ابو سلمہؓ کی اولاد پر خرچ کرنے سے اجر ملے گا حالانکہ وہ میری ہی اولاد ہیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ ان پر خرچ کرو۔ تم کو اس پر خرچ کرنے کا اجر ملے گا۔ (بخاری شریف)

ایک مرتبہ ام سلمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مرد جہاد کرتے ہیں اور عورتیں جہاد نہیں کرتیں ہیں اور عورتوں کو مرد کے مقابلہ میں آدھی میراث ملتی ہے (اس کا سبب کیا ہے) اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ

اور ہوس مت کرو جس چیز میں بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر۔ (مجمع الفوائد ۱۲)

ایک مرتبہ عرض کیا یا رسول اللہ! قرآن میں عورتوں کا ذکر کیوں نہیں ہے اس پر اللہ جل شانہ نے آیت اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ

Marfat.com

وَالْمُؤمِنَاتِ (آخر تک) نازل فرمائی۔ (جمع الفوائد وغیرہ)

× (حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰنؒ روایت فرماتے تھے کہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ کی زبانی ایک وعظ کے موقع پر سنا کہ جس پر جنابت کا غسل ہوا اور صبح ہوجانے تک غسل نہ کیا اب روزہ نہ رکھے (کیونکہ اس کا روزہ نہ ہوگا) میں نے اپنے والد صاحب سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا یہ تو عجیب مسئلہ بتایا۔ اس کے بعد میں اور والد صاحب حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کے پاس پہنچے اور ان سے تحقیق کی تو دونوں نے جواب دیا (یہ مسئلہ غلط ہے کیوں کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنابت کی حالت میں صبح ہوجاتی تھی اور آپؐ روزہ رکھ لیتے تھے۔ اور یہ جنابت احتلام کی وجہ سے نہیں بلکہ مباشرت کی وجہ سے ہوتی تھی۔

یہ جواب سن کر ہم دونوں باپ بیٹے مروان بن الحکم کے پاس پہنچے اس وقت وہ مدینہ کے گورنر تھے ان سے والد صاحب نے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا میں تم کو قسم دلاتا ہوں کہ ضرور حضرت ابوہریرہؓ کے پاس جاؤ اور ان کے قول کی تردید کرو۔ لہٰذا ہم حضرت ابوہریرہؓ کے پاس آئے اور ان سے والد صاحب نے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کا جواب نقل کردیا۔ والد صاحب نے فرمایا جی ہاں انہوں نے یہی جواب دیا ہے یہ سن کر حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ وہ ہی زیادہ جانتی ہیں۔ مجھے تو فضل بن عباسؓ نے یہ بتایا تھا اور میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا ہے۔ یہ فرما کر حضرت ابوہریرہؓ نے اپنے فتوے سے رجوع فرمالیا۔) (جمع الفوائد)

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز پر قرآت کرکے بتائی کہ آپؐ ایک ایک آیت پر ٹھہرتے تھے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر ٹھہرتے پھر الحمد للہ رب العالمین پڑھ کر ٹھہرتے۔ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر ٹھہرتے پھر ملک یوم الدین پڑھ کر توقف فرماتے (غرضیکہ آپؐ اسی طرح علیحد علیحدہ آیات کرکے پڑھتے تھے۔ (جمع الفوائد ۱۲)

Marfat.com

حضرت ام سلمہؓ فرماتی تھیں کہ رسول خدا ﷺ مجھے حکم فرماتے تھے کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو جن میں پہلا پیر یا جمعرات ہو۔ (ابوداؤد نسائی)

۸) ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لنگی اور تہمند کا لٹکانا جس میں تفاخر اور تکبر ہو منع ہے۔ آدھی پنڈلی تک ہونا چاہیے۔ حضرت ام سلمہؓ نے سوال کیا یا رسول اللہ! عورت کا کیا حکم ہے؟ فرمایا وہ آدھی پنڈلی سے ایک بالشت نیچا کرلیں۔ عرض کیا کہ اس سے تو کام نہیں چلے گا کیونکہ کپڑا اوپر ہی رہ جائے اور جگہ دکھائی دیتی رہے گی۔ فرمایا اچھا آدھی پنڈلی سے ایک ہاتھ نیچا کرلیں۔ اس سے زیادہ نہیں۔ (مشکوۃ شریف)

ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ تشریف لائے تو حضرت ام سلمہؓ نے حدیث سنائی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بعض لوگ جو مسلمان سمجھے جاتے ہیں (اور دل سے مسلمان نہیں ہیں) ایسے لوگوں کو اپنی وفات کے بعد میں نہ دیکھوں گا نہ وہ مجھے دیکھ سکیں گے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ حضرت عمر فاروقؓ کے پاس پہنچے اور ان سے یہ حدیث نقل کی تو حضرت عمرؓ خود حضرت ام سلمہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا کہ خدا کی قسم سچ سچ کہنا میں ان میں سے تو نہیں ہوں (جن کا ذکر اس حدیث میں ہے) حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا نہیں۔ (تم ان میں سے نہیں ہو) لیکن تمہارے علاوہ اور کسی کو واضح کر کے یہ بات نہ بتاؤں گی (مسند امام احمد بن حنبلؒ) (کیونکہ ایسی باتیں ظاہر کرنا مصلحت کے خلاف ہے۔)

حضرت ام سلمہؓ کے بچوں کی پرورش:

حضور اقدس ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ کے بچوں کی بہ نفس نفیس پرورش فرمائی اور ان کی تعلیم و تربیت کا خاص لحاظ رکھا۔ حضرت ام سلمہؓ کے صاحبزادے حضرت عمر بن ابی سلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا۔ رسول خدا ﷺ کی گود میں پرورش پاتا تھا۔ ایک مرتبہ آپؐ کے ساتھ کھانے کو جو بیٹھا تو پیالہ میں ہر طرف ہاتھ ڈالنے لگا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھ کر کھا اور داہنے ہاتھ سے کھا اور اپنی طرف سے کھا۔

Marfat.com

صدقہ کرنے کی ہدایت:

ایک مرتبہ چند مساکین آ گئے اور بہت ضد کر کے سوال کرنے لگے ان میں چند عورتیں بھی تھیں۔ اس وقت ام سلمہؓ کے پاس گھر میں ایک اور خاتون موجود تھیں جن کو ام الحسین، کہا جاتا تھا' انہوں نے ان مسکینوں سے کہا کہ چلو نکلو۔ یہ سن کر حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا (کہ سوال کرنے والوں کو جھڑکیں اور بغیر کچھ دیے واپس کر دیں) پھر ایک لڑکی سے فرمایا کہ ان سب کو کچھ نہ کچھ دے دے اگر چہ ایک ہی کھجور ہو۔ (الاستیعاب)

امر بالمعروف:

حضرت ام سلمہؓ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بھی پابند تھیں۔ ایک روز ان کے بھتیجے نے دو رکعت نماز پڑھی چونکہ سجدہ کی جگہ پر غبار تھا اس لیے وہ صاحبزادے سجدہ کرتے وقت مٹی جھاڑ دیتے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت ام سلمہؓ نے ان کو روکا اور فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے طریقہ کے خلاف ہے۔

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کے سامنے ایک غلام (افلح) نے ایسا کیا تھا تو آپؐ نے فرمایا تھا کہ اے افلح اپنا چہرہ مٹی میں ملا۔ (مسند امام)

نماز کے اوقات بعض امراء نے تبدیل کر دیے تھے یعنی مستحب اوقات چھوڑ دیے تھے۔ حضرت ام سلمہؓ نے ان سے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ ظہر جلدی پڑھا کرتے تھے اور تم عصر جلدی پڑھتے ہو۔ (مسند امام احمد بن حنبلؒ)

وفات:

حضرت ام سلمہؓ نے ۵۹ھ میں وفات پائی اور حضرت ابوہریرہؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس وقت ان کی عمر شریف ۸۴ سال کی تھی۔ یہ واقدی کا قول ہے لیکن دیگر حضرات نے ان کی وفات ۶۱ھ یا ۶۲ھ میں بتائی ہے۔ ازواج مطہرات میں سب سے آخر میں ان ہی کی وفات ہوئی۔ (الاصابہ ۱۲)

رضی اللہ عنہا و ارضاہا

Marfat.com

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت ام سلمہؓ سے نکاح ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ کا نکاح حضرت زینب بنت جحشؓ سے ہوا ان کی والدہ کا نام امیمہ تھا جو آنحضرت ﷺ کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ حضرت زینبؓ کا پہلا نکاح حضرت زید بن حارثہؓ سے ہوا تھا جو رسول خدا ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ جب انہوں نے طلاق دی تو اللہ رب العزت نے حضرت زینبؓ کا نکاح سید عالم ﷺ سے کر دیا۔

پہلا نکاح:

جیسا کہ ابھی ذکر ہوا سید عالم ﷺ نے حضرت زینبؓ کا پہلا نکاح حضرت زید بن حارثہؓ سے کر دیا تھا۔ حضرت زیدؓ کے والد کا نام حارثہ اور والدہ کا نام سعدی تھا۔ ان کی والدہ اپنے بچہ (زید بن حارثہ) کو لے کر میکہ جا رہی تھیں کہ لٹیروں نے حضرت زیدؓ کو چھین کر مکہ کے بازار میں جا کر بیچ دیا۔ خریدنے والے حکیم بن حزام حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے تھے۔ انہوں نے چار سو درہم میں خرید کر پھوپھی (حضرت خدیجہؓ) کو دے دیا اور جب حضرت خدیجہؓ کا نکاح آنحضرت ﷺ سے ہوا تو انہوں نے حضرت زیدؓ کو ہبۃً سید عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپؐ نے ان کو آزاد فرما کر اپنا بیٹا بنا لیا اور زید بن محمدؐ کے نام سے مشہور ہو گئے اور آنحضرت ﷺ کی مصاحبت ان کو ایسی بھلی لگی کہ ان کے والد اور چچا خبر پا کر مکہ معظمہ ان کو لینے آئے تو باوجود یہ کہ آنحضرت ﷺ نے ان کو اختیار دے دیا تھا کہ تم چاہو تو چلے جاؤ لیکن وہ نہ گئے اور والد چچا اور سارے کنبہ کے مقابلہ میں آنحضرت ﷺ کو ترجیح دی۔ جب حضرت زیدؓ بالغ ہو گئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کا نکاح اپنی باندہ برکہ نامی سے کر دیا جن کی کنیت ام ایمن تھی۔ انہوں نے بچپن میں آنحضرت ﷺ کی پرورش کی تھی۔

Marfat.com

آنحضرت ﷺ کے والد یا والدہ کی ملکیت تھیں۔ ان کی وفات کے بعد ورثہ میں آپؐ کی ملکیت میں آئیں۔ انہوں نے بھی اسلام کے ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا تھا۔ مدینہ کو ہجرت بھی کی تھی۔ آنحضرت ﷺ ان کی بڑی قدر کیا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ میری والدہ کے بعد ام ایمن میری والدہ ہیں۔ کبھی فرماتے تھے کہ ام ایمن میرے خاندان کا بقیہ ہیں۔ حضرت زیدؓ کے بیٹے اسامہؓ کی والدہ حضرت ام ایمنؓ ہی تھیں۔ (البدایہ)

حضرت ام ایمن حضرت زیدؓ کے نکاح میں تھیں اور آپؐ نے ان کا دوسرا نکاح حضرت زینبؓ سے کرنا چاہا اور پیغام بھیج دیا۔ جب پیغام پہنچا تو حضرت زینبؓ اور ان کے بھائی عبدالرحمٰنؓ بن جحش نے اس کو مکروہ سمجھا کہ ایک قریشیہ کا نکاح آزاد کردہ غلام سے ہو (گو اسلام میں نکاح کے لیے نسب برابری دیکھنے کی بھی رعایت کی گئی ہے مگر اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ غیر کفو میں نکاح جائز ہی نہ ہو) حضور اکرم ﷺ کا بھیجا ہوا پیغام جو زیدؓ کے لیے تھا چونکہ حضرت زینبؓ اور ان کے بھائی نے مکروہ جانا اس لیے اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا○

اور کسی ایماندار مرد یا عورت کو گنجائش نہیں ہے جبکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کسی کام کا حکم دیں کہ (پھر) ان کو اس کام میں کوئی اختیار (کرنے نہ کرنے) کا باقی رہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کہنا نہ مانے وہ کھلی گمراہی میں پڑا۔

جب حضرت زینبؓ اور ان کے بھائی کو یہ خبر لگی کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے تو دونوں اس پر راضی ہو گئے کہ حضرت زیدؓ سے نکاح ہو جائے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے حضرت زیدؓ سے حضرت زینبؓ کا نکاح کر دیا اور مہر میں ۱۰ دینار ۶۰ درہم، کپڑے، ۵۰ مد غلہ، ۳۰ صاع کھجوریں مقرر ہوئیں۔ حضرت

Marfat.com

زینبؓ اپنے شوہر حضرت زیدؓ کے پاس رہنے لگیں اور دونوں میاں بیویوں کی طرح رہتے سہتے رہے۔ (مد اس زمانے میں ایک پیمانے کا نام تھا جو تقریباً ایک سیر کا ہوتا ہے اور صاع بھی پیمانے کا نام تھا۔)

آنحضرت ﷺ قولی طور پر بھی تعلیم دیتے تھے اور عمل کر کے دکھلا کر بھی احکام و آداب سکھاتے تھے۔ اس نکاح کے کر دینے سے آپؐ نے عملاً یہ ثابت کر دیا کہ غیر کفو میں شرعاً نکاح کر لینا درست ہے اور اس سے اسلام کی اس اہم تعلیم کا بھی پتہ چل گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین داری کی بلندی تمام بلندیوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس حقیقت کو اس قدر واضح کیا کہ اپنی حقیقی پھوپھی کی بیٹی کا نکاح ایک ایسے آزاد کردہ غلام سے کر کے دکھایا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری میں سراپا محو تھا اور اس نکاح کے متعلق اپنے کلام پاک میں آیات نازل فرمائیں جو ہمیشہ پڑھی جاتے رہیں گی اور نسب پر فخر کرنے والوں کو دینداری کی تاکید کرتی رہیں گی۔

حرم نبوت میں آنا:

حضرت زینبؓ حضرت زید بن حارثہؓ کے نکاح میں ایک سال یا کچھ اس سے زیادہ رہیں (البدایہ) لیکن دونوں میں نباہ نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ ایک روز حضرت زیدؓ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! زینبؓ کی بدکلامی نے مجھے ستا دیا لہٰذا میں طلاق دینا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے ان سے فرمایا۔

اَمۡسِکۡ عَلَیۡکَ زَوۡجَکَ وَاتَّقِ اللّٰہَ

اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں رکھو اور اللہ سے ڈرو۔

لیکن پھر بھی آپس میں دونوں کا میل نہ ہو سکا اور آخر آپؐ کی اجازت سے انہوں نے حضرت زینبؓ کو طلاق دی اور جب عدت گزر گئی تو آنحضرت ﷺ نے حضرت زیدؓ ہی کو اپنے نکاح کا پیغام دے کر زینبؓ کے پاس

Marfat.com

بھیجا۔ وہ اس وقت آٹا گوندھ رہی تھیں۔ حضرت زیدؓ نے ان کی طرف پشت کر کے فرمایا کہ اے زینبؓ خوشخبری قبول کرو۔ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے تا کہ تم کو آپؐ کی طرف سے نکاح کا پیغام دوں یہ سن کر حضرت زینبؓ نے فرمایا کہ میں اللہ سے مشورہ لیے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتی ہوں۔ یہ کہہ کر استخارہ کرنے کے لئے نماز پڑھنے کھڑی ہو گئیں۔ (فتح الباری) یہاں انہوں نے نماز شروع کی اور وہاں آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہوئی:

فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا (الآیۃ)

"پھر جب زیدؓ کا ان (زینبؓ) سے جی بھر گیا ہم نے آپ سے ان کا نکاح کر دیا۔"

لہٰذا حضرت زینبؓ آنحضرت ﷺ کی بیوی ہو گئیں۔ وہ اس پر دوسری بیویوں کے مقابلے میں فخر کیا کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے عزیزوں نے آنحضرت ﷺ سے کیا اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے کر دیا۔ (البدایہ)

بعض روایات میں ہے کہ حضرت زینبؓ آنحضرت ﷺ کی دوسری بیویوں سے بطور فخر فرمایا کرتی تھیں کہ تمہارے نکاح تمہارے والدوں نے (یا دوسرے اولیاء نے) کیے اور میرا نکاح عرش والے نے کیا۔ چونکہ اللہ جل شانہ نے ان کا نکاح خود کر دیا اس لیے دنیا میں دوسرے نکاحوں کی طرح آپؐ کا نکاح حضرت زینبؓ سے نہیں بلکہ آیت کا نازل ہونا ہی نکاح تھا۔ جب آیت نازل ہوئی تو آپؐ حضرت زینبؓ کے پاس بغیر اجازت ہی مکان میں چلے گئے۔ (الاستیعاب) اس واقعہ نکاح سے کئی چیزیں معلوم ہوئیں۔

1- جیسے کوئی شخص اپنا بیٹا بنا لے تو وہ اس کا حقیقی بیٹا نہیں بن جاتا ہے بنائے ہوئے بیٹے کی بیوی سے نکاح درست ہے جب کہ وہ طلاق دے دے اور عدت گزر جائے۔ اہل عرب اس بات کو بہت بری سمجھتے تھے اور بنائے ہوئے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنے کو ایسا سمجھتے تھے جیسے حقیقی بیٹے کی بیوی سے کوئی شخص نکاح

Marfat.com

کر لے۔ آنحضرت ﷺ کو پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ زینبؓ سے آپ (کا نکاح ہوگا لیکن آپ اس خبر کو ظاہر کرنے سے ہچکچاتے رہے اور لوگوں کی بدزبانی کے خوف سے اس بات کو پوشیدہ رکھا تاکہ یوں نہ کہیں کہ دیکھو بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ عرب کی یہ جہالت ٹوٹے اور بنائے ہوئے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلینا اسلام میں جائز سمجھ لیا جائے۔ اس لیے اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ سے حضرت زینب کا نکاح کردیا اور آنحضرت ﷺ کو تنبیہ فرماتے ہوئے قرآن پاک کی آیت نازل ہوئی:

وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ ج

وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاهُ

اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا اور تم لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ اللہ اس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں کہ ان سے ڈرو۔

اس آیت میں اللہ جل شانہ کی طرف سے آنحضرت ﷺ کو تنبیہ کی گئی جس کا عنوان گرفت اور مواخذہ کا ہے۔ حضرت حسن (بصریؒ) فرماتے تھے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے تھے کہ اس آیت سے زیادہ سخت کوئی آیت نہیں اتری (جس میں گرفت اور عتاب کا انداز ہو) اور اگر آپ (اپنے اختیار سے) کسی آیت کو چھپانے کے حقدار ہوتے تو اس آیت کو تو ضرور چھپا لیتے۔ حضرت عائشہؓ نے بھی اس آیت کے متعلق ایسا ہی فرمایا ہے۔

(فتح الباری و جمع الفوائد)

2- عورت کے پاس جب کسی کے نکاح کا پیغام پہنچے تو اسے اس بارے میں استخارہ کرنا چاہیے جیسے مرد استخارہ کرتے ہیں (جس میں دینداری ہوتی ہے) اسی طرح عورت کو استخارہ کرنا چاہیے کہ مرد کی دینداری یا مالداری یا کسی اور صفت کو دیکھ کر جھٹ اسے منظور کرلینا مناسب نہیں ہے۔ اس بارے میں اللہ

Marfat.com

سے مشورہ لینا چاہیے جسے استخارہ کہتے ہیں۔ بظاہر تو یہ معلوم ہوگا کہ اس شخص سے نکاح کرنا خیر ہی خیر ہے لیکن اللہ سے مشورہ لینے میں نفع ہے کہ اللہ پوشیدہ اور آئندہ سب حالات کو جانتے ہیں۔ ممکن ہے کہ عورت اس مرد کی نیکی اور دینداری کی قدر نہ کر سکے بلکہ اس کو ستانے کا باعث بن کر خدائے قدوس کو اپنے سے ناراض کرلے۔ دیکھو آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر کوئی نہ ہوا اور نہ ہوگا لیکن پھر بھی حضرت زینبؓ نے پیغام پہنچنے پر استخارہ کیا۔

3- سب مومن آپس میں ایمانی بھائی ہیں۔ عداوت اور بغض ایمان والوں کا کام نہیں۔ مرد عورت کا جب نکاح ہو جاتا ہے تو ان دونوں میاں بیوں میں اور ان کے خاندانوں میں ایمانی برادری کے ساتھ ساتھ ایک تعلق اور بڑھ جاتا ہے لیکن اگر وہ تعلق ٹوٹ جائے (مثلاً یہ کہ شوہر بیوی کو طلاق دے دے) تو آپس میں دشمنی کی کوئی وجہ نہیں بلکہ ایمانی بھائی بہن اب بھی ہیں دونوں ایک دوسرے کا احترام کریں۔ ایک دوسرے کا برا نہ چاہیں۔ غالباً یہی تعلیم دینے کے لیے آنحضرت ﷺ نے حضرت زیدؓ کو حضرت زینبؓ کے پاس اپنے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا۔ ہمارے ملک میں یہ رواج ہے کہ مرد عورت کو طلاق دے دے تو دونوں آپس میں دشمن بن جاتے ہیں۔ ایک دوسرے کی کٹی میں لگ جاتے ہیں بلکہ دونوں خاندانوں میں دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ سراسر غلط اور اسلام کے خلاف ہے۔

4- حضرت زیدؓ کا نام قرآن مجید میں آیا ہے اور کسی صحابی کا نام قرآن مذکور نہیں ہے۔ اللہ اللہ! رحمۃ اللعالمین ﷺ کے غلام کا یہ مقام ہے کہ قرآن میں ان کا نام آیا اور آپؐ نے اپنی پھوپھی زاد بہن سے ان کا نکاح کیا اور ان سے پہلے حضرت ام ایمن سے نکاح کیا تھا جن کو آپؐ اپنی ماں کے برابر جانتے تھے۔

ولیمہ:

حضرت زینبؓ سے آنحضرت ﷺ کا نکاح ذیقعدہ ۵ھ میں

Marfat.com

ہوا۔ بعض نے ۳ھ بھی لکھا ہے مگر صحیح ۵ھ ہے۔ نکاح کے بعد جب رات گزر گئی اور آنحضرت ﷺ نے اپنی نئی بیوی سے ملاقات فرمائی تو صبح کو جب دن چڑھ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے ولیمہ کی دعوت کی۔ ایک بکری ذبح فرما کر ولیمہ کیا۔ حضرت انسؓ فرماتے تھے کہ ایسا ولیمہ آپؐ نے کسی اور بیوی کا نہیں کیا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

مَا اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهٖ اَكْثَرَ اَوْاَفْضَلَ مَا اَوْلَمَ عَلٰی زَيْنَبَ ○

حضرت زینبؓ سے شادی کر کے جو آپؐ نے ولیمہ کیا اس سے بہتر ولیمہ آپؐ نے کسی بیوی سے شادی کرنے پر نہیں کیا۔ (مسلم شریف)

آنحضرت ﷺ نے بھی بکری ذبح فرمائی اور حضرت انسؓ کی والدہ ام سلیمؓ نے بھی اس موقع پر آپ کی خدمت میں حضرت انسؓ کے ہاتھ حریرہ بنا کر ایک برتن میں بھیج دیا اور تقریباً ۳۰۰ افراد نے خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ (جمع الفوائد۱۲)

آنحضرت ﷺ نے حضرت انسؓ سے فرمایا کہ جاؤ فلاں فلاں کو اور ان کے علاوہ جو تم کو ملے بلا لاؤ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں بہت سوں کو بلا لایا جس کے نتیجے میں آپؐ کے چبوترہ اور حجرہ میں آدمی ہی آدمی بھر گئے۔ آپؐ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ دس دس کا حلقہ بنا لو اور ہر شخص اپنی طرف سے کھائے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کھانے میں رکھا اور کچھ پڑھا اتنی برکت ہوئی کہ سب نے کھا لیا تب بھی ختم نہ ہوا۔ سب فارغ ہو گئے تو سید عالم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے انسؓ! اس کھانے کو اٹھا لو میں نے اسے اٹھایا تو یہ فیصلہ نہ کر سکا کہ جب یہ کھانا میں نے لوگوں کے کھانے کے لیے رکھا تھا اس وقت زیادہ تھا یا اب زیادہ ہے (غرضیکہ اس میں اتنی برکت ہوئی کہ سینکڑوں آدمیوں کے کھا لینے پر بھی سارا بچ گیا بلکہ

Marfat.com

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پہلے سے زیادہ ہے)

نزول حجاب:

اب تک پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اور آنحضرت ﷺ نے جب زینبؓ سے شادی کرنے کے موقع پر ولیمہ کیا تو اس موقع پر جب لوگ دعوت ولیمہ کھانے کے لیے آنحضرت ﷺ کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے تو آپؐ کی نئی دلہن حضرت زینبؓ دیوار کی طرف منہ کر کے (علیحدہ پردہ ڈالے بغیر) بیٹھی رہیں حتیٰ کہ پردہ کا حکم نازل ہو گیا۔ جس کی تفصیل حضرت انسؓ اس طرح روایت فرماتے ہیں کہ پردہ کا حکم کب اترا اور کیوں اترا اس کو میں سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ سب سے پہلے پروردگار کا حکم اس وقت نازل ہوا جب کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت زینب بنت جحشؓ سے نکاح کرنے کے بعد رات گزارنے پر صبح کو ولیمہ کیا۔ چنانچہ آپؐ نے لوگوں کو بلایا۔ لوگ آئے اور کھانا کھا کر چلے گئے۔ لیکن چند آدمی وہیں باتیں کرتے ہوئے رہ گئے اور بہت دیر لگا دی۔ آپؐ کو اس سے بہت تکلیف ہوئی۔ آپؐ چاہتے تھے کہ یہ لوگ چلے جائیں لیکن لحاظ کی وجہ سے ان سے جانے کو فرما نہ سکے بلکہ ان کے اٹھانے کے لیے یہ عمل کیا کہ خود آپؐ وہاں سے چل دیے اور میں بھی آپؐ کے ساتھ چل کھڑا ہوا تھا کہ وہ لوگ مکان سے نکل جائیں۔ حتیٰ کہ آپؐ حضرت عائشہؓ کے حجرہ کی چوکھٹ تک آئے پھر یہ سمجھ کر واپس ہو گئے کہ اب وہ لوگ چلے گئے ہوں گے۔ میں بھی آپؐ کے ساتھ واپس ہو گیا۔ آ کر دیکھا کہ وہ لوگ ابھی بیٹھے ہی ہیں۔ لہٰذا آپؐ پھر واپس ہوئے اور میں آپؐ کے ساتھ تھا۔ حتیٰ کہ آپؐ پھر حضرت عائشہؓ کے حجرہ کی چوکھٹ تک آئے اور یہ سمجھ کر واپس ہو گئے کہ اب چلے گئے ہوں گے میں بھی آپؐ کے ساتھ واپس ہو گیا۔ اس مرتبہ آ کر دیکھا کہ لوگ چلے گئے ہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اور

Marfat.com

پردہ کی آیت نازل ہوگئی۔ یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ جب لوگ نکل گئے تو میں بھی آپؐ کے ساتھ اندر جانے لگا۔لہٰذا آپؐ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال لیا اور پردہ کا حکم نازل ہوا اور لوگوں کو نصیحت ہوئی۔ پردہ کی جو آیت اس وقت نازل ہوئی یہ ہے:

یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰهُ وَلٰکِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ ط اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْکُمْ وَاللّٰهُ لَایَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ ط وَاِذَاسَاَلْتُمُوْھُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْھُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط ذٰلِکُمْ اَطْھَرُ لِقُلُوْبِکُمْ وَقُلُوْبِھِنَّ ط ○

”اے ایمان والو! نبیؐ کے گھروں میں (بلائے بغیر) مت جایا کرو مگر جس وقت تم کو کھانے کے لیے اجازت دی جائے ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ ہو لیکن تم کو بلایا جائے تب جایا کرو پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو۔ اس سے نبی ﷺ کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ لحاظ کی وجہ سے تم سے شرماتے ہیں اور اللہ صاف بات فرمانے سے لحاظ نہیں فرماتا اور جب تم نبی ﷺ کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو۔ یہ بات تمہارے اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے۔“

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت سب سے پہلے میں نے سنی۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے باہر نکل کر لوگوں کو یہ آیات سنا دیں۔ (مسلم شریف)

فائدہ:

حضرت سودہؓ کے احوال میں بخاری شریف کی ایک روایت ہم نقل

Marfat.com

کر کے آئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پردہ کا حکم ان کی وجہ سے اترا اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زینبؓ کے نکاح کے بعد نازل ہوا لیکن اس میں کچھ خاص اشکال کی بات نہیں ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ان ہی دنوں میں جب کہ حضرت زینبؓ سے نکاح ہوا حضرت سودہؓ بھی حسب معمول قضائے حاجت کے لیے جنگل جارہی ہوں اور حضرت عمرؓ نے ان سے وہ بات کہہ دی ہو جو حضرت سودہؓ کے تذکرہ میں گزر چکی ہے اور نزول حجاب کے دونوں سبب بیک وقت جمع ہو گئے ہوں۔

عبادت اور تقویٰ:

حضرت زینبؓ بڑی عبادت گزار تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے ان کے متعلق فرمایا کہ میں نے کبھی کوئی عورت زینبؓ سے بہتر نہیں دیکھی۔ ان سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والی اور سچ بولنے والی اور صلہ رحمی کرنے والی اور صدقہ کرنے والی میں نے کوئی عورت نہیں دیکھی۔ جب حضرت عائشہؓ پر منافقین نے تہمت لگائی جس کا واقعہ گزر چکا ہے تو حضرت زینبؓ بنت جحش نے صاف اور کھلے الفاظ میں حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی کا اظہار کیا اور آنحضرت ﷺ کے سوال کرنے پر عرض کیا۔ یَارَسُوْلَ اللہِ اَحْمِیْ سَمْعِیْ وَ بَصَرِیْ مَاعَلِمْتُ خَیْرًا میں اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں پر تہمت نہیں دھرتی ہوں میں تو عائشہؓ کو خیر کے علاوہ اور کسی کام میں نہیں جانتی ہوں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات میں زینبؓ ہی کو یہ مقام حاصل تھا کہ (مرتبہ میں) میرا مقابلہ کرتی تھیں۔ ان کی پرہیزگاری کی وجہ سے اللہ نے ان کو جھوٹ کہنے سے روک لیا۔ اگر ان کے دل میں اللہ کا خوف نہ ہوتا تو سوکن کی عزت گھٹانے کے لیے جھوٹ موٹ باتیں بنا کر تہمت کو قوی کرسکتی تھیں۔

حضرت ام سلمہؓ نے حضرت زینب بنت جحشؓ کے متعلق فرمایا!

Marfat.com

وَكَانَتْ صَالِحَةً صَوَّامَةً قَوَّامَةً صَنَّاعًا تَصَدق بِذٰلِكَ كُلّه عَلى الْمَسَاكِين

''وہ بڑی ہی نیک تھیں۔ روزے بہت رکھتی تھیں۔ راتوں کو نماز پڑھتی تھیں۔ ہاتھ کی محنت سے کما کر سارا مسکینوں پر خیرات کردیتی تھیں۔''

آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ زینبؓ بنت جحش اواہ ہیں ایک صاحب اور موجود تھے انہوں نے سوال کیا ''اواہ'' کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس میں خشوع ہو اور اللہ کے سامنے روئے۔ (اصابہ)

صدقہ:

حضرت زینبؓ بنت جحش بڑی سخی تھیں۔ محنت مزدوری کرتی تھیں اور سارا مسکینوں پر صدقہ کردیتی تھیں۔ اس سے بہت سے مسکینوں کا کام چلتا تھا جس کی وجہ سے ان کا لقب مَاوَیٰ الْمَسَاکِین پڑ گیا تھا جس کا ترجمہ ہے ''مسکینوں کا ٹھکانا۔''

حضرت عائشہؓ یہ بھی فرماتی تھیں کہ زینبؓ سے بڑھ کر کوئی عورت میں نے نہیں دیکھی جو اپنی جان کو محنت میں کھپا کر مال حاصل کر کے صدقہ کرتی ہو اور اس کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل کرتی ہو۔ (مسلم شریف)

حضرت عمرؓ نے حضرت زینب بن جحشؓ کا وظیفہ بارہ ہزار (درہم) مقرر فرمایا تھا جسے انہوں نے صرف ایک سال قبول فرمایا اور قبول فرما کر بارگاہ خداوندی میں یہ عرض کیا:

اَللّٰهُمَّ لَايُدْرِكُنِىْ هٰذَا الْمَالُ مِنْ قَابِلٍ فَاِنَّهُ فِتْنَةٌ

اے اللہ! آئندہ سال یہ مال میرے پاس نہ آئے کیونکہ یہ فتنہ ہے۔

اس کے بعد پوری بارہ ہزار کی مالیت اسی وقت اپنے عزیزوں اور ضرورت مندوں میں تقسیم فرمادی۔ جب حضرت عمرؓ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو ان کے گھر تشریف لائے اور (باہر سے) سلام کہلا کر بھیجا اور فرمایا مجھے تمہاری رقم تقسیم

Marfat.com

کر دینے کا واقعہ معلوم ہو گیا ہے اس کے بعد مزید ایک ہزار کی رقم بھیجی تا کہ اسے اپنے خرچ میں لائیں لیکن انہوں نے اس رقم کو بھی تقسیم فرما دیا۔ (الاصابۃ)

حضرت زینبؓ کھالیں رنگنے کی مزدوری کر کے صدقہ کرتی تھیں۔ (الاصابتہ)

اور منتخب کنز العمال میں اس کے علاوہ ان کی اور دستکاری بھی لکھی ہے۔ جب حضرت زینبؓ کی وفات ہو گئی تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

لَقَدْ ذَهَبَتْ حَمِيدَةٌ مُتَعَبِّدَةٌ مُفْزِعُ الْيَتَامٰى وَ الْأَرَامِلِ

تعریف کے لائق اور عبادت گزار ہو کر دنیا سے اس حال میں چلی گئیں کہ یتیموں اور بیواؤں کو گھبراہٹ میں ڈال گئیں کیونکہ وہ اب سوچیں گے کہ ہم پر کون خرچ کرے گا۔

حج بیت اللہ:

حضرت زینبؓ نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ حج کیا تھا اس کے بعد کبھی حج کو نہ گئیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اپنی بیویوں سے فرمایا تھا کہ اس حج کو کر لو پھر گھر میں بیٹھنا۔ حضرت سودہؓ اور حضرت زینبؓ دونوں نے اس کے بعد حج نہ کیا اور یہ فرمایا:

وَاللّٰهِ لَا تُحَرِّكُنَا بَعْدَهُ دَابَّةٌ

اللہ کی قسم! اب تو آپؐ کے بعد ہم کسی جانور پر سوار تک نہ ہوں گے۔

ہاں دیگر امہات المومنین رضی اللہ عنہن حج کو جاتی تھیں۔ (البدایہ ۱۲)

غالباً انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ارشاد کا یہ مطلب سمجھا کہ خوامخواہ بلا وجہ گھر سے نکلنے کو منع فرمایا۔ اس میں حج کو جانے کی ممانعت داخل نہیں اور اگر حج سے روکا بھی ہے تو شرعی طور پر نہیں بلکہ شفقت کی وجہ سے روکا ہے لہٰذا طاقت ہوتے ہوئے حج نہ کرنا مناسب نہیں۔

Marfat.com

وفات:

حضرت زینب بنت جحشؓ نے ۲۰ھ میں وفات پائی۔ حضرت عمرؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی وفات کے وقت جو نو بیویاں چھوڑی تھیں ان میں سب سے پہلے ان ہی کی وفات ہوئی۔ حضورؐ نے اس کے متعلق اپنی زندگی میں خبر بھی دے دی تھی جسے حضرت عائشہؓ یوں روایت فرماتی ہیں کہ بعض بیویوں نے آپؐ سے سوال کیا کہ آپؐ کی وفات کے بعد ہم میں سے سب سے پہلے کون سی بیوی (اس دنیا سے رخصت ہو کر) آپؐ سے ملے گی؟ آپؐ نے جواب میں فرمایا جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے۔ یہ سن کر آپؐ کی بیویوں نے ایک بانس لے کر اپنا ہاتھ ناپنے شروع کر دیے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت سودہؓ کے ہاتھ سب بیویوں کے ہاتھوں سے لمبے نکلے اور آپس میں یہ سمجھ لیا کہ وہی سب سے پہلے وفات پائیں گی۔ پھر بعد میں ہم کو پتہ چلا جب حضرت زینبؓ کی وفات ہوگئی کہ آنحضرت ﷺ کا مطلب ناپ کی لمبائی بتانا نہ تھا بلکہ اس کا یہ مطلب تھا کہ جو عورت سب سے زیادہ صدقہ کرتی ہوگی وہ سب سے پہلے مجھ سے ملے گی کیونکہ زینبؓ ہم میں سے سب سے پہلے آپؐ سے جا کر ملیں جو صدقہ کرنے کو (بہ نسبت دوسری بیویوں کے بہت زیادہ) پسند کرتی تھیں (بخاری شریف) مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ آخر میں ہمیں یہ معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ لمبے ہاتھ (آنحضرت ﷺ کے نزدیک) زینبؓ کے تھے کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے کما کر صدقہ کرتی تھیں۔

وصیت:

حضرت زینبؓ نے وفات کے وقت فرمایا کہ میں نے اپنے لیے کفن تیار کیا ہے اور عمرؓ بھی میرے لیے کفن بھیجیں گے' لہٰذا تم ایسا کرنا کہ دونوں میں سے ایک صدقہ کر دینا۔ چنانچہ ان کی بہن حضرت حمنہؓ نے اس کفن کو صدقہ کر دیا

Marfat.com

جسے وہ خود تیار کر کے چھوڑ گئی تھیں۔ (الاصابہ ۱۲)

سبحان اللہ! دنیا سے چلتے چلتے صدقہ کرنے کا خیال رہا اور اس کی وصیت کی۔

حضرت زینبؓ کو دوسری امہات المومنین نے غسل اور کفن دیا ان کے لیے مسہری بنائی گئی۔ جس میں جنازہ رکھ کر قبرستان لے جایا گیا۔ وہ مسہری بنت عمیسؓ نے بنائی تھی جسے وہ حبشہ میں دیکھ کر آئی تھیں۔ مسہری میں جنازہ رکھ کر اوپر سے کپڑا ڈھک دیا گیا تو بالکل پردہ ہو گیا۔ اسے حضرت عمرؓ نے بہت پسند کیا۔ حضرت عمرؓ نے پہلے منادی کرادی تھی کہ حضرت زینبؓ کے جنازے میں صرف وہی لوگ آئیں جو ان کے محرم ہیں لیکن جب مسہری بن گئی اور پردہ کا انتظام ہو گیا تو دوبارہ منادی کرائی کہ سب مومنین اپنی ماں کے جنازہ میں شریک ہوں۔

جب جنازہ قبرستان میں لایا گیا تو حضرت عمرؓ نے قبر میں اترنے کا ارادہ فرمایا لیکن پہلے امہات المومنینؓ سے دریافت فرمایا کہ میں ان کی نعش کو قبر میں اتار سکتا ہوں یا نہیں؟ اس پر جواب آیا کہ نہیں۔ قبر میں وہی داخل ہوگا جو زندگی میں ان کے پاس آتا جاتا تھا جس سے شرعاً پردہ نہ تھا۔ لہٰذا حضرت عمرؓ نے ارادہ بدل دیا اور کپڑا تان کر پردہ کرا کر ان کے محرموں سے قبر میں داخل کرا کر مٹی دے دی۔ حضرت عمرؓ دفن کے وقت قبر کے کنارے بیٹھے رہے اور دیگر اکابر صحابہؓ کھڑے رہے۔ یہ سب تفصیل کنز العمال میں لکھی ہے۔ البدایہ میں لکھا ہے کہ حضرت زینبؓ بقیع میں دفن کی گئیں۔

رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہا وارضاھا! ذَھَبَتْ حَمِیْدَۃٌ مُّفْزِعَ الْیَتَامیٰ وَ لَارَامِلِ

Marfat.com

حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت زینب بنت جحشؓ سے نکاح کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہؓ سے نکاح فرمایا۔ ان کے والد کا نام حارث تھا۔ غزوہ بنی المصطلق کے موقع پر قید ہوکر آئی تھیں جس کی پوری تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ قبیلہ بنی المصطلق کے لوگ مجھ سے جنگ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں جن کا قائد حارث بن ابی ضرار ہے (یہ حضرت جویریہؓ کے والد تھے بعد میں مسلمان ہوئے) لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سات سو صحابہ کو لے کر اپنے پیچھے مدینہ منورہ کا انتظام حضرت ابوذر غفاریؓ یا نمیلہ بن عبداللہ اللیثیؓ کے سپرد کر کے بنوالمصطلق سے جہاد کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ یہ شعبان ۵ھ یا ۶ھ کا واقعہ ہے۔ چلتے چلتے بنوالمصطلق سے ایک تالاب کے کنارے مڈبھیڑ ہوگئی جسے مریسع کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس غزوہ کو غزوہ المریسع بھی کہتے ہیں۔ حملہ کرنے سے پہلے آپؐ نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ دشمنوں سے پکار کر کہہ دو:

قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تَمْنَعُوْا بِهَا اَنْفُسَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ

"لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلو۔ ایسا کرنے سے تمہارے جان و مال محفوظ ہوجائیں گے۔"

لیکن دشمنوں نے مبارک کلمہ کے پڑھنے اور ماننے سے انکار کردیا اور تیر پھینکنے شروع کردیے۔ لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو حملہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ سب صحابہؓ نے یک وقت ان پر حملہ کردیا جس کے نتیجہ میں بنوالمصطلق نے شکست کھائی اور بنوالمصطلق کے دس آدمی مارے گئے۔ جن میں سے دو آدمیوں کو سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے قتل کیا اور ایک صحابی حضرت ہشامؓ نے جام شہادت نوش کیا۔ (البدایہ)

حرم نبوت میں آنا:

اس غزوہ میں بڑی بھاری تعداد میں قیدی ہاتھ آئے اور مال بھی بہت

Marfat.com

ملا۔ حضرت جویریہ بھی قیدیوں میں تھیں۔ سید عالم ﷺ نے ان قیدیوں کو اپنے صحابہ ؓ میں تقسیم فرمادیا۔ حضرت جویریہ ؓ اس تقسیم میں حضرت ثابت بن قیس ؓ بن شماس یا ان کے چچازاد بھائی کے حصہ میں آ گئیں۔ لیکن انہوں نے باندی بن کر رہنا پسند نہ کیا اور حضرت ثابت ؓ یا ان کے چچیرے بھائی سے کتابت کا معاملہ طے کرلیا۔ (حضرت ثابت بن قیس ؓ نے حضرت جویریہ ؓ سے نو اوقیہ سونے پر کتابت کا معاملہ کیا تھا۔ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور ایک درہم ۳ ماشہ ایک رتی اور ۱/۵ رتی کا ہوتا ہے۔ ۱۲ منہ) یعنی یہ بات طے کرلی کہ اس قدر مال تم کو دوں گی تو تم مجھے آزاد کردو گے۔ معاملہ طے کر کے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں حارث بن ابی ضرار کی لڑکی ہوں جو سردار قوم ہے اور مجھے جس مصیبت نے گھیرا ہے وہ آپ ؐ سے پوشیدہ نہیں ہے یعنی کہ ثابت بن قیس ؓ (یا ان کے چچیرے بھائی) کے حصہ میں آ گئی ہوں اور ان سے کتابت کا معاملہ کرلیا ہے۔ جس کے لیے مال کی ضرورت ہے۔ آپ ؐ سے اس بارے میں مدد چاہتی ہوں۔ آپ ؐ نے فرمایا اس سے بہتر بات تمہیں نہ بتادوں؟ عرض کیا کیا؟ فرمایا کہ میں تمہاری طرف سے مال ادا کردوں اور تم سے نکاح کرلوں۔ حضرت جویریہ ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے منظور ہے چنانچہ آپ ؐ نے ان کی طرف سے مال ادا فرمادیا اور ان کو آزاد کرا کر خود ان سے نکاح کرلیا۔ (البدایہ)

حضرت جویریہ ؓ کے پہلے شوہر کا نام مسافع بن صفوان تھا جو اسی جنگ میں مارا گیا جس میں حضرت جویریہ ؓ قید ہو کر آئی تھیں۔ حضرت جویریہ ؓ روایت فرماتی تھیں کہ آنحضرت ﷺ جب بنو المصطلق سے جہاد کرنے کے لیے پہنچے تھے تو اس سے تین روز پہلے میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ مدینہ سے چاند چل کر میری گود میں آ کر گرا۔ میں نے کسی کو اپنا خواب ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا حتیٰ

Marfat.com

کہ آپؐ جہاد کے لیے تشریف لے گئے اور جب ہم قید کر لیے گئے تو مجھے اپنے خواب کے پورا ہونے کی امید بندھ گئی جو الحمد للہ پوری ہوئی اور مجھے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد فرما کر اپنے نکاح میں لے لیا۔ (البدایہ)

حرم نبوت میں آنے سے پوری قوم کا بھلا ہوا:

جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہؓ سے اپنا نکاح فرمالیا تو یہ خبر سارے مدینہ میں گونج گئی۔ حضرت جویریہؓ کی قوم و خاندان کے سینکڑوں قیدی صحابہؓ کے گھروں میں موجود تھے جو غلام بنا کر تقسیم کر دیے تھے۔ نکاح کی خبر پھیلتے ہی حضرات صحابہؓ نے سب کو اس احترام کے پیش نظر آزاد کر دیا کہ اب تو یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال والے ہو گئے۔ ان کو غلام بنا کر کیسے رکھیں؟ حضرت جویریہؓ فرماتی تھیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں گفتگو بھی نہ کی تھی مسلمانوں نے خود ہی میری قوم اور خاندان والوں کو آزاد کر دیا جس کی خبر میری ایک چچا کی لڑکی نے مجھے دی۔ یہ سن کر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ (البدایہ)

حضرت عائشہؓ نے اس واقعہ کے متعلق فرمایا:

فلقد اعتق بتزویجہٖ ایّاھا مِاءۃُ اھل بیتٍ مِّنْ بنی المصطلق

فما اعلم امراءۃً اعظم برکۃً علٰی قومھا منھا

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جویریہؓ سے نکاح کر لینے سے بنوالمصطلق کے سو گھرانے آزاد ہوئے۔ میں نے کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی جو جویریہؓ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لیے بڑی برکت والی ثابت ہوئی ہو۔" (البدایہ و مثلہ فی الاصابہ)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر باپ کے ساتھ جانے سے انکار:۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہؓ کو آزاد کرا کے ان سے اپنا نکاح فرمالیا تو حضرت جویریہؓ کے والد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میری بیٹی بڑی معزز ہے جسے قیدی بنا کر رکھنا گوارا نہیں

Marfat.com

ہے۔لہٰذا آپؐ اسے چھوڑ دیجئے۔آپؐ نے فرمایا اگر میں اختیار دے دوں کہ جی چاہے تو چلی جائے اور چاہے تو میرے پاس رہے تو اس کو تم اچھا سمجھتے ہو؟ حارث نے جواب دیا جی ہاں بہت مناسب ہے۔اس کے بعد حارث اپنی بیٹی کے پاس آئے اور پورا واقعہ نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے اختیار دے دیا ہے کہ چاہے تو چلی جائے لہٰذا میرے ساتھ چل۔حضرت جویریہؓ نے جواب میں فرمایا:

اِختَرتُ اللہَ وَرَسُولَہٗ

میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اختیار کرتی ہوں۔تمہارے ساتھ نہ جاؤں گی۔(الاصابہ)

والد کا مسلمان ہونا:

آنحضرت ﷺ کا ایک معجزہ دیکھ کر حضرت جویریہؓ کے والد بھی مسلمان ہو گئے تھے جس کی تفصیل یہ ہے کہ جنگ کے موقع پر جب بنو المصطلق کو شکست ہو گئی اور مسلمانوں نے ان کو قید کر لیا جن میں حضرت جویرہؓ بھی تھیں تو اس موقعہ پر ان کے والد کسی طرح فرار ہو گئے اور قید ہونے سے بچ گئے۔بعد میں اپنی بیٹی کو چھڑانے کے لیے مدینہ منورہ کا رخ کیا اور مال دے کے چھڑانے کی نیت سے بہت سے اونٹ ساتھ لے کر چلے۔چلتے چلتے ان اونٹوں میں سے دو اونٹ بہت ہی زیادہ دل کو بھا گئے۔جنہیں عقیق کی گھاٹیوں میں چھپا کر باقی اونٹ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہماری بیٹی آپؐ کے قبضے میں آ گئی ہے لہٰذا اس کے بدلہ یہ اونٹ لے کر اسے چھوڑ دیجئے۔آپؐ نے فرمایا وہ دو اونٹ کہاں ہیں جن کو تم عقیق کی گھاٹیوں میں چھپا آئے ہو۔یہ سنتے ہی حضرت جویریہؓ کے والد نے کلمہ شہادت پڑھ لیا اور کہا کہ واقعی آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ان اونٹوں کو چھپانے کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں تھا۔جب آپ نے ان کے متعلق خبر دی تو ضرور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی ہے۔اس کے ساتھ ان کے دو بیٹوں اور قوم کے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ (الاستیعاب)

Marfat.com

پہلے واقعہ کو اس واقعہ کے ساتھ ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حارث بن ابی ضرارؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اپنی بیٹی کو ہمراہ لے جانے کو کہا ہوگا وہ خود ان کے ساتھ نہ گئیں۔

تبدیلی نام:

حضرت سید عالم ﷺ نامناسب ناموں کو بدل دیا کرتے تھے۔ حضرت جویریہؓ کا نام برہ تھا آپؐ نے بدل کر جویریہؓ رکھا۔ (مسلم شریف)
ایک اور لڑکی کا نام برہ تھا۔ اس کا نام بدل کر زینب رکھ دیا تھا۔ ایک لڑکی کا نام عاصیہ تھا (یعنی گنہگار) اس کا نام بدل کر جمیلہ رکھا۔ ایک شخص کا نام حزن (بمعنی سخت) تھا۔ آپؐ نے اس کا نام بدل کر سہل تجویز فرمایا۔ (مشکوۃ شریف)

اور قاعدہ کلیہ کے طور پر فرمایا کہ تم قیامت کے روز اپنے ماں اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے لہٰذا نام اچھے رکھا کرو۔ (ابوداؤد شریف)

اس بارے میں ہم نے ایک رسالہ ''اسلامی نام'' کے عنوان سے لکھا ہے اسے ملاحظہ فرمائیں۔ برہ کا معنی ہے نیک عورت، جب اس نام کی عورت سے اس کا نام دریافت کیا جائے تو بتائے گی کہ میں برہ یعنی نیک ہوں۔ اس سے اپنی تعریف ہوتی ہے اس لیے یہ نام ناپسند فرمایا۔

ذکر الٰہی:

حضرت جویرہؓ اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ سید عالم ﷺ نماز فجر کے بعد (ان کے پاس تشریف لائے پھر فوراً ہی) باہر تشریف لے گئے اور ان کو مصلے پر ذکر کرتی ہوئی چھوڑ گئے۔ پھر بہت دیر کے بعد تشریف لائے جبکہ چاشت کا وقت ہو چکا تھا۔ آ کر دیکھا وہ اب بھی مصلے پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ اس وقت سے اسی طرح یہیں بیٹھی ہو جب سے باہر گیا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا میں نے

Marfat.com

تمہارے پاس سے جانے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہہ لیے ہیں جن کا ثواب اتنا زیادہ ہے کہ تم نے آج جس قدر ذکر کیا ہے اگر ان کے ساتھ رکھ کر تولا جائے تو وہ چاروں کلمات ہی بڑھ جائیں گے۔ وہ کلمات یہ ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَانَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ

''اللہ پاک ہے اور میں اس کی تعریف کرتا ہوں جس قدر اس کی مخلوق ہے اور جس سے وہ راضی ہو جائے اور جتنا اس کے عرش کا وزن ہے اور جس قدر اس کی تعریف کہنے کے لیے بے انتہا کلمات کی روشنی ہو۔''

وفات:

حضرت جویریہؓ نے ۵۰ھ میں وفات پائی۔ واقدیؒ نے ۵۶ھ میں بتائی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ مروان بن الحکم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (البدایہ والاصابہ)

رضی اللہ عنہا وارضاھا

Marfat.com

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت جویریہؓ سے نکاح کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوسفیان کی بیٹی حضرت ام حبیبہؓ سے نکاح کیا۔ ان کی والدہ صفیہ بنت ابی العاص حضرت عثمان بن عفانؓ کی پھوپھی تھیں۔ ان کے والد ابوسفیان وہی ابوسفیان ہیں جو برسوں آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں لڑتے رہے بعد میں مسلمان ہوئے۔ ان کا نام صخر تھا۔ حضرت معاویہؓ جو امیر معاویہؓ کے لقب سے مشہور ہیں حضرت ام حبیبہؓ کے بھائی تھے۔

ہجرت حبشہ:

حضرت ام حبیبہؓ کا نام رملہ تھا۔ بعض نے ہند بھی بتایا۔ ان کا پہلا نکاح عبیداللہ بن جحش سے ہوا تھا۔ دونوں میاں بیوی نے ابتدائے اسلام میں اسلام قبول کیا اور مشرکین مکہ سے تنگ آ کر دیگر مسلمانوں کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کر گئے۔ وہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام حبیبہؓ رکھا۔ لڑکی کے نام سے ان کی کنیت ام حبیبہؓ مشہور ہوگئی۔ ان کے شوہر عبیداللہ بن جحش نے نصرانی مذہب قبول کرلیا اور اسلام چھوڑ دیا۔ حضرت ام حبیبہؓ سے بھی اس نے اسلام چھوڑنے کو کہا لیکن اللہ جل شانہ نے ان کو اسلام پر جمائے رکھا اور انہوں نے نصرانیت کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔

حضرت ام حبیبہؓ فرماتی تھیں کہ میں نے اپنے شوہر کو خواب میں بری شکل میں دیکھا جس سے میں گھبرا گئی۔ جب صبح ہوئی تو پتہ چلا کہ وہ نصرانی ہوگیا ہے اور اب سمجھ میں آیا کہ خواب میں اس کی بری شکل اسی وجہ سے دکھائی گئی۔ لہٰذا میں نے اپنا خواب اس سے بیان کیا اور اسلام قبول کرنے کو کہا۔ اس نے کچھ خیال نہ کیا اور خوب شراب پینے لگا حتیٰ کہ کافر ہی مرا۔

حرم نبوت میں آنا:

حضرت ام حبیبہؓ فرماتی تھیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے کوئی

Marfat.com

شخص ام المومنین کہہ رہا ہے۔ یہ خواب دیکھ کر میں چونک گئی۔ پھر بعد میں اس کی تعبیر ظاہر ہوئی اور وہ یہ کہ حبشہ کے بادشاہ نجاشیؓ کی خاص خدمت گزار باندی ابرہہ نامی میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ بادشاہ نے یہ کہلوایا ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے میرے پاس پیغام بھیجا ہے کہ تمہارا نکاح آنحضرت ﷺ سے کردوں۔ یہ سنتے ہی میں نے اس باندی کو دعا دی۔ بَشَّرَکِ اللّٰہُ بِالْخَیْرِ (اللہ تجھے بھی خیر کی خوشخبری سنادے) اس کے بعد اس باندی نے کہا کہ تم اپنا وکیل مقرر کردو جو تمہارا نکاح کرسکے۔ لہٰذا میں نے خالد بن سعید بن العاصؓ کو اپنا وکیل بنادیا جو دادھیال کی طرف سے رشتہ دار تھے اور ہجرت کرکے حبشہ پہنچے ہوئے تھے اور خوشی میں پیغام لانے والی باندی کو اپنے دونوں کنگن اور انگوٹھیاں وغیرہ دے دیں۔ یہ سب چیزیں چاندی کی تھیں۔ (ہذا کلہ من الاصابہ والاستیعاب)

جب رات کا وقت ہوا تو نجاشی نے جعفر بن ابی طالب کو اور ان مسلمانوں کو بلایا جو حبشہ ہجرت کرگئے تھے اور اس وقت وہاں مقیم تھے۔ جب سب آنے والے آگئے تو نجاشی نے خطبہ پڑھا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الْمَلِکُ الْقُدوس السَّلَامُ الْمُؤمِنُ الْعَزِیزُ الْجَبَّارُ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَنَّہٗ الَّذِیْ بَشَّرَبِہٖ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ ○

اس کے بعد کہا! اما بعد! رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے یہ فرمائش کی ہے کہ ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان کا نکاح ان سے کردوں لہٰذا میں نے ان کی فرمائش قبول کی۔ یہ کہہ کر نجاشی نے چار سو دینار مہر میں آنحضرت ﷺ کی طرف سے مقرر کیے اور اسی وقت حاضرین کے سامنے ڈال دیے اور اس کے بعد خالد بن سعید بن العاصؓ نے خطبہ پڑھا اور یوں بولے:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اَحْمِدُہٗ وَ اَسْتَعِیْنُہٗ وَ اَسْتَغْفِرُہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ

Marfat.com

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ

اس کے بعد کہا! امابعد! میں نے رسول اللہ ﷺ کی فرمائش قبول کی اور ام حبیبہ بنت ابوسفیان کا نکاح آنحضرت ﷺ سے کردیا۔ فبارک اللہ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ۔ اس کے بعد خالد بن سعیدؓ نے مہر والے دینار لے لیے اور حاضرین اٹھ کر چلنے لگے۔ نجاشی نے کہا ابھی ٹھہرو کیونکہ نبیوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ نکاح کے بعد کچھ کھلایا جائے۔ یہ کہہ کر نجاشی نے کھانا منگایا اور حاضرین مجلس نے کھایا۔ اس کے بعد چلے گئے۔ یہ ۷ھ کا واقعہ ہے اور بعض نے ۶ھ کا بتایا ہے۔

حضرت ام حبیبہؓ فرماتی تھیں کہ جب مہر کی رقم میرے پاس آگئی تو میں نے اس میں سے ۵۰ دینار ابرھہ باندی کو اور دے دیے۔ اس نے یہ کہہ کر واپس کر دیے کہ بادشاہ نے قبول کرنے سے منع کر دیا ہے اور اس سے پہلے جو چیزیں میں نے اسے دی تھیں وہ بھی واپس کر دیں۔ (من البدایہ والاصابہ)

جب اس نکاح کی خبر حضرت ابوسفیانؓ کو پہنچی جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے تو اپنی ہار مان گئے۔ چونکہ اس وقت تک آنحضرت ﷺ سے لڑتے تھے اور مشرکین مکہ کو آنحضرت ﷺ سے لڑانے میں بہت پیش پیش تھے اور اسلام اور داعی اسلام کا نام تک مٹا دینا چاہتے تھے اس لیے ان کو یہ کہاں منظور ہوتا کہ ان کی بیٹی آپ ﷺ کے نکاح میں آجائے۔ نکاح کی خبر سن کر یوں بول اٹھے۔

ھُوَ الْفَحْلُ لَا یُجْدَعُ اَنْفُہٗ ' (محمد رسول اللہ ﷺ جوانمرد ہیں۔ ان کی ناک نہیں کاٹی جا سکتی) یعنی وہ بلند نام والے عزت دار ہیں ہم ان کو ذلیل نہیں کر سکتے۔ ادھر ہم ان سے لڑ رہے ہیں ادھر ہماری لڑکی ان کے نکاح میں چلی گئی۔ اس کہنے کا مقصد ہار مان لینا تھا۔

حبشہ سے مدینہ منورہ پہنچنا:

نکاح کے دوسرے روز نجاشیؒ نے حضرت ام حبیبہؓ کے پاس خوشبو اور

Marfat.com

جہیز کا سامان بھیجا اور حضرت شرجیل بن حسنہؓ کے ہمراہ حضرت ام حبیبہؓ کو مدینہ منورہ پہنچوا دیا۔ وہاں پہنچ کر وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں رہنے لگیں اور ان کا مبارک خواب جس میں کسی نے یا ام المومنین کہہ پکارا تھا صحیح ثابت ہوا۔

آنحضرت ﷺ کا احترام:

حضرت ام حبیبہؓ سید عالم ﷺ کے بہت اعزاز و احترام کرتی تھیں۔ جب مدینہ منورہ پہنچ گئیں تو ان کے والد مکہ سے مدینہ پہنچے۔ اس وقت کافر تھے اور مشرکین مکہ کی طرف سے صلح حدیبیہ کے بارے میں گفتگو کرنے کے لیے آئے تھے (صلح تو پہلے ہو چکی تھی مگر اس کی معیاد میں یا معاملہ میں تجدید کرنا چاہتے تھے) اس ذیل میں وہ اپنی بیٹی ام حبیبہؓ کے پاس بھی ملنے کے لیے گئے۔ جب گھر میں پہنچے اور بستر پر بیٹھنے لگے تو حضرت ام حبیبہؓ نے بستر کو تہہ کر دیا اور باپ کو اس پر نہ بیٹھنے دیا۔ وہ بولے۔ یہ کیا کیا تو نے؟ میں اس بستر کے لائق نہیں ہوں؟ اس لیے تو نے اس کو تہہ کر دیا یا یہ بستر میرے لائق نہیں ہے؟ حضرت ام حبیبہؓ نے جواب دیا کہ یہ سید عالم ﷺ کا بستر ہے اور تم مشرک ہو۔ اس پر تمہیں کیسے بیٹھنے دوں؟ یہ سن کر باپ نے کہا کہ تو تو میرے بعد خراب ہو گئی ہے۔ (الاصابہ)

حضرت ابوسفیانؓ فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے۔ برسوں آنحضرت ﷺ سے لڑتے رہے تھے اس لیے مسلمان ان کو نہ اچھی نظر سے دیکھتے تھے نہ ان کو پاس بٹھانا گوارا کرتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یا نبی اللہ! میری تین درخواستیں ہیں آپؐ انہیں قبول فرما دیں۔ آپؐ نے فرمایا بہتر ہے بیان کرو۔ اس پر ابوسفیانؓ نے عرض کیا ایک تو یہ ہے کہ میرے پاس بڑی خوبصورت لڑکی ام حبیبہؓ موجود ہے اس کا آپؐ سے نکاح کر دیتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا مناسب ہے۔ دوسری بات یہ عرض کی کہ آپؐ میرے بیٹے معاویہؓ کو اپنا کاتب بنا لیں۔ آپؐ نے اس کو بھی منظور فرمایا۔ تیسری

Marfat.com

درخواست یہ کہ آپؐ مجھے اسلامی لشکر کا امیر بنایا کریں تا کہ کافروں سے اسی طرح جنگ کروں جیسے مسلمانوں سے کرتا تھا۔آپؐ نے یہ درخواست بھی منظور فرمائی۔یہ مسلم شریف کی روایت ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ام حبیبہؓ کا نکاح مدینہ منورہ میں ان کے باپ نے آنحضرت ﷺ سے کیا لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔صحیح یہی ہے کہ ام حبیبہؓ سے جب آنحضرت ﷺ کا نکاح ہوا تو ابوسفیانؓ کافر ہی تھے۔مسلم اس کی جزو کو محدثین صحیح نہیں مانتے ہیں۔

اتباع حدیث:

حضرت ام حبیبہؓ آنحضرت ﷺ کے ارشادات پر بڑی پابندی سے عمل کرتی تھیں۔ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے سنا کہ جو شخص رات دن میں بارہ رکعتیں پڑھ لے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا۔چار ظہر سے پہلے دو اس کے بعد دو مغرب کے بعد دو عشاء کے بعد دو فجر سے پہلے۔یہ ترمذی شریف کی روایت ہے۔اس میں سنن موکدہ کا ذکر ہے۔حضرت ام حبیبہؓ اس کی روایت فرماتی تھیں اور پابندی سے ان سنتوں کو پڑھتی تھیں۔مسند امام احمد میں ہے کہ حضرت ام حبیبہؓ نے فرمایا فَمَا بَرِحْتُ اُصَلِّهِنَّ بَعْدُ کہ آنحضرت سے اس حدیث کو سننے کے بعد میں نے ہمیشہ یہ رکعات پڑی ہیں۔حضرت ام حبیبہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی ایسی عورت کے لیے جو اللہ پر اور آپؐ کے دین پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں ہے کہ تین رات سے زیادہ کسی میت پر سوگ کرے۔سوائے شوہر کی وفات کے کہ اس کی وفات پر چار ماہ دس روز سوگ کرے۔اسی حدیث کے پیش نظر جب حضرت ابوسفیانؓ کی وفات ہوگئی تو ان کی وفات کے تیسرے روز خوشبو منگا کر استعمال کی اور فرمایا کہ مجھے خوشبو کی رغبت نہیں ہے لیکن استعمال اس لیے کر رہی ہوں کہ سوگ نہ سمجھا جائے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب (وفات سے قبل) مریض ہوئے تو آپ کی ایک بیوی نے اہل کتاب کے ایک عبادت خانہ کا

Marfat.com

ذکر کیا جسے ماریہ کہتے تھے۔ چونکہ ام سلمہؓ اور حضرت ام حبیبہؓ حبشہ گئی تھیں اور اسے دیکھ کر آئی تھیں اس لیے انہوں نے اس کی خوبصورت بناوٹ اور اس کی تصویروں کا ذکر کیا۔ آنحضرت ﷺ نے سر اٹھا کر فرمایا کہ "یہ لوگ یہ حرکت کرتے تھے کہ جب ان میں سے کوئی نیک انسان مرجاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنالیتے پھر اس میں وہ تصویریں بنالیتے تھے (جن کا تم ذکر کر رہی ہو) یہ لوگ اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ برے ہیں۔" (مشکوۃ شریف)

فکر آخرت:

حضرت ام حبیبہؓ بڑی عبادت گزار اور پرہیز گار تھیں۔ فکر آخرت کا اس سے اندازہ ہوگا کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت عائشہؓ کو بلا کر کہا کہ زندگی میں ہم میں آپس میں سوکنوں والی رنجش رہی ہے لہٰذا تم میرا کہا سنا سب کچھ معاف کردو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے معاف کردیا اور ان کی مغفرت کی دعا کی۔ اس کے بعد ام حبیبہؓ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ خدا تمہیں خوش کرے جیسے تم نے مجھے ابھی خوش کیا ہے۔ اس کے بعد حضرت ام سلمہؓ کو بلا کر یہی گفتگو کی جو حضرت عائشہؓ سے کی۔ (الاصابہ)

وفات:

حضرت ام حبیبہؓ کی وفات ۴۴ھ میں ہوئی۔ ابن سعد اور ابو عبید نے ان کی وفات کا یہی سن بتایا ہے۔ ابن حبان اور ابن قانع کا قول ہے کہ انہوں نے ۴۲ھ میں وفات پائی۔ ابن ابی خشیمہ نے ان کی وفات کا سال ۵۶ھ بتایا ہے۔ لیکن الاصابہ میں اس کو صحیح نہیں مانا۔ حضرت علی بن حسینؓ کی روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے گھر گیا جو حضرت علیؓ کی حویلی میں تھا۔ کسی ضرورت سے ایک کونہ میں زمین کھودی تو اس میں ایک پتھر نکلا جس میں لکھا تھا کہ ہذا قبر رملۃ بنت صخر (یہ رملہ بنت صخر کی قبر ہے) لہٰذا اس پتھر کو ہم نے وہیں رکھ دیا اور مٹی دے دی۔ ذکرہ فی الاستیعاب

رضی اللہ عنہا وارضاہا

Marfat.com

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت ام حبیبہؓ سے نکاح فرمانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت صفیہؓ سے نکاح فرمایا۔ یہ حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھیں۔ والد کا نام حیی بن اخطب اور والدہ کا نام برہ بنت سموال تھا۔ آنحضرت ﷺ سے پہلے یکے بعد دیگرے دوشوہروں کے نکاح میں رہ چکی تھیں۔ پہلا شوہر سلام بن مشکم تھا اور دوسرا کنانۃ بن ابی الحقیق۔

(الاصابہ والاستیعاب)

حرم نبوت میں آنا:

حضرت صفیہؓ نے کئی خواب ایسے دیکھے تھے جن کی تعبیر یہ ظاہر ہوتی تھی کہ سید عالم ﷺ سے ان کا نکاح ہوگا۔ ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ میری گود میں چاند آ کر گرا۔ اس خواب کا اپنی والدہ سے تذکرہ کیا تو اس نے ان کے چہرے پر ایک طمانچہ مار کر کہا کہ تو یہ چاہتی ہے کہ شاہ عرب ﷺ کے نکاح میں چلی جائے۔ راوی کہتے ہیں کہ ان کی والدہ کا طمانچہ چہرے پر اپڑ آیا تھا جس کا اثر آنحضرت ﷺ کی زوجیت میں آنے تک باقی رہا۔ آپ نے اسے دیکھ کر سبب دریافت کیا تو حضرت صفیہؓ نے پورا واقعہ سنایا۔ ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ آفتاب میرے سینہ پر آ کر گرا ہے۔ اس خواب کا اپنے شوہر سے ذکر کیا تو اس نے بھی یہی کہا تو اسی شاہ عرب ﷺ کو چاہتی ہے جو ہمارے ہاں آ کر مقیم ہوا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ آنحضرت ﷺ جہاد کے لیے ان کے علاقہ (خیبر) میں پہنچ چکے تھے۔ (الاصابہ)

۷ھ میں آنحضرت ﷺ غزوہ خیبر کے لیے روانہ ہوئے وہاں یہودی رہتے تھے۔ ان کی رہائش اس طرح تھی کہ بہت سے قلعے بنا رکھے تھے۔ ہر ایک قلعہ کی آبادی علیحدہ علیحدہ تھی۔ ۴ھ میں جب آنحضرت ﷺ نے یہود بنی نضیر کو

Marfat.com

مدینہ سے جلاوطن کیا تو ان میں سے اکثر لوگ شام جا کر اور کچھ خیبر پہنچ کر رہنے لگے تھے۔ حضرت صفیہؓ کا باپ حیی بن اخطب (جو بنی نضیر کا سردار تھا) خیبر میں ہی مقیم ہوا تھا۔ جب آنحضرت ﷺ خیبر والوں سے جہاد کرنے کے لیے خیبر کی آبادی میں پہنچے تو اس وقت وہ لوگ اپنے کام کاج کے لیے قلعوں سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کے لشکر کو دیکھ کر سہم گئے اور کہنے لگے کہ محمد والخمیس (محمد ﷺ اور ان کا لشکر آ پہنچا) حضور اقدس ﷺ نے ان کے قلعوں کا محاصرہ کر کے یکے بعد دیگرے سب کو فتح کیا۔ آخری قلعہ جو فتح ہوا وہ وطیح کا قلعہ تھا۔ دس روز سے کچھ زیادہ اس کا محاصرہ رہا۔ مرحب نامی شخص (جو اس قلعہ کا بڑا تھا) قتل ہوا اور حضرت صفیہ کا شوہر جنگ خیبر میں مارا گیا۔

(البدایہ والاصابہ ۱۲)

جب جنگ کے ختم پر قیدی جمع کیے گئے تو ان میں حضرت صفیہؓ بھی تھیں۔ حضرت وحیہؓ دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ان قیدیوں میں سے مجھے ایک باندی عنایت فرما دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ ان میں سے ایک باندی لے لو۔ انہوں نے حضرت صفیہؓ کا انتخاب کر لیا۔ اسی اثناء میں ایک دوسری صحابی حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یا نبی اللہ ﷺ آپ نے یہ عورت وحیہؓ کو دے دی، وہ بنی قریظہ اور بنی نضیر کی سردار ہے۔ (حضرت صفیہ کا باپ بنی نضیر کا سردار تھا اور ان کی والدہ قبیلہ بنو قریظہ کے سردار کی بیٹی تھی۔ اس لیے حضرت صفیہؓ کو بنو نضیر اور بنو قریظہ کی سردار کہا گیا ہے) اس لیے وہ صرف آپ ہی کے لیے مناسب ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اچھا وحیہؓ کو بلاؤ۔ وہ اس کو لے آئے۔ چنانچہ وہ حسب فرمان والا شان حاضر ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا تم اس کے علاوہ قیدیوں میں سے دوسری باندی لے لو۔ چنانچہ وہ اس پر راضی ہو گئے اور آنحضرت ﷺ نے حضرت صفیہؓ کو اپنے لیے منتخب کر لیا اور ان کو آزاد کر کے نکاح کر لیا۔ (استیعاب میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت وحیہؓ سے سات باندی غلام دے کر

Marfat.com

حضرت صفیہؓ کو لیا) (جمع الفوائد عن الصحیحین)

کہا جاتا ہے کہ حضرت صفیہؓ کا نام زینب تھا۔ چونکہ آنحضرت ﷺ نے ان کو اپنے لیے منتخب فرما لیا تھا اس لیے ان کو صفیہ کہا جانے لگا۔ صفیہ کے معنی ہیں انتخاب کردہ آنحضرت ﷺ کا یہ نکاح سفر میں ہوا اور سفر ہی میں مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے نکاح کے بعد والے مرحلے گزر گئے اور سفر ہی میں ولیمہ کیا جس کی صورت یہ ہوئی کہ جب خیبر سے واپس ہونے لگے تو راستہ میں مقام صہبا پر قیام کیا۔ وہیں حضرت ام سلیمؓ اور ام سنانؓ نے حضرت صفیہؓ کے سر میں کنگھی کی اور عطر لگایا اور آنحضرت ﷺ کے پاس (خیمہ میں) بھیج دیا۔ آپ اس رات سوئے نہیں اور صبح تک ان سے باتیں کرتے رہے۔ اس وقت ان کی عمر پورے سترہ سال کی بھی نہ ہوئی تھی۔ (الاصابہ وبعضہ فی البخاری)

ولیمہ:

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے تین روز خیبر اور مکہ کے درمیان قیام فرمایا۔ تینوں دن حضرت صفیہؓ نے آپ کے پاس شب باشی کی اور وہیں جنگل میں ولیمہ ہوا ولیمہ میں کوئی گوشت روٹی تو نہیں تھی (بلکہ متفرق قسم کی دوسری چیزیں تھیں) آنحضرتؐ نے چمڑے کا دسترخوان بچھانے کا حکم فرمایا جن پر کھجوریں اور پنیر اور گھی لا کر رکھ دیا گیا۔ مجھے حکم فرمایا کہ لوگوں کو بلاؤ۔ میں بلا لایا اور لوگوں نے ولیمہ کی دعوت کھائی۔ پورے لشکر میں سے جن کو نکاح کا علم نہ ہوا تھا وہ لوگ اس تردد میں رہے کہ صفیہ سے آنحضرت ﷺ نے نکاح کر لیا ہے یا باندی بنا لیا ہے۔ پھر خود ہی اس کا فیصلہ کیا کہ اگر آپؐ نے ان کو پردے میں رکھا تو ہم سمجھیں گے کہ آپؐ کی بیوی اور امہات المومنین میں سے ہیں ورنہ یہ سمجھیں گے کہ آپؐ نے ان کو لونڈی بنا لیا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے کوچ فرمایا تو اپنی سواری پر ان کے لیے پیچھے بیٹھنے کی جگہ بنائی اور ان کو سوار کر کے ان کے اور لوگوں کے درمیان پردہ تان دیا۔ اس سے سب سمجھ گئے کہ وہ ام المومنین ہیں۔ یہ بخاری

Marfat.com

شریف کی روایت ہے جو کتاب النکاح میں ذکر کی ہے۔ دوسری روایت میں ہے جو حضرت امام بخاریؒ نے کتاب المغازی میں درج کی ہے کہ دستر خوان بچھانے کا حکم حضرت بلالؓ کو ہوا تھا۔ اس واقعہ کو حضرت امام بخاریؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں ذکر کیا ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ولیمہ کھلانے کا ارادہ فرمایا تو اعلان فرمایا کہ جس کے پاس جو کچھ کھانے کی چیز ہو لے آئے۔ چنانچہ کوئی کھجور لایا کوئی گھی لایا کوئی ستو لایا اور سب چیزیں مالیدہ کی طرح ایک جگہ ملا کر کھالی گئیں۔

مدینہ منورہ پہنچنا:

حضور اقدس ﷺ بڑے کریم اور شفیق تھے۔ اپنی بیویوں کو بڑی اچھی طرح رکھتے تھے حضرت صفیہؓ آپؐ کے ساتھ خیبر سے مدینہ کو روانہ ہوئیں اور راستہ میں کئی دن لگے۔ جب اونٹ پر سوار ہونے کا موقع آتا تھا تو آپؐ اونٹ کو بٹھا کر خود اونٹ کے پاس بیٹھ جاتے تھے اور حضرت صفیہؓ آپؐ کے مبارک گھٹنے پر قدم رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاتی تھیں۔ (بخاری شریف)

خود حضرت صفیہؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول ﷺ سے بڑھ کر اچھے اخلاق والا کوئی نہیں دیکھا۔ جب خیبر سے مجھے لیکر روانہ ہوئے تو اونٹنی پر مجھے نیند آجاتی تھی اور میرا سر کجاوہ میں لگنے لگتا تھا۔ آپؐ اپنے ہاتھ سے میرا سر تھامتے اور فرماتے کہ اے حیی کی بیٹی دھیان سے سوار رہ۔ (مجمع)

مدینہ منورہ پہنچ کر آنحضرت ﷺ نے حضرت صفیہ کو حضرت حارثہ بن النعمانؓ کے مکان میں قیام کرا دیا۔ مدینہ کی عورتوں میں ان کے حسن کی شہرت ہوگئی تو دیکھنے آئیں۔ حضرت عائشہؓ بھی دیکھنے کو پہنچیں ان سے آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کہو صفیہ کیسی ہے؟ بولیں ہاں میں یہودیہ کو دیکھ آئی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کہو وہ یہودیہ نہیں ہے۔ اسلام لا چکی ہے۔ وہ بہترین مسلمان ہے۔

Marfat.com

سخاوت:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ منورہ پہنچ کر اپنے کانوں کے زیور (بالیاں وغیرہ) حضرت فاطمہؓ اور دوسری عورتوں کو دے دیے۔ یہ زیور سونے کا تھا۔ (الاصابہ ۱۲)

اخلاق وعادات:

حضرت صفیہؓ بڑی عاقلہ فاضلہ اور بردبار تھیں۔ حضرت صفیہؓ کی ایک باندی نے حضرت عمرؓ سے شکایت کی جبکہ وہ خلیفہ تھے کہ صفیہ ہفتہ کے دن کو (یہودیوں کی طرح) دوسرے دنوں سے اچھا سمجھتی ہیں اور یہود کے ساتھ روپیہ پیسہ سے اچھا سلوک کرتی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اس بارے میں آدمی بھیج کر دریافت کرایا تو حضرت صفیہؓ نے جواب دیا کہ ہفتہ کے دن والی بات تو غلط ہے۔ جب سے اللہ نے (مجھے مسلمان بنا کر) جمعہ کا دن عنایت فرمایا میں نے ہفتہ کے دن کو محبوب نہیں سمجھا اور یہود کو روپیہ پیسہ اس لیے دیتی ہوں کہ اُن سے میرا رشتہ داری کا تعلق ہے۔ گو وہ کافر ہیں مگر رشتہ دار ہیں اور اسلام میں کافر رشتہ دار سے سلوک کرنا بھی باعث ثواب ہے۔ اس کے بعد اس باندی سے حضرت صفیہؓ نے پوچھا کہ تجھے چغلی کھانے پر کس نے آمادہ کیا۔ اس نے جواب دیا کہ شیطان نے مجھے پھسلایا۔ فرمایا جا تو آزاد ہے۔ (الاصابہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت:

حضرت صفیہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت تھی۔ جس بیماری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس بیماری میں حضرت صفیہؓ نے کہا یا نبی اللہ! خدا کی قسم میرا دل چاہتا ہے کہ جو تکلیف آپ کو ہے آپ کی بجائے مجھے ہو جاتی۔ اس وقت وہاں دیگر امہات المومنین بیٹھی تھیں۔ انہوں نے اس بات کو مصنوعی بتانے کے لیے کن انکھیوں سے ایک دوسرے کی طرف اشارہ کیا (اور بعض نے زبان سے بھی ایسی بات کہہ دی جس سے حضرت صفیہؓ کی بات کو بناوٹی

Marfat.com

ظاہر کیا) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ محسوس ہو گیا اور آپؐ نے امہات المومنین سے فرمایا کہ تم کلی کرو۔ دریافت کیا کیوں؟ فرمایا اس لیے کہ تم نے (اس کی غیبت کی) کن انکھیوں سے اس کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کی قسم یہ اپنی بات میں سچی ہے۔ (الاصابہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت صفیہؓ کی خوشنودی کا خیال فرماتے تھے دیگر امہات المومنین جب ان کو کچھ کہہ سن کر ستاتی تھیں تو آپؐ ان کا پارٹ لیتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے تو وہ رو رہی تھیں۔ آپؐ نے رونے کا سبب دریافت فرمایا تو بولیں کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ عائشہؓ اور حفصہؓ مجھے برا کہتی یں اور یہ کہتی ہیں کہ ہم صفیہ سے بہتر ہیں کیونکہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ دار بھی ہیں۔ اس وجہ سے کہ ہم قریش سے ہیں اور آپؐ بھی قریشی ہیں اور ہم آپؐ کی ازواج بھی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ان کو یہ جواب کیوں نہ دیا کہ میرے مورث اعلیٰ ہارون علیہ السلام اور چچا موسیٰ علیہ السلام اور شوہر محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر تم مجھ سے (نسب میں) کیونکر بہتر ہو سکتی ہو۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں حضرت صفیہؓ اور حضرت زینبؓ بنت جحش دونوں تھیں۔ حضرت صفیہؓ کے اونٹ کو تکلیف ہو گئی۔ چونکہ حضرت زینبؓ کے پاس سواری ان کی ضرورت سے زیادہ تھی اس لئے آنحضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ صفیہؓ کے اونٹ کو تکلیف ہو گئی۔ تم ان کو ایک سواری دے دو۔ انہوں نے جواب دیا کہ کیا میں اس یہودیہ کو دوں گی؟ یہ جواب سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت ناراض ہوئے اور ۲ سے ۳ ماہ حضرت زینبؓ کے پاس تشریف نہ لے گئے حتیٰ کہ حضرت زینبؓ اس سے ناامید ہو گئیں کہ آپؐ ان کے پاس تشریف لائیں گے۔ (الاصابہ بعضہ فی المشکوۃ)

لیکن جب جدائی کی سزا دے دی تو بعد میں تشریف لے گئے۔ حضرت صفیہؓ کا قد پست تھا۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ صفیہ کا

Marfat.com

قد چھوٹا بیان کرتے ہوئے میں نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ صفیہ اتنی سی ہے۔ یہ سن کر سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تو نے ایسا کلمہ کہا کہ اگر سمندر میں ملا دیا جائے تو اسے بھی خراب کر ڈالے۔

حضرت عثمانؓ کی خدمت:

حضرت عثمان غنیؓ جس فتنہ میں شہید کیے گئے اس فتنہ کے دوران جب کہ فسادیوں نے حضرت عثمانؓ کے اسباب زندگی (غلہ و پانی) بند کر رکھے تھے تو حضرت صفیہؓ نے ان کے پاس کھانا پینا بھجوانے کا خاص اہتمام فرمایا ایک مرتبہ اپنے غلام کنانہ کو ساتھ لے کر اور خچر پر سوار ہو کر حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچیں اور ان کی مصیبت دور کرنے کی نیت سے چلیں۔ راستہ میں اشتر نام ایک شخص مل گیا۔ (وہ غالباً حضرت عثمانؓ کے دشمنوں میں سے تھا) اس نے خچر کو مارنا شروع کر دیا یہ دیکھ کر حضرت صفیہؓ نے غلام سے فرمایا مجھے واپس لے چل ذلیل نہ ہونے دے۔ اس کے بعد حضرت حسنؓ کے ذریعہ حضرت عثمانؓ کے لیے کھانے پینے کا سامان بھیجتی رہیں۔ (الاصابہ)

زہد و عبادت:

البدایہ میں لکھا ہے:

وَ كَانَتْ مِنْ سَيِّدَاتِ النِّسَآءِ عِبَادَةً وَّ وَرِعاً وَ زَهَادَةً وَّ بِرًّا وَّ صَدَقَةً

''کہ وہ عبادت و زہد اور تقویٰ اور نیکی اور صدقہ کرنے میں سرداری کا مقام رکھتی تھیں۔''

وفات:

حضرت صفیہؓ نے ۵۰ھ میں ماہ رمضان المبارک حضرت معاویہؓ کے زمانہ امارت میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ ایک قول یہ بھی کہ ۵۲ھ میں سفر آخرت کیا۔ (الاصابہ الاستیعاب الاکمال صاحب المشکوٰۃ شریف)

Marfat.com

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت صفیہؓ سے نکاح فرمانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہؓ سے نکاح کیا۔ ان کا نام بھی برہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر میمونہ رکھا۔ یہ حضرت ام الفضل (زوجہ عباس بن عبدالمطلبؓ) کی بہن تھیں۔ والد کا نام حارث اور والدہ کا نام خولہ بنت عوف تھا۔ ان کا پہلا شوہر کون تھا؟ اس میں بہت اختلاف ہے۔ کسی نے ابورہم بن عبدالعزی اور کسی نے سنجری بن ابی رہم اور کسی نے حویطب بن عبدالعزی اور کسی نے فروۃ بن عبدالعزی بتایا ہے۔ (من الاصابہ)

حرم نبوت میں آنا:

جب ان کا پہلا شوہر جہان فانی سے رخصت ہوا تو ان کے بہنوئی حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا کہ آپ میمونہ سے نکاح فرمالیں۔ چنانچہ آپ نے منظور فرمالیا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کو ان کے پاس نکاح کا پیغام دے کر بھیجا تھا۔ انہوں نے حضرت عباسؓ کو اپنا وکیل بنادیا اور حضرت عباسؓ نے ان کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کردیا۔ (الاصابہ)

یہ نکاح ۷ ہجری میں بحالت مسافرت ہوا جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء کے سفر میں تھے۔ مکہ سے واپس ہوتے ہوئے مقام "سرف" آیا وہیں حضرت میمونہؓ کے خیمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ملاقات فرمائی۔ حضرت میمونہؓ کے واقعات زندگی میں یہ بات تعجب کے ساتھ ذکر کی جاتی ہے کہ مقام سرف میں جس جگہ ان کا خیمہ اس وقت لگا ہوا تھا جب کہ نکاح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ملاقات فرمائی خاص اسی جگہ انہوں نے وفات پائی اور اسی جگہ دفن ہوئیں۔ (الاصابہ)

چونکہ یہ نکاح سفر میں ہوا تھا جو عمرۃ القضاہ کے لیے کیا تھا اس لیے کتب حدیث میں اس نکاح کا ذکر دو طرح آتا ہے۔ یزید بن الاصم کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جس وقت نکاح کیا اس وقت تک احرام نہیں باندھا تھا اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضرت میمونہؓ سے آپ نے بحالت احرام میں نکاح کیا۔ ان دونوں کی روایتوں کی وجہ سے آئمہ میں اختلاف

Marfat.com

ہوگیا کہ حالت احرام میں نکاح درست ہے یا نہیں؟ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور بہت سے اکابر علماء فرماتے ہیں کہ حالت احرام میں نکاح درست اور جائز ہے اور حضرت امام مالک اور شافعی وغیرہ ہما رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک بحالت احرام نکاح درست نہیں ہے۔ اس کی تفصیل اور دلیلیں حدیث کی شرحوں میں لکھی ہیں اور یہ اختلاف صرف نکاح میں ہے۔ نکاح کے بعد والی باتیں احرام میں کسی کے نزدیک بھی درست نہیں ہیں۔ حضرت شیخ محی السنۃؒ حضرت یزید بن الاصم اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کی دونوں روایتوں کو اس طرح جوڑتے تھے کہ آپ نے نکاح اس وقت کرلیا تھا جبکہ احرام نہیں باندھا تھا اور اس کی شہرت جب ہوئی جبکہ آپ احرام باندھ چکے تھے۔ (اس وجہ سے راویوں میں اختلاف ہوگیا)

مصاجبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت میمونہؓ سے ۷ ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا اور ۱۰ ہجری میں آپ نے دنیائے فانی کو چھوڑ کر ملاءِ اعلیٰ کا سفر فرمایا۔ اس حساب سے حضرت میمونہؓ آپ کی خدمت میں تین سال رہیں۔ آپ کی خدمت میں رہ کر دوسری بیویوں کی طرح دین کی معلومات حاصل کیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ جوان کے بھانجے ہیں ان کے شاگردوں میں ہیں۔ ایک مرتبہ معلوم ہوا کہ ابن عباسؓ ماہواری کے دنوں میں اپنی بیوی سے علیحدہ بستر کرلیتے ہیں اور اتنا پرہیز کرتے ہیں کہ اس کے پاس لیٹتے تک نہیں ہیں۔ حضرت میمونہؓ نے اپنی باندی بھیجی اور فرمایا کہ ان سے جا کر کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے تمہیں کیوں اعراض ہے۔ آپ اس زمانے میں بھی ہمارے بستروں پر لیٹتے تھے۔ (مسند امام احمد بن حنبلؒ)

ایام ماہواری میں میاں بیوی کا آپس میں ایک ساتھ لیٹنا' بیٹھنا منع نہیں۔ البتہ اس سے آگے نہ بڑھیں۔

حضرت عائشہؓ کا تعریف کرنا:

حضرت عائشہؓ نے حضرت میمونہؓ کی تعریف میں فرمایا:

اَمَا اَنْ کَانَتْ اَتْقَنَا لِلّٰہِ وَ اَوْصَلْنَا لِلرَّحِمِ

"خبردار! وہ ہم میں سب سے زیادہ متقی اور صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔" (الاصابہ)

Marfat.com

ایک واقعہ:

سفر حج میں حضرت میمونہؓ آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھیں۔ لوگوں کو نویں ذی الحجہ کے دن شک ہوا کہ سید عالم ﷺ کا روزہ ہے یا نہیں؟ حضرت میمونہؓ نے ایک پیالہ دودھ آپ کی خدمت میں بھیج دیا جسے آپؐ نے پی لیا اور سب دیکھتے رہے اس ترکیب سے پتہ چلا کہ آپ کا روزہ نہیں ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ دودھ حضرت ام الفضلؓ نے بھیجا تھا۔ جو حضرت میمونہؓ کی بہن ہیں۔ (مسلم شریف)

ممکن ہے کہ دونوں نے مشورہ کر کے بھیجا ہو لہٰذا راویوں نے علیحدہ علیحدہ دونوں نام ذکر کر دیے۔

(نویں ذی الحجہ کو حاجی حضرات عرفات میں ہوتے ہیں۔ دعا کی مشغولیت کی وجہ سے ان لوگوں کو اس دن روزہ نہ رکھنا بہتر ہے گو اس روزہ کا ثواب بہت زیادہ ہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ کے تذکرہ میں گزر چکا ہے۔)

وفات:

حضرت میمونہؓ نے ۵۱ ہجری میں وفات پائی۔ ان کے سن وفات کے بارے میں اور بھی اقوال ہیں مگر راجح ۵۱ ہجری ہی ہے۔ استیعاب میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور قبر میں بھی انہوں نے یزید بن الاصمؒ اور عبیداللہؒ بن شداد کی معیت میں اتارا۔ یہ تینوں ان کی بہنوں کی اولاد تھے۔ ان کی وفات اور کفن دفن مقام سرف میں ہوا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

مجمع الزوائد میں ہے کہ حضرت میمونہ مکہ میں مقیم تھیں وہاں کچھ طبیعت بھاری ہوئی اور علالت محسوس ہوئی۔ فرمایا مجھے مکہ سے لے چلو کیونکہ مجھے مکہ میں موت نہ آئے گی۔ مجھے اس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی ہے۔ چنانچہ ان کو مقام سرف میں لایا گیا اور وہیں وفات پائی۔ کفنا اور نماز پڑھ کر جب قبر میں رکھنے کے لیے جنازہ اٹھایا گیا تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے لوگوں سے فرمایا کہ (ان کا ادب کرو) جنازہ کو جھٹکا دے کر نہ اٹھاؤ اور ہلاتے جلاتے نہ لے چلو۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت میمونہؓ سے نکاح کرنے کے بعد حضور اقدس ﷺ نے کسی عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔ رضی اللہ عنہا و ارضاھا

Marfat.com

آخری کلام

یہاں تک ہم نے آنحضرت ﷺ کی گیارہ بیویوں کے حالات لکھے ہیں۔ نکاحوں کی ترتیب حضرت اقدس سیدی وسندی ومرشدی مولانا محمد ذکریا صاحب الازالت فیوضہ باقیۃ کی کتاب حکایات صحابہؓ سے لی ہے اور حالات کتب حدیث واسماء الرجال سے نقل کیے ہیں۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جو عورتیں آنحضرت ﷺ کے نکاح میں قابل ذکر مدت تک رہیں (جن میں سب سے کم مدت حضرت زینب بنت خزیمہؓ کی ہے) ان میں سب سے پہلا نکاح حضرت خدیجہؓ سے اور سب سے آخری نکاح حضرت میمونہؓ سے ہوا البتہ ہماری ذکر کردہ نکاحوں کی ترتیب میں اختلاف ہے یعنی محدثین ومورخین نے اس ترتیب کے علاوہ دوسری ترتیب بھی بتائی ہے جس کی تفصیل البدایہ والنہایہ میں مذکور ہے۔ ان گیارہ بیویوں میں سے دو بیویاں (یعنی حضرت خدیجہؓ اور حضرت زینب بنت خزیمہؓ) نے آپؐ کی موجودگی میں وفات پائی اور باقی بیویوں نے آپؐ کے بعد دار فانی کو چھوڑا۔ آنحضرت ﷺ نے ملاء اعلیٰ کا سفر اختیار فرماتے وقت جن نو بیویوں کو چھوڑا تھا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت عائشہؓ (۲) حضرت سودہؓ (۳) حضرت حفصہؓ
(۴) حضرت ام سلمہؓ (۵) حضرت زینبؓ (۶) حضرت جویریہؓ
(۷) حضرت ام حبیبہؓ (۸) حضرت صفیہؓ (۹) حضرت میمونہؓ

رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ ان پاک بیویوں کے نام ان تین شعروں میں جمع کردیے ہیں۔

تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ تِسعِ نِسْوَةٍ   اِلَيْهِنَّ تعزى المَكْرُمَاتُ وَ تُنْسَب
فَعَائِشَةٌ مَيْمُوْنَةٌ صَفِيَّةٌ   وَحَفْصَةُ تبلوهن هند و زينب
جويرية مَعَ رَمْلَةَ ثُمَّ سُوْدَةٌ   ثَلاثٌ وَ سِتٌّ ذكر هن مهذب

یہ مسلمہ حقائق ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے سب سے پہلا نکاح حضرت خدیجہؓ سے کیا اور جب تک وہ زندہ رہیں کوئی نکاح آپؐ نے نہیں کیا اور حضرت

Marfat.com

خدیجہؓ کے علاوہ کسی بیوی سے آپ کی اولاد نہیں ہوئی اور حضرت عائشہؓ کے علاوہ کوئی بیوی کنواریؓ آپؐ کے نکاح میں نہیں آئی اور آپؐ کے بعد سب سے پہلے حضرت زینب بنت جحش نے دفات پائی اور امہات المومنین میں سب سے آخری نکاح حضرت میومنہؓ سے ہوا۔

یہ حالات جو ہم نے جمع کیے ہیں ان کا مقصد صرف یہ نہیں ہے کہ حالات معلوم کر کے کتاب بند کر کے رکھ دیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان کو پڑھ کر سبق لیں اور اپنی عورتوں کو سنائیں اور بچیوں کو تعلیم دین اور دین پر جمے رہنے میں اپنی عورتوں اور بچیوں کو امہات المومنین کی زندگی پر ڈھالنے کی کوشش کریں۔ جب گیارہ بیویوں کے حالات اس کتاب میں لکھے ہیں ان کے علاوہ مؤرخین اور اصحاب سیئر نے دیگر بیویوں سے بھی آنحضرت ﷺ کے نکاح فرمانے کا ذکر کیا ہے لیکن وہ کچھ خاص قابل ذکر مدت تک اپؐ کی مصاحبت میں نہ رہیں لہٰذا گیارہ بیویوں کے حالات جمع کرنے پر اکتفا کیا۔

وَالحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیّدنا مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِین ط تمت بالخیر ○

Marfat.com

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تعداد ازواج کی حکمت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات سراپا رحمت و برکت ہے تبلیغ احکام اور تزکیہ نفوس اور ابلاغ قرآن آپ کا سب سے بڑا مقصد بعثت تھا۔ آپ نے اسلام کی تعلیمات کو قولاً وعملاً دنیا میں پھیلایا' یعنی آپ بتاتے بھی تھے اور کر کے بھی دکھاتے تھے۔ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رہبری کی ضرورت نہ ہو۔ نماز باجماعت سے لیکر بیویوں کے تعلقات' آل و اولاد کی پرورش اور پاخانہ پیشاب اور طہارت تک کے بارے میں آپ کی قولی اور فعلی ہدایات سے کتب حدیث بھرپور ہیں۔ اندرون خانہ کیا کام کیا' بیویوں سے کیسے میل جول رکھا اور گھر میں آ کر مسائل پوچھنے والی خواتین کو کیا کیا جواب دیا۔ اس طرح کے سینکڑوں مسائل ہیں جن سے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ذریعے ہی امت کو رہنمائی ملی ہے۔ تعلیم و تبلیغ کی دینی ضرورت کے پیش نظر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کثرت ازواج ایک ضروری امر تھا۔ صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے احکام و مسائل' اخلاق و آداب اور سیرت نبوی سے متعلق دو ہزار دو سو دس روایتیں مروی ہیں جو کتب حدیث میں پائی جاتی ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی مرویات کی تعداد تین سو اٹھہتر تک پہنچی ہوئی ہے۔ حافظ بن قیم رحمہ اللہ نے اعلام الموقعین ج اصفحہ ۹ میں لکھا ہے کہ اگر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فتاویٰ جمع کیے جائیں جو انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دیے ہیں تو ایک رسالہ مرتب ہو سکتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا روایت و درایت اور فقہ و فتاوی میں جو مرتبہ ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ ان کے شاگردوں کی تعداد دو سو کے لگ بھگ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلسل اڑتالیس سال تک علم دین پھیلایا۔ بطور مثال دو مقدس بیویوں کا مجمل حال لکھ دیا ہے۔ دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی روایات بھی مجموعی حیثیت سے کافی تعداد میں موجود ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس تعلیم و تبلیغ کا نفع صرف ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے پہنچا۔

Marfat.com

اسلام کے بلند مقاصد اور پورے عالم کی انفرادی و اجتماعی خانگی اور ملکی اصلاحات کی فکر کو دنیا کے شہوت پرست انسان کی جانیں، وہ تو سب کو اپنی اوپر قیاس کر سکتے ہیں۔ اسی کے نتیجے میں کئی صدی سے یورپ کے ملحدین اور مستشرقین نے اپنی ہٹ دھرمی سے فخر عالم ﷺ کے تعدد ازواج کو ایک خالص جنسی اور نفسانی خواہش کی پیداوار قرار دے رکھا ہے۔ اگر حضور اقدس ﷺ کی سیرت پر ایک سرسری نظر بھی ڈالی جائے تو ایک ہوشمند منصف مزاج کبھی بھی آپ کی کثرت ازواج کو اس پر محمول نہیں کر سکتا۔

آپؐ کی معصوم زندگی قریش مکہ کے سامنے اس طرح گزری کہ سب سے پہلے پچیس سال کی عمر میں ایک سن رسیدہ صاحب اولاد بیوہ (جس کے دو شوہر فوت ہو چکے تھے) ان سے عقد کیا اور پچیس سال تک ان ہی کے ساتھ گزارہ کیا وہ بھی اسی طرح کہ مہینہ مہینہ گھر چھوڑ کر غار حرا میں مشغول عبادت رہتے تھے۔ اس کے بعد جو دوسرے نکاح ہوئے پچاس سالہ عمر شریف گزر جانے کے بعد ہوئے۔ یہ پچاس سالہ زندگی اور عنفوان شباب کا سارا وقت اہل مکہ کی نظروں کے سامنے تھا۔ کبھی کسی دشمن کو بھی آنحضرت ﷺ کی طرف سے کوئی ایسی چیز منسوب کرنے کا موقع نہیں ملا جو تقویٰ و طہارت کو مشکوک کر سکے۔ آپ کے دشمنوں نے آپؐ پر ساحر، شاعر، مجنوں، کذاب، مفتری جیسے الزامات تراشنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی لیکن انہیں آپؐ کی معصوم زندگی پر کوئی ایسا حرف کہنے کی جرات نہیں ہوئی جس کا تعلق جنسی اور نفسانی جذبات کی بے راہ روی سے ہو۔

ان حالات میں کیا یہ بات غور طلب نہیں ہے کہ چڑھتی جوانی سے لے کر پچاس سال کی عمر ہو جانے تک اس زہد و تقویٰ اور لذائذ دنیا سے یک سوئی میں گزارنے کے بعد وہ کیا داعیہ تھا جس نے آخر عمر میں آپ ﷺ کو متعدد نکاحوں پر مجبور کیا۔ اگر دل میں ذرا سا بھی انصاف ہو تو ان متعدد نکاحوں کی وجہ اس کے سوا نہیں بتلائی جا سکتی جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اور اس کثرت ازواج کی حقیقت بھی سن لیجئے کہ کس طرح وجود میں آئی۔

Marfat.com

پچیس سال کی عمر سے لے کر پچاس سال کی عمر شریف ہونے تک تنہا حضرت خدیجہؓ آپ کی زوجہ رہیں۔ان کی وفات کے بعد حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ سے نکاح ہوا لیکن صغرسنی کی وجہ سے حضرت عائشہؓ اپنے والد کے گھر ہی رہیں۔پھر چند سال کے بعد ۲ ہجری میں مدینہ منورہ میں حضرت عائشہؓ کی رخصتی عمل میں آئی۔اس وقت آپ کی عمر چون سال ہو چکی ہے اور دو بیویاں اس عمر میں آ کر جمع ہوئی۔یہاں سے تعدد ازواج کا معاملہ شروع ہوا۔اس کے ایک سال بعد حضرت حفصہؓ سے نکاح ہوا۔پھر کچھ ماہ بعد حضرت زینبؓ سے نکاح ہوا۔انہوں نے صرف اٹھارہ ماہ آپؐ کے نکاح میں رہ کر وفات پائی۔ایک قول کے مطابق تین ماہ آپؐ کے نکاح میں زندہ رہیں۔پھر ۴ ہجری میں حضرت ام سلمہؓ سے نکاح ہوا اس وقت آپ کی عمر شریف اٹھاون سال ہو چکی تھی اور اتنی بڑی عمر میں آ کر چار بیویاں جمع ہوئیں۔ان کے بعد ۶ ہجری میں حضرت جویریہؓ سے اور ۷ ہجری میں حضرت ام حبیبہؓ حضرت صفیہؓ اور حضرت میمونہؓ سے نکاح ہوا۔

خلاصہ یہ کہ چون برس کی عمر تک آپؐ نے صرف ایک بیوی کے ساتھ نباہ کیا یعنی پچیس سال حضرت خدیجہؓ کے ساتھ اور چار پانچ سال حضرت سودہؓ کے ساتھ گزارے۔پھر اٹھاون سال کی عمر میں چار بیویاں جمع ہوئیں اور باقی ازواج مطہراتؓ دو تین سال کے اندر حرم نبوت میں آئیں اور ۱۰ ہجری میں آپ نے وفات پائی اور یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ان سب بیویوں میں صرف ایک ہی عورت ایسی تھیں جن سے کنوارے پن میں نکاح ہوا یعنی ام المومنین حضرت عائشہؓ ان کے علاوہ باقی ازواج مطہراتؓ بیوہ تھیں جن میں بعض کے دو شوہر پہلے گزر چکے تھے' اور یہ تعداد بھی آخر عمر میں آ کر جمع ہوئی۔حضرات صحابہ مرد اور عورت سب آپؐ پر جاں نثار تھے۔اگر آپؐ چاہتے تو سب بیویاں کنواری جمع کر لیتے بلکہ ایک ایک دو دو مہینے کے بعد بدلنے کا بھی موقع تھا' لیکن آپؐ نے ایسا نہیں کیا۔

نیز یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے برحق نبی تھے۔نبی صاحب ہوا و ہوس نہیں ہوتا۔جو کچھ کرتا ہے اذن الٰہی سے کرتا

Marfat.com

ہے۔ نبی ماننے کے بعد ہر اعتراض ختم ہو جاتا ہے اور اگر کوئی شخص آپ کو نبی ہی نہ مانے اور یہ الزام لگائے کہ آپؐ نے محض شہوت نفسانی کے لیے کثرت ازواج کو جائز رکھا تو اس شخص سے کہا جائے گا کہ اگر ایسا ہوتا تو آپ اپنے حق میں کثرت ازواج کے معاملہ میں اس پابندی کا اعلان کیوں فرماتے جس کا ذکر قرآن کریم کی آیت لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ میں موجود ہے۔ اپنے حق میں اس پابندی کا اعلان اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ آپؐ نے جو کچھ کیا اپنے رب کے اذن سے کیا۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ فلاں لڑکی بہت خوبصورت ہے۔ آپ کے چچا حمزہؓ کی لڑکی ہے اس سے نکاح فرمالیں۔ آپ نے فرمایا حمزہؓ میرے رضاعی بھائی ہیں۔ ان کی لڑکی سے میرا نکاح حلال نہیں۔ اسی طرح بعض ازواج نے اپنی بہنوں سے نکاح کرنے کی گزارش کی۔ آپؐ نے نامنظور فرمادی۔ ظاہر ہے کہ جس کو شہوت رانی سے مطلب ہو وہ قاعدہ قانون اور حرام وحلال کی پرواہ نہیں کرتا خصوصاً جبکہ جو کچھ اس کی زبان سے نکل جاتا ہو اس کے معتقدین کے نزدیک وہی قانون بن جاتا ہو۔

تعدد ازواج کی وجہ سے تعلیمی اور دینی فوائد جو امت کو حاصل ہوئے اور جو احکام امت تک پہنچے اس کی جزئیات اس قدر کثیر تعداد میں ہیں کہ ان کا احصار دشوار ہے۔ کتب احادیث اس پر شاہد ہیں' البتہ بعض دیگر فوائد کی طرف یہاں ہم اشارہ کرتے ہیں۔

حضرت ام سلمہؓ کے شوہر حضرت ابو سلمہؓ کی وفات کے بعد آپؐ نے ان سے نکاح کرلیا تھا۔ وہ اپنے سابق شوہر کے بچوں کے ساتھ آپؐ کے گھر تشریف لائیں۔ ان کے بچوں کی آپ نے پرورش کی اور اپنے عمل سے بتادیا کہ کس پیار و محبت سے سوتیلی اولاد کی پرورش کرنی چاہیے۔ آپؐ کی بیویوں میں صرف یہی ایک بیوی جو بچوں کے ساتھ آئیں اگر کوئی بھی بیوی اس طرح کی نہ ہوتی تو عملی طور پر سوتیلی اولاد کی پرورش کا خانہ خالی رہ جاتا اور امت کو اس سلسلے میں کوئی ہدایت نہ ملتی۔ ان کے بیٹے حضرت عمر بن ابی سلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پرورش پاتا تھا۔ ایک بار آپؐ کے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے

Marfat.com

پیالہ میں ہر جگہ ہاتھ ڈالتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا:

سَمِّ اللّٰہَ وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ

''اللہ کا نام لے کر کھا' داہنے ہاتھ سے کھا اور سامنے سے کھا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جویریہؓ ایک جہاد میں قید ہو کر آئی تھیں۔ دوسرے قیدیوں کی طرح یہ بھی تقسیم میں آ گئیں اور ثابتؓ بن قیس یا ان کے چچا زاد بھائی کے حصہ میں ان کو لگا دیا گیا۔ لیکن انہوں نے اپنے آقا سے اس طرح معاملہ کر لیا کہ اتنا اتنا مال تم کو دے دوں گی مجھے آزاد کر دو۔ یہ معاملہ کر کے حضور ﷺ کے پاس آئیں اور مالی امداد چاہی۔ آپؐ نے فرمایا' اس سے بہتر بات نہ بتا دوں وہ یہ کہ میں تمہاری طرف سے مال ادا کر دوں اور تم سے نکاح کر لوں۔ انہوں نے بخوشی منظور کر لیا۔ آپؐ نے ان کی طرف سے مال ادا کر کے نکاح فرما لیا۔ ان کی قوم کے سینکڑوں افراد حضرت صحابہؓ کی ملکیت میں آ چکے تھے کیونکہ وہ سب لوگ قیدی ہو کر آئے تھے۔ جب صحابہ کو پتہ چلا کہ جویریہؓ آپؐ کے نکاح میں آ گئی ہیں تو آنحضرت ﷺ کے احترام کے پیش نظر سب نے اپنے اپنے غلام باندی آزاد کر دیے۔ سبحان اللہ! حضرات صحابہ کرامؓ کے ادب کی کیا شان تھی۔ اس جذبہ کے پیش نظر کہ یہ لوگ سرکار دو عالم ﷺ کے سسرال والے ہو گئے ان کو غلام بنا کر کیسے رکھیں' سب کو آزاد کر دیا۔ حضرت عائشہؓ اس واقعہ کے متعلق فرماتی ہیں:

فَلَقَدْ اُعْتِقَ بِتَزْوِیْجِہٖ اِیَّاھَا مِائَۃُ اَھْلِ بَیْتٍ مِّنْ بَنِی الْمُصْطَلِقِ فَمَا اَعْلَمُ امْرَأَۃً اَعْظَمَ بَرَکَۃً عَلٰی قَوْمِھَا مِنْھَا

''آنحضرت ﷺ کے جویریہؓ سے نکاح کر لینے سے بنو المصطلق کے سو گھرانے آزاد ہوئے۔ میں نے کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی جو جویریہؓ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لیے بڑی برکت والی ثابت ہوئی ہو۔''

حضرت ام حبیبہؓ نے اپنے شوہر کے ساتھ ابتداء اسلام ہی میں مکہ میں اسلام قبول کیا تھا اور پھر دونوں میاں بیوی ہجرت کر کے قافلے کے دوسرے اشخاص کے ساتھ حبشہ چلے گئے۔ وہاں ان کا شوہر نصرانی ہو گیا اور چند دن کے بعد مر گیا۔ آنحضرت ﷺ نے شاہ حبشہ نجاشیؒ کے واسطہ سے ان کے پاس نکاح

Marfat.com

کا پیغام بھیجا جسے انہوں نے قبول کرلیا اور وہیں حبشہ میں نجاشیؓ ہی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا نکاح کردیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ حضرت ام حبیبہؓ حضرت ابوسفیانؓ کی صاحبزادی تھیں اور حضرت ابوسفیانؓ اس وقت اس گروہ کے سرخیل تھے جس نے اسلام دشمنی کو اپنا سب سے بڑا مقصد قرار دیا تھا اور وہ مسلمانوں کو اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے اور انہیں فنا کے گھاٹ اتار دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ جب ان کو اس نکاح کی اطلاع ہوئی تو بلا اختیار ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے:

هُوَ الْفَحلُ لاَیُجدَعُ اَنفُهٗ

''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوانمرد ہیں۔ ان کی ناک نہیں کاٹی جاسکتی۔''

مطلب یہ کہ وہ بلند ناک والے معزز ہیں ان کو ذلیل کرنا آسان نہیں۔ ادھر تو ہم ان کو ذلیل کرنے کی تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں اور ادھر ہماری لڑکی ان کے نکاح میں چلی گئی۔ غرض اس نکاح سے کفر کے ایک قائد کے حوصلے پست ہوگئے اور اس نکاح کی وجہ سے جو سیاسی فائدہ اسلام اور مسلمانوں کو پہنچا اس کی اہمیت اور ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ خدا کے مدبر اور حکیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فائدہ کو ضرور پیش نظر رکھا ہوگا۔

یہ چند باتیں لکھی گئی ہیں، ان کے علاوہ سیرت پر عبور رکھنے والے حضرات کو بہت کچھ حکمتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعدد ازواج میں مل سکتی ہیں۔ اس سلسلے میں سیدی حکیم الامت قدس سرہٗ کے رسالہ ''کثرت الازواج لصاحب المعراج'' کا دیکھنا بھی مفید ہوگا۔

یہ تفصیل ہم نے ملحدین و مستشرقین کے پھیلائے ہوئے پرفریب جال کو کاٹنے کے لیے لکھی ہے، کیونکہ ان کے اس دام تزویر میں بہت سے ناواقف مسلمان بھی پھنس جاتے ہیں جو سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور تاریخ اسلام سے بے خبر ہیں یا جو اسلامیات کا علم مستشرقین ہی کی کتابوں سے حاصل کرتے ہیں۔

(تفسیر معارف القرآن ۲۸۸ تا ۲۹۲)

از مفتی اعظم پاکستان، مولانا محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

امہات المومنین رضی اللہ عنہن

مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلندشہری

مصطفٰی برادرز
۲۰۲ ذوالقرنین چیمبرز ○
گنپت روڈ ○ لاہور

Marfat.com